ومن يتوكل على الله فهو حسبه
جلد تیسری حجۃ اللہ البالغہ
مطبع مصطفائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ غانم اور فتنہ کا

ملکہ شہرزاد نے پادشاہ شہریار سے عرض کیا کہ حضور اگلے زمانے مین ایک سوداگر ابو ایوب نام رہنے والا دمشق کا تھا دولت کثیر اوسکے پاس تھی اور ایک بیٹا تھا نہایت شکیل صاحب شعور نہلے اوسکو غانم کہتے تھے پھر لقب اوسکا بندۂ عشق ہوا اور الکلب نام اوسکی ایک لڑکی تھی حسین اور صاحب جمال جو کوئی اوسکو دیکھتا بے اختیار عاشق زار ہو جاتا اتفاقاً وہ سوداگر بہت دولت چھوڑ کے مرگیا چنانچہ سو گٹھریان مال نفیس کی اوسکے گودام گھر مین بندھی ہوئی رکھی تھین کہ اوسمین بھاری بھاری تھان کمخاب اور گلبدن وغیرہ کے تھے اور ہر ایک بستے پر بغداد بخط جلی لکھا ہوا تھا اور اوس زمانے مین حاکم شہر دمشق کا محمد زبینی بیٹا سلیمان کا تھا اور دمشق کو دار الملک سیر کا کہتے تھے اور زبینی خراج گذار بنی عم ہارون رشید خلیفہ بغداد کا تھا بعد وفات اوس سوداگر کے ایکدن غانم نے اپنی مان سے استفسار کیا کہ مینے ہر ایک بستے پر بڑے بڑے حرفون سے لکھی ہوئی لفظ بغداد کی دیکھی ہی اسکے کیا معنی ہین اوسکی مان نے کہا کہ تمھارے باپ کا دستور تھا کہ جب مال کسی شہر مین لیجانے کا قصد کرتا تو اوسکو باندھکے ہر ایک گٹھری پر نام اوس شہر کا لکھ دیتا تو وقت بار کرنے کے شبہہ نہ پڑے اور ان دنون اس مال کی گٹھریان باندھکر وہ آمادہ سفر بغداد کا تھا اجل نے اوسے فرصت نہ دی دفعۃً جان بحق تسلیم ہوا یہ کیفیت کہکے بی بی اوسے یاد کرکے رونے لگی غانم اپنی مان کو اس حال مین دیکھہ نہ سکا مگر مغموم ہوکے اوس وقت چپ ہو رہا دوسرے وقت اوسکو ہوش پاکر کہا کہ افسوس میرا باپ اس اسباب کو بغداد مین لیجانے نہ پایا اب مین چاہتا ہون کہ اس جنس کو بغداد مین لیجاکے بیچون اور بہت فائدہ حاصل کرون اوسکی مان نے اس بات کو سنکر بہت رنج کیا کہ وہ اوسکو بہت پیار کرتی تھی کہا کہ بیٹا تم صغیر سن ہو کس طرح متحمل اتنے بڑے سفر کے ہوگے ایک تو مین تمھارے باپ کے مرنے سے مبتلا غم والم کی ہون دوسرے اب تم بھی چاہتے ہو کہ اپنی مفارقت سے مجھے رنج مین ڈالو میرے نزدیک مناسب ہی کہ یہ اسباب دمشق کے تاجرون کو دیدو اور تھوڑے نفع پر اکتفا کرکے اس سفر دور و دراز سے محفوظ رہو غانم نے مان کا سمجھانا مطلق نہ سنا اور سفر بغداد کو اپنے دل مین مصمم کرکے چلنے پر اصرار کیا اور نخاس مین جاکر کئی غلام حبشی بقدر اپنی حاجت کے خرید کیے اور ایک سو شتر کرایہ کیے اور اسباب سفر کا تیار کرکے ہمراہ پانچ چھہ

سوداگرون کے کہ بغداد کو جاتے تھے ہو لیا اور وہ اپنے غلامون اور بہت لوگون کے ساتھ شامل ایک بڑے قافلے کے روانہ ہوا راہ مین بسبب
جمعیت کثیر کے بدوون کے ہاتھ سے کہ وہ بھی قوم عرب ہین اور مسافرون کو قابو پاکے لوٹا کرتے ہین محفوظ رہا مگر بسبب سفر دور و دراز کے البتہ وہ سب
ماندے ہو گئے تھے کہ دفعۃً شہر بغداد کو دور سے دیکھتے ہی نہایت خوش ہوے اور سب خستگی راہ کی بھول گئے اور شہر بغداد مین داخل ہو کے ایک بڑی
سرا آباد مین وہ سب سوداگر جا اوترے مگر غانم نے اوس کے بیچ مین رہنا پسند نکیا شب کی شب ایک جا محفوظ مین رہا صبح کو اوس نے ایک بڑا عمدہ
گھر کہ اسباب نفیس سے سجا ہوا اور اوسمین پائین باغ نہرون اور درختون میوہ دار سے مرتب تھا کرائے کو لیکے چند روز تک اوس مکان مین
آرام کیا جب ماندگی سفر کی دور ہوئی اچھی پوشاک پہنکے تاجرون کی مجلس مین جہان سب اپنے اسباب کے بیچنے کے لیے جمع ہوے تھے گیا اور کئی
تھان ابریشمی اور زربفت کے بطور نمونہ غلامون کے ہاتھ اپنے ساتھ لیتا گیا وہان جا کے تاجرون سے ملاقات کی وہ بڑی خاطر داری
اور عزت سے پیش آئے نمونے دیکھکر پسند کیے سب اسباب اوسکا نمونون سے ملا کر بموجب بیجک کے خرید لیا غرض غانم نے چند روز مین سب اسباب کو فائدہ کثیر پر
بیچ ڈالا فقط ایک گٹھری اپنے مصرف کیواسطے توشکخانے مین رہنے دی ایک دن اپنے گھر سے نکل بازار کی طرف گیا وہان سب کانون کو بند پا کے
متحیر ہوا اور لوگون سے اوسکا سبب پوچھا اونھون نے کہا کہ فلان سوداگر بہت بڑا آدمی تھا آج مر گیا ہی اوسکی تجہیز و تکفین کیواسطے یہان کے سب سوداگر گئے ہین
غانم نے پوچھا کہ اس میت کی نماز کون سی مسجد مین پڑھینگے اور وہان سے کس گورستان مین لیجائینگے لوگون نے اوسے پتا بتایا غانم غلام کو رخصت
کرکے آپ اوس مسجد کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر سنا کہ نماز پڑھا کے میت کو واسطے دفن کے لیے جاتے ہین غانم بھی اوس جنازے کے ساتھ ہو لیا اور گورستان
مین کہ شہر سے بہت دور تھا جا پونہچا اوس میت کی قبر سنگین بطور گنبد کے آگے سے بنی ہوئی طیار تھی اور بسبب قلت جگہ کے گرداگرد خیمے استادہ کیے تھے
میت کو اندر گنبد کے لے گئے اور سب سوداگر وغیرہ اون خیمون مین ٹھہرے قرآن خوان وہان سورتین کلام اللہ کی پڑھنے لگے بعد دفن کے اقربا میت اور
دوسرے سوداگر وہان حلقہ کرکے واسطے فاتحہ خوانی کے بیٹھے اس عرصے مین رات ہو گئی غانم نے بسبب شب ہونے اور مسافت بعید کے قصد وہان سے گھر جانیکا کیا
اتنے مین موافق دستور بغداد کے کھانا حاضر کیا گیا اس انداز سے معلوم ہوا کہ وہ خیمے فقط دھوپ کے بچاؤ کیواسطے نہین استادہ ہوے ہین بلکہ سب لوگ شب کو
ان خیمون مین رہینگے دوسرے دن شہر مین جائینگے غانم اس امر سے نہایت متفکر ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ مین اجنبی ہون اگر رات کو سب کے ساتھ یہان پر
رہجاؤن مبادا شب کو چور آکے میرے گھر مین چوری کرین یا میرے غلام فرصت پا کے سب جمع نقد کو لے کے کسی طرف بھاگ جاوین تو مین کہان اونکو تلاش کرتا
پھرونگا اسلیے اوس نے تھوڑا سا کھا اور لوگون کی نظر بچا اپنے گھر کی راہ لی جلدی مین وہ رستا جانتا تھا اور یہ اکثر واقع ہوتا ہی کہ جو شخص کسی امر مین جلدی کرتا ہی
اکثر خطا پاتا ہی اتفاقاً وہ تاریکی مین بھول کے اور ہی راہ مین رہا گھومتے گھومتے آدھی رات کو شہر کے دروازے پر پونہچا مگر دروازہ شہر کا اوسکی
بدنصیبی سے بند ہو گیا تھا اب اوسکو ضرور ہوا کہ کوئی مکان تلاش کرے تا رات اوسمین کاٹے اور فجر کو اپنے گھر جاے غرض بعد تلاش کے ایک گورستان
شہر کے کنارے ملا چارون طرف بلند دیوارون سے گھرا ہوا بیچ مین ایک ناریل کا درخت لگا تھا اوس کے اندر جا کے دروازے کو بند کر لیا اور ایک ہموار جگہ ڈھونڈھ
گھاس واسطے سونے کے لیٹ رہا مگر بسبب وحشت گورستان کے اوسے نیند نہ آئی گھبرا کے اوٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کے سامنے ٹہلنے لگا دور سے ایک روشنی نظر پڑی
کہ اسی طرف کو چلی آتی تھی خوف کے مارے اوس درخت پر چڑھ گیا اور اوسکے پتون مین چھپکے بیٹھ رہا اتنے مین دیکھا کہ تین شخص لباس غلامونکا پہنے ہوے گورستان
مین آئے ایک کے ہاتھ مین لالٹین روشن ہے اور دو اوسکے کئی قدم کے پیچھے ایک صندوق اپنے کندھون پر اوٹھائے ہوے اندر گورستان کے پونہچے اور صندوق اتار ایک نے اوسمین سے

کہا کہ بھائیو اگر میری بات سنا چاہتے ہو تو اس صندوق کو اسی طرح سے چھوڑ کر شہر کو چلو دوسرے نے کہا ہماری بی بی نے ایسا نہین فرمایا اگر ہم
ایسا کرینگے تو بہت پچھتائینگے اسلیے کہ اونھون نے اس صندوق کے گاڑنے کیواسطے تاکید فرمائی ہے تیسرے نے کہا تو سچ کہتا ہے پھر اون غلامون نے زمین کو پھاوڑے سے
کھودنا شروع کیا یہان تک کہ گہرا گڑھا کھودا اور صندوق کو اوسمین دفن کر کے چلے گئے غانم نے درخت پر سب باتین اون غلامون کی جو آپسمین کہتے تھے
سنکر قیاس کیا کہ شاید اس صندوق مین دولت ہے کسی امیر نے پریشان ہو کر یہان گڑوائی ہے بعد جانے غلامون کے اس حال کو دریافت کیا چاہیے
الغرض بعد اونکے جانیکے مطمئن خاطر ہو درخت سے اوترا اور ہاتھون سے مٹی اوس جگہ کی جہان صندوق مدفون تھا سرکائی صندوق کو دیکھا کہ اوسمین قفل
لگا ہوا ہے متحیر ہوا کہ اس قفل کو کیونکر توڑون کہ اسکے اندر کا حال معلوم ہو پھر اوسنے سوچکر کئی ٹکڑے پتھر کے وہانسے اوٹھا ایک پتھر کو نیچے اور دوسرے
کو اوپر رکھکے ایسا زور کیا کہ وہ قفل بآسانی کھل گیا اوسنے صندوق کا پٹ اوٹھایا بجاے زر کے ایک جوان بی بی کو دیکھا کہ اوسمین پڑی سوتی ہے نہایت
خوبصورت رنگ اوسکے چہرے کا دمکتا ہوا جانا یہ سوتی ہے پھر خیال کیا کہ اگر سوتی ہوتی تو کھڑکھڑاہٹ سے قفل کے جاگتی پھر بازوبند اور کان کے
بالیون کو دیکھا کہ ہیرے کے ہین اور مالا مروارید کے بڑے بڑے موتیون کا اوسکے گلے مین اور لباس پوشاک شاہانہ پہنے ہے اس سے جانا کہ یہ بی بی خلیفہ کے
محل کی ہے اور اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر بمقتضاے بشریت کے عاشق ہو گیا مگر جرأت بات اور استفسار حال کی کہ کیون اس صندوق مین بےحس و حرکت
اور خاموش پڑی ہے اپنے مین نپائی پہلے اوسنے دروازہ آمد و رفت قبرستان کا جو وہ غلام کھلا ہوا چھوڑ گئے تھے جاکر بند کیا پھر اوس بی بی کو صندوق سے
باہر نکالکر ایک ہموار زمین پر رکھا جب اوسکو ہوا لگی فی الحال اوسمین طاقت آئی اور جنبش کرنے لگی اور آدھی آنکھین کھولکر [illegible] اسکے کہ غانم کو دیکھے ایسے انداز سے پکاری
کہ جسکے سننے سے غانم نہایت خوش ہوا اری زہرہ بستان شاہستہ مرکان [illegible] نزہت الزمان تم سب کہان ہو یہ سب نام اوسکی [illegible]
تھے کہ جو اوسکی خدمت مین [illegible] حاضر رہتین اور اونکو ہمیشہ وہ پکارا کرتی تھی جب دیکھا کہ کوئی میسر جواب نہین دیتی حیران ہوئی اور اچھی طرح آنکھ کھولی
تو اپنےتئین قبرستان مین [illegible] دیکھا اس سے نہایت اندوہگین ہو کے باواز بلند بولی یا یہ مردہ واسطے زندگی کے یہان آئین یا یہ دن قیامت کا آپہونچا مین یہ کیا
اپنا احوال متغیر دیکھتی ہون غانم نے کہ ابتک اوس بی بی کے روبرو نہوا تھا اور کچھ اوس سے بات کی تھی سامنے ہو کر کہا کہ مین شخص اجنبی ہون قضا و قدر فقط تمہاری ہی
زیست کیواسطے مجھے یہان لائی ہے اب جو ارشاد ہو مین بجا لاؤن اوس بی بی نے اوس سے پوچھا کہ مین کیونکر اس گورستان مین آئی اور کون مجھے یہان لایا غانم نے
تین غلامون کے صندوق کا لانا اور اوسکو یہان دفن کرنا سب بیان کیا اوس بی بی نے دیکھتے ہی غانم کے اپنا منہ ڈھانپ لیا غانم اوسکی اس حرکت سے نہایت
رنجیدہ ہوا بی بی نے کہا شکر پروردگار کا کہ میری زیست کیواسطے ایسے لئیق شخص کو یہان بھیجا اب جو تو اول باعث اس امر خیر کا ہوا ہی چاہیے کہ انجام اسکا بھی
تجھسے خوب بخوبی ہو تو نے ابھی شہر مین جاکر ایک خچر کرایے کر لا مین اسی صندوق مین لیٹی ہون تو اسے مقفل کر کے خچر پر رکھ اور اپنے گھر مین مجھکو لیچل اور جو تو پیادہ پا تیرے
ساتھ چلتی مگر اس پوشاک سے شہر مین چھپ سکونگی اور مین تیرے گھر پہونچکر سب قصہ اپنا کہونگی تو سنکر اپنے دل مین انصاف کریگا کہ یہ ظالم اور ناسپاس ہین غانم صندوق
گڑھے سے نکال مٹی سے صاف کر سامنے لایا وہ بی بی اوسمین جا لیٹی غانم نے اوس صندوق کو اس وضع سے بند کیا کہ ہوا نہ رکے گورستان سے نکل دروازے
اوسکے بند کر کے شہر کی طرف روانہ ہوا دروازہ شہر کا کھلا ہوا دیکھکر جلدی شہر مین گیا ایک خچر کو کرایہ کر پھر اوس گورستان مین آیا اور خچر والے سے کہا کہ میرے ایک
خچر کرایہ کر کے اس صندوق کو گورستان تک لایا تھا سبب [illegible] رات کو یہان مقام کرے خچر کو میرا اسباب گھر تو پہنچا دو کیونکہ دوسرے ناما اسباب چھوڑ کر
چلا گیا ہے تب صندوق کو شہر مین سیدھے گھر تو پہنچا [illegible] صندوق کو اوٹھا کے خچر کی پیٹھ پر رکھا اور اوسے چادر وغیرہ سے باندھا شہر کی طرف

روانہ ہوئے غانم تمام راہ نہایت خوف و ہراس مین جاتا تھا کہ مبادا اگر یہ راز کھلے تو خدا جانے کس مصیبت مین پڑون جب وہ اپنے گھر خیر سے صندوق کو
لیکر پونہچا مطمئن ہوکر خچر والے کو رخصت کیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ گھر کا دروازہ بند کر اوسنے جا کر بند کر دیا پھر بی بی کو صندوق سے نکالکر
کمرے مین لیگیا اور پوچھا کہ اب تم کیسی ہو اور مزاج تمھارا خوش ہے بی بی نے جواب دیا کہ مین اچھی ہون اور تمھاری اس خدمت سے نہایت ممنون
ہوئی پھر غانم ایک غلام کو اپنے ساتھ لیکے بازار گیا کہ اوسکے واسطے اپنے ہاتھ سے اسباب کھانیکا خرید کرکے لاوے پہلے طباخ کی دکان پر جا کے
اقسام اقسام کے کھانے مول لیے پھر میوے والے کی دکان سے اچھے اچھے میوے خرید کیے اور بڑی اقسام اقسام کی کہ خلیفہ کے واسطے جاتی تھی اور بہت
نفیس شراب لی پھر گھر کو آیا اور اپنے ہاتھ سے اون سبکو دستر خوان پر چنکر کہا کہ اب تم اسکو تناول کرو اوسنے کہا کہ جبتک تم میرے ساتھ بیٹھکر نہ کھاؤگے مجھے
کھانا حرام ہے غانم مجبور ہوکر کھانے پر بیٹھ گیا اور جب اوسنے اپنے برقع کو اوتار کر ایک کنارے رکھدیا غانم نے ایک طرف اوس برقع کے بڑے حرفون مین ریشم سے
کڑھا ہوا دیکھا اور پڑھا اوسپر لکھا تھا کہ مین تیری ہون اور تو میرا ہے ای فرزند نبی چچا کے اور فرزند نبی چچا امیر ہارون نقیب ہے کہ اولاد عباس چچا نبی سے تھا غانم
اوسکو پڑھکر بہت گھبرایا اور کہا اے خدا بی بی تم اپنا نام نشان بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس سے علاقہ رکھتی ہو اوسنے کہا میرا نام فتنہ ہے جب مین پیدا
ہوئی تھی تو میرا نام یہی رکھا گیا تھا اونھون نے آگے سے قیاس کیا تھا کہ نظر میری سو جب ہزار مصیبت کی ہوگی اور کوئی بغداد مین نہین ہے کہ وہ مجھے
نجانتا ہو مین معشوقہ خلیفہ ہارون رشید کی ہون بچپن سے اوسکے محل مین آئی تھی اور سب باتونکی تعلیم اور تربیت جو ہمارے جنس کو درکار اور ضرور ہے پہنچے محل مین
خلیفہ کے پائی اور تھوڑے زمانے مین بہ نسبت اور ونکے مین تمام امر سے واقف اور ماہر ہوئی خلیفہ میری لیاقت اور حسن کو ملاحظہ فرما کے مجھے دل سے پیار کرنے لگا
اور ایک مکان اپنے نزدیک مجھے رہنے کو دیا اور بیس لونڈیان اور بیس خواجہ سرا میری خدمت اور محافظت کیواسطے مقرر کیے اور اس قدر دولت دی کہ مین
مثل شہزادیون کے اپنی گزران کرنے لگی زبیدہ خاتون کہ بی بی بیاہتا اور اقربائے خلیفہ سے ہے اس حال کو دریافت کرکے مجھسے رشک کرنے لگی اور درپے
میری ہلاکت کے ہوئی مگر بسبب میرے ہوشیار اور خبردار رہنے کے کچھ اوسکا پیش نہین سکتا تھا آخر رفتہ رفتہ شاید میری کسی کنیز کو طمع سے بہکایا تو وہ
نمک حرام مجھے کچھ کھلا کے میرا کام تمام کرے چنانچہ اوسنے قابو پاکر غیبت مین خلیفہ کے جب وہ واسطے دفع کرنے کسی غنیم کے مع فوج گیا تھا اوسی
لونڈی سے مجھے اول شب شربت مین کوئی دوا بیہوشی کی پلوائی جسکے پینے سے مین اپنے ہوش و حواس مین نہ رہی تب اوسنے مجھے صندوق
مین بند کر زندہ دفن کروا دیا آخر رشتہ حیات کا باقی تھا خدا نے تجکو اوس گورستان مین پونہچایا اور تیرے دل مین ڈالا کہ تو نے صندوق کو کھولا اور
مجھے اپنے گھر مین لایا اگر اس بات کو زبیدہ سنیگی تو البتہ جان سے تجھے مروا ڈالیگی اب جبتک خلیفہ باہر ہے البتہ مین تمھارے گھر مین ہون اور وہ بعد داخل ہونے شہر کے میرے
نہونے کی خبر سنکر نہایت بیقرار ہوگا اور میری تلاش کے لیے تا مقدور کوتاہی نکریگا اگر اوسے خبر ہوگی کہ مین تیرے گھر مین تھی اوسیوقت مجھے بلوائیگا اور تجھے قتل کریگا
غانم یہ تقریر فتنہ کی سنکے نہایت گھبرایا اور کہا بی بی تم تو بہرحال ہلاکت سے بچین مگر میرا بچنا نہایت دشوار ہے فتنہ نے کہا کوئی کسیکے گھر کی خبر نہین جانتا جبتک کہ
اوسکے گھر والے خبر فاش نکرین غانم نے کہا یہ سچ ہے مگر میرے غلام یہان کسی سے ربط اور اتحاد نہین رکھتے کہ جنسے کچھ بات چیت کیا کرین اور مظنہ افشائے راز کا ہو
علاوہ اسکے سب کوئی جانتے ہین کہ مرد جوان صاحب مقدور بے بی بی یا لونڈی حسین کے نہین رہ سکتا اگر احیاناً کوئی میرا غلام تمکو کبھی دیکھ لیگا تو گمان کریگا کہ تم بھی اسی قسم سے ہو اور تا مقدور
فتنہ کو کبھی اپنے غلام کے روبرو نہین کیا تا یہی گفتگو کر رہے تھے کہ کسی نے اوسکے دروازے کو کھٹکھٹایا غانم اوٹھا کہ جا کے دریافت کرے کہ کون ہے اتنے مین اوسکے ایک غلام نے
آکے خبر دی کہ نانبائی آپکے واسطے کھانا مقرری لایا ہے غانم خوان کھانیکا غلام کے ہاتھ سے آپ گھر مین لیگیا اور فتنہ کو کھلا کے کہا کہ بی بی اب تم ذرا آرام کرو مین ابھی پھر

حاضر ہوتا ہون یہ کہکے وہ بازار کو گیا اور دو لونڈیان نفیس اور کپڑے کہ قابل پوشاک معشوقہ خلیفہ کے تھے خرید کے لایا اور دونون لونڈیونکو فتنہ کی خدمت مین دیا فتنہ اس امر سے بہت خوش ہوئی اور کہا تمنے مجھے زیادہ ترممنون اور زیر بار احسان کیا اب مین خدا سے دعا مانگتی ہون کہ خدا پھر میرے دن پھیرے اور مجھے اپنے مال و دولت پر اختیار ہووے تو اسکا عوض تمسے کرون اور سرخرو ہون پھر فتنہ نے اثنائے گفتگو مین کہا اے خداوند غانم نے کہا خدا کیواسطے اتنی بڑی تعظیم میری نہ کیجیے بلکہ مجھے اپنا غلام سمجھیے فتنہ نے کہا کہ یہ تم کیا کہتے ہو اسسے اگر زیادہ تمہاری تعظیم و تکریم کرون تو بجا ہی اسواسطے کہ بظاہر تم سبب میری دوبارہ زندگی کا ہوے مجھسے کفران نعمت کیونکر ایسے محسن کے حق مین ہو سکے کہ اوسکو اپنا غلام سمجھون غانم اس تقریر حق شناسی سے نہایت مسرور اور ممنون ہوا اگرچہ محبت دونونکو آپسمین کمال تھی مگر غانم کو بھی خوب معلوم تھا کہ جو چیز خاص آقا اور خاوند کیواسطے ہی نوکر پر حرام ہی جب شام ہوئی اوسنے شمعون کو اوس مکان مین روشن کرکے دسترخوان اچھا میوے چننے اور شراب موافق معمول شہر بغداد کے رکھی کہ وہان کے لوگ دن کو گوشت اور روٹی وغیرہ کھاتے تھے اور شب کو فقط شراب اور میوون پر قناعت کرتے پھر اون دونون نے دسترخوان پر بیٹھکے میوے کھانے شروع کیے اور دو تین گلاس شراب کے پی مزے مین آگانے لگے پہلے غانم نے اشعار حسب حال اپنے شوق و عشق کے فی البدیہہ کہکے بالحان خوش سنائے پھر فتنہ نے بھی کچھ گیت اوسی مضمون کے بناکر بہت خوش آوازی اور دلفریبی کے ساتھ گائے جب رات بہت آئی غانم فتنہ سے رخصت ہوکے دوسرے مکان مین سو رہا اور فتنہ نے اوسی جگہ آرام کیا دونون کنیزین نو خرید فتنہ کی خدمت کیواسطے حاضر ہوئین ایک مدت تک دونون اسی تدبیر پر رہے سوا بات چیت کے اور کوئی امر پیش نہ آیا خوف سے خلیفہ کے شب کو بیگانہ وار تنہا سوتا اور دن کو غانم فتنہ کو اکیلا چھوڑکر کہین گھر سے باہر نجاتا مگر جب وہ آرام کرتی یا کوئی ایسا ہی امر اہم درپیش ہوتا سبب سے کبھی دو گھڑی کیواسطے جاتا اور جسقدر غانم جان و دل سے فتنہ پر فریفتہ تھا ویسی ہی فتنہ بھی اوسے پیار کرتی اور اوس بلا سے بچ کر غانم کے گھر مین پاک و صاف بے لوث کسی امر کے رہا کرتی ابتدا مین ہرچند کوئی سوا ایک لونڈی کے اس امر سے آگاہ تھا اور وہ تینون غلام بھی کہ جو صندوق کو قبرستان مین گاڑ آئے تھے نہین جانتے تھے کہ اوسمین کیا ہی مگر زبیدہ خلیفہ کے ڈر سے ایک لحظہ آرام نکرتی تھی اور اپنے اس جرم سنگین پر ہمیشہ نادم اور پشیمان ہوکر سوچتی تھی کہ میرا شوہر فتنہ کو بہ نسبت اور خواصون کے نہایت چاہتا ہی جب وہ سفر سے آکے مجھسے حال پوچھیگا مین کیا جواب دونگی کوئی تدبیر ایسی سوچتی تھی کہ اوسکا اتہام سے دامن پاک رہے اور ہارون رشید کے مواخذے سے نجات پائے اسی فکر اندیشے مین اوسنے ایک بڑھیا کو کہ اوسکی دایہ تھی اور ایام طفولیت مین کھلایا تھا بلوا بھیجا اور اوس سے کہا کہ اے امان جان مین تمسے اکثر اپنے دل کا درد دکھ کہا کرتی ہون اور تم اوسمین مجھے صلاح اچھی بتاکے میری اعانت اور تشفی کیا کرتی ہو اب بھی تمکو ویسی ہی ایک صلاح کے لیے کہ جس سے مجکو ذرا چین نہین تکلیف دی ہی تم کچھ اس امر مین تدبیر بتاؤ کہ مین خلیفہ کے مواخذے سے اپنے کو بچاؤن پھر مفصل حال فتنہ کا بیان کیا اوسنے کہ آفت روزگار اور اوستاد ابلیس مکار کی تھی کہا کہ بی بی یہ کونسا بڑا امر ہی تم خاطر جمع رکھو اور ذرا تشویش نکرو مینے خلیفہ کی تسلی کے لیے ایک تدبیر سوچی ہی تم اوسکو عمل مین لاؤ زبیدہ نے پوچھا کہ وہ کیا تدبیر ہی پیرزن نے کہا کہ تم ایک لکڑی کا پتلا بڑا سا بنواؤ مین اوسپر پرانے کپڑے لپیٹ کر کفن پہناؤنگی تم حکم دینا کہ اس لاش کو پادشاہی قبرستان مین دفن کرو اور جلدی سے اوسپر بڑا مقبرہ عالیشان بنواؤ اور ایک تصویر کو کالے کپڑے پہنا کے قبر پر رکھو اور گرد اوس قبر کے رات کو شمعین اور چراغ بہت سے جلایا کرنا اور تم خود فتنہ کی ماتمداری مین سیاہ پوش ہوکر مقبرہ مین کبھی کبھی جانا اسیطرح سے تمہاری اور فتنہ کی خواصین خواجہ سرا اور سب سردار دولت کے سیاہ پوش ہو ہر روز اوس مقبرہ مین جاکے ماتم کیا کرین خلیفہ آکے جب یہ حال دیکھیگا تو مقرر گھبرا کے سبب اس ماتم اور سوگ کا پوچھیگا اوسوقت تم قابو پاکے کہیو کہ یہ سوگ فتنہ کا ہی کہ وہ پیچھے تمہارے دفعۃً مرگ مفاجات سے مر گئی اور اوس

قبرستان مین فوت ہوئی اوسکا مقبرہ بھی بنوایا گیا ہی خلیفہ کو یہ حال سنکر بیشک رونا آئیگا اور فتنہ کے مرنے کا یقین ہو جائیگا اور اگر بسبب تمھارے رشک کے
کسیطرح کا خیال کریگا کہ شاید اسمین کچھ فریب ہو تو قصداً قبر کھدوا کر دیکھا چاہے تو قبر کا کھودنا اور مردے کو نکالنا خلاف شرع ہی اور دوسرے کب اوسے
اتنا دل اور دماغ ہی کہ ایک لونڈی کیواسطے اتنا تردد اور دردسر کرے گا مین اسلیے لکڑی کے پتلے کو بڑی احتیاط سے مخفی ایک کاریگر سے
بنوا لاؤنگی کسیکو خبر نہوگی کہ کسواسطے بنوایا ہی اب تم بی بی اوس کنیز کو کہ جسنے فتنہ کو شربت مین دوائی بیہوشی کی پلائی تھی چپکے سے بلا کے کہو
کہ تو اپنے لوگون مین مشہور کر کہ فتنہ کو مین نے اوسکے بچھونے پر مرا ہوا پایا ہی اور اوس حجرے کو جسمین فتنہ ہی بند کر کے کسیکو جانے نہ دیوے
اس امر کی خبر تمھین کہلا بھیجے تم اس خبر کو سنکر مسرور خواجہ سرا کو حکم تجہیز و تکفین کا دینا زبیدہ یہ سب باتین اوس بڑھی بی سے سنکر بہت خوش
ہوئی اور صندوقچہ کھولکر ایک انگشتری گران قیمت الماس کی دی اور گلے لگا کے کہا کہ مین تمھاری نہایت ممنون ہوئی اب اس تدبیر سے
میری کمال تشفی ہوئی تم پتلا لکڑی کا جلدی سے بنوا لاؤ اور باقی اسباب مین یہان طیار کرواتی ہون بڑھی بی لکڑی کا پتلا بنوا لائی اور اوسپر
پرانے کپڑے لپیٹ کر اوسے کفن پہنایا اور مسرور کو حکم دیا کہ موافق دستور کے فتنہ کی لاش کو لیجا کر مقبرہ پادشاہی مین دفن کر اوسنے اوسکی
لاش کو لیجا کر جہان زبیدہ نے فرمایا تھا بڑے جلوس سے دفن کیا پھر آپ خواصون سمیت سیاہ پوش ہوکے اوسکا ماتم کرنے لگی دوسرے دن معمارونکو
وہان بھیجکر اوسکا بہت بڑا مقبرہ گنبددار بنوایا صبح و شام خواصین اور خواجہ سرا اوس مقبرے مین جمع ہوکے ماتم فتنہ کا کیا کرتے چنانچہ
تمام شہر مین مرنا فتنہ کا مشہور ہوا غانم نے اس خبر کو سنکر فتنہ سے کہا کہ بی بی تمھارے مرنے کی خبر سارے شہر بغداد مین مشہور ہوگئی ہی فتنہ نے
کہا شکر خدا کا کہ مین بسبب تمھارے زندہ اور آرام سے ہون اگر مرضی خدا کی ہوگی تو وہ سب اس مکر و فریب سے جو میرے حق مین کرتی ہین پشیمان
ہونگی اور ہم تم ایکدن اپنے مطلب کو پہنچینگے اور عوض اس مشقت اور خدمتگذاری کا جو تمسے بے غرض واقع ہوئی ہی خلیفہ
تمھین ایک روز دیگا اور خدا سے کچھ دور نہین کہ تمھارے حال پر رحم کر کے مجھے تمکو بخش دے غانم نے کہا مین یونہین تمھاری
مہربانی اور عنایت سے نہایت خوش ہون اس سے زیادہ تمسے کسی بات کی ہوس نہین بزرگون نے کہا ہی کہ جو چیز آقا اور خاوند کی ہی نوکرون کو بیجا ہی
کہ اوسپر نظر ڈالین بعد تین مہینے کے خلیفہ نے اپنے دشمنون پر فتح پا کے معاودت کی اور بغداد مین داخل ہوا سب سے زیادہ اوسے اشتیاق فتنہ کا تھا
جلد محل مین جا کے پہلے اوسے مکان مین تلاش کیا پھر محل مین آیا زبیدہ اور سب چھوٹے بڑے محل والونکو سیاہ پوش اور ماتم مین دیکھکر حیران ہوا پوچھا کہ یہ کیسا
سوگ ہی زبیدہ نے ایک آہ سرد مکر سے کھینچکر کہا کہ یہ ماتم فتنہ کا ہی کہ تمھارے پیچھے مرگ مفاجات سے مر گئی خلیفہ اس خبر کے سنتے ہی غم سے بیہوش ہوکے
چاہتا تھا کہ زمین پر گرے جعفر وزیر نے کہ ہمراہ تھا اوسے سنبھال لیا جب وہ ہوش مین آیا پوچھا میری پیاری فتنہ کو کہان دفن کیا زبیدہ نے کہا مین خود
متوجہ ہوئی اور اوسکے سب مراتب تعزیت اور فاتحہ درود کے مناسب حال بجا لائی جہان اوسکا مقبرہ بنوایا ہی اگر فرماؤ تو مین آپکے ہمراہ وہان پر چلون
خلیفہ نے کہا تمھین تکلیف کرنا ضرور نہین پھر اوسیوقت بے تبدیل پوشاک کے مسرور کو ہمراہ لیکر فتنہ کے مقبرے پر گیا دیکھا کہ ایک تصویر سیاہ لباس
پہنے ہوے وہان رکھی ہی اور گرد اوسکے شمعین جلتی ہین اور ہر ایک چیز وہان بڑے تکلف سے رکھی ہی دیکھکر بہت حیران ہوا کہ باوجود رقابت اور سوتیاپے کے زبیدہ نے
فتنہ کا مقبرہ بڑے تکلف سے بنوایا اور اسباب سامان بھی تجمل کے ساتھ وہان رکھا ہی ایسا نہو کہ فتنہ حقیقت مین نمری ہو میری بی بی نے قابو پا کر محل سے نکالا ہو
یا کسی جگہ فروخت کروا دیا جہان سے نیک و بد کی خبر اوسکی سنائی نہ دے پھر اوسنے خیال کیا کہ مجھے باور نہین آتا کہ زبیدہ نے نسبت میری معشوقہ کے ایسا برا سلوک کیا ہو

امر مین متردد رہا آخر اوسنے حکم کیا کہ اوس تصویر کو جو قبر پر رکھی ہی نیچے اوتار کر اوسکے کپڑے اوتار ڈالو انہون نے جدا کر کے جب اوسکو ننگا کیا تو دیکھا کہ ایک لکڑی
کے کاٹ کو کپڑے پہنا ہی ہین اوسکو زیادہ فریب معلوم ہوا چاہا کہ قبر کو بھی کھدوا کے فتنہ کی لاش دیکھے کہ حقیقت مین مری ہی یا نہین عالمون نے اوسکو منع کیا کہ شرع مین
کھدوانا قبر کا ممنوع ہی اسمین تفضیح مردے کی ہی غرض خلیفہ نے اس حرکت سے باز آکر بہت قرآن خوانون اور حافظون کو اوسکی قبر پر تعین کیا اور اکثر آپ بھی وہان جاتا اور روتا
غرض ایک مہینے تک فتنہ کے ماتم مین وزیر جعفر اور سب ارکان دولت پادشاہ کے شریک رہے اور کوئی دن نہ تھا کہ خلیفہ اوسکو یاد نکرتا اور ہاے ہاے کرکے نہ روتا آخر
مدت مین سمجھ گیا وزیر بھی اور کسی امر کی طرف متوجہ نہوا چہلم تک اوسکا یہی حال رہا بعد چالیس دن کے اوسنے پوشاک سیاہ اوتاری اور لوگونکو بھی حکم تبدیل لباس کا دیا بسبب
ماندگی شب بیداری کے پلنگ پر آرام کرنیکے واسطے جاکر سو گیا اتفاقاً دو خواصین اپنی چوکی کے موافق ایک سرہانیکی طرف اور دوسری پائینتی کی جانب بیٹھی ہوئی چلمن
دوزی کر رہی تھین سرہانے والی خواص نے کہ نام اوسکا نور النہار تھا خلیفہ کو غافل سوتا جانکے اوس دوسری خواص سے کہ نکہت نام تھا کہا کہ بہن آج ایک خوشخبری
کی بات سنی ہی ہمارے خداوند نعمت جب بیدار ہونگے تو اونسے کہینگے پادشاہ اوس خبر کو سنکر نہایت مسرور ہونگے فتنہ نہین مری صحیح سالم ہی نکہت نے کہا اوخدا یہ کیسی بات ہی
کہ نازنین فتنہ اب جیتی ہی نکہت نے اس بات کو ایسی آواز بلند سے کہا کہ خلیفہ جاگ اوٹھا اور کہا کہ تمنے کیون شور و غل کرکے مجھے بیخواب کیا اوسنے عرض کیا حضور میرا
قصور معاف ہو مینے ایسی ایک بات سنی ہی کہ جسے مین ضبط نکر سکی سننے کے ساتھ بیقرار ہو گئی ابھی مینے سنا ہی کہ فتنہ جیتی ہی خلیفہ نے متعجب ہو کر پوچھا وہ کہان ہی
نور النہار نے کہا کہ مینے آج شام کو ایک رقعہ لکھا ہوا خاص فتنہ کے ہاتھ کا معرفت ایک شخص اجنبی کے پایا ہی کہ جسمین اوسنے اپنا حال لکھا ہی چاہتی تھی کہ آپکو اطلاع
کرون لیکن مینے دیکھا کہ آپنے بعد ایک مہینے کے اسوقت ذرا آرام کیا ہی سو واسطے اوس خبر کو دینا مناسب نجانا خلیفہ نے کہا کہ جلد اوس رقعے کو لا اتنی دیر کیون کی نور النہار نے
وہ رقعہ خلیفہ کو دیا اوس نے بڑی بیقراری سے اوسے کھولکر پڑھا فتنہ نے سارا حال اپنی مصیبت کا اوسمین لکھا تھا اور حال جانفشانی غانم کا بھی سب مندرج کیا تھا
خلیفہ اوسے پڑھکر غانم کے نام پر از راہ غیرت نہایت ناخوش ہوا اور زبیدہ کے فریب سے نہایت حیرت مین آیا سمجھا کہ فتنہ سے غانم مرتکب امر قبیح کا ضرور ہوا ہوگا
کہا اس نمکحرام بدذات کو چار مہینے تک ایک سوداگر جوان کے گھر مین رہی اور مجھے خبر نکی مینے بعد سعادت کے بغداد مین ایک مہینا کامل کسطرح کاٹا تیری خبر گیری سے اوٹھایا غرض
القصہ خلیفہ ناخوش اور برہم ہو کر خوابگاہ سے اوٹھا اور دربار عام مین جلوس فرمایا وہان سب ارکان دولت حاضر اوسکے آنیکے منتظر تھے وزیر جعفر
آگے تخت کے زمین بوس ہو کر حضور مین دست بستہ کھڑا ہوا خلیفہ نے اوس سے فرمایا مین ایک امر عظیم مین تیرا امتحان کرتا ہون چار ہزار سپاہی
ہمارے چوکی پہرے کے اپنے ساتھ لیکے غانم نام سوداگر دمشقی کو کہ بیٹا ابو ایوب کا ہی گرفتار کر لا اور فتنہ نامے میری لونڈی کہ چار مہینے
سے اوسکے گھر مین رہتی ہی ہاتھ سے جانے نپاوے اوسکو بھی گرفتار کرکے ساتھ لیتا آ اور اوسکے گھر کو کھدوا کر برابر زمین کے کر ڈال مین اون
دونون کو سزاے سخت دیا چاہتا ہون وزیر جعفر بموجب حکم خلیفہ کے فی الفور فوج لیکے روانہ ہوا اور غانم کے گھر کو چارون طرف سے گھیر لیا
اور بیلدار بھی واسطے گھر کھودنے کے حاضر ہوے سب برقندازون کو حکم کیا کہ خبردار کسی طرف سے وہ سوداگر گھر سے باہر نکلنے نپاوے
اوس وقت فتنہ اور غانم کھانا کھا کے فراغت کر چکے تھے فتنہ نے ناگہان گھر کے دروازے سے کہ سر راہ تھا دیکھا وزیر جعفر فوج لیے ہوے
دروازے پر کھڑا ہی اوسے یقین ہوا کہ واسطے گرفتار کرنے غانم کے آیا ہی سوچی کہ میرا خط خلیفہ کو پہونچا اوسنے وزیر کو میرے لینے کیواسطے بھیجا ہی پس
وہ اوس فوج اور وزیر کو دیکھکر خیال گرفتاری غانم سے لرز گئی اور یقین ہوا کہ خلیفہ غانم کو جان سے ماریگا شاید بعد سننے میری مصیبتون کے
مجھسے کچھ نکہے یہ سوچکر اوسنے غانم سے کہا کہ باہر فوج واسطے گرفتار کرنے ہمارے ننگی تلوارین لیے ہوے وزیر کے

ساتھ کھڑی ہی اور کوتوال بھی اوسکے ساتھ ہی غانم یہ سنکر ایسا خوف زدہ ہو گیا کہ طاقت بات کرنیکی نرہی فتنہ نے کہا کہ بیٹھے کیا ہو اب
وقت باقی نہین ہی اگر مجھے پیار کرتے ہو اوٹھو اور اپنے کپڑے اوتارکر غلام کا لباس پہنو اور اپنے منہ ہاتھہ مین خاک باورچی خانے کی ملو اور خوان
خالی برتنونکا سر اپنے رکھکر یہان سے نکل جاؤ اپنے کو جسطرح سے ہو سکے بچاؤ فوج کے لوگ تجکو مزدور نان بائی کا سمجھکر کچھہ نکہینگے اور اگر پوچھین
کہ صاحب خانہ کہان ہی تو اونسے کہیو کہ گھر مین ہی غانم نے کہا مجکو خوف وہراس فقط تمھارے واسطے ہی اپنی جان کا کچھہ اندیشہ نہین فتنہ نے کہا
میرے واسطے کچھہ تردد نکرو مین اپنے کو مع اسباب گھر کے بچا لونگی جب میرا سامنا خلیفہ سے ہوگا بتدریج تیری طرف سے بھی اوس سے صاف کرونگی اور اگر
اسوقت تو اوسکے سامنے جائیگا بیشک تجکو ہلاک کریگا غانم یہ سب سنکر گھبرا گیا کہ کیا کرے فتنہ نے اوسے متردد دیکھکر کہا کہ صاحب خدا کیواسطے جو مین کہتی ہون کرو
غانم نے ناچار ہو کے غلام کے کپڑے میلے کثیف پہنے اور خاک سیاہی [illegible] منہ پر ملی اور ایک خوانچہ خالی سر پر رکھہ فتنہ سے رخصت ہوا [illegible]
اور سیدھی راہ کوچے کی لی سپاہیون نے غانم کو لڑکا باورچی کا جانکر کچھہ تعرض نکیا جب باہر ہوکے گذرا اوسنے بھی جانا کہ یہ وہی شخص ہے جسکے گرفتار
کرنیکے واسطے آیا ہون اور رسالدار سپاہی کہ پیچھے وزیر کے کھڑے تھے اونھون نے بھی اوسکو مطلق نہ پہچانا بہرحال غانم اوسطرح سے شہر کے دروازے
تک پونہچا وزیر دروازہ کھلوا کے اندر آیا دیکھا کہ مکان صندوقون اسباب نفیس سے [illegible]
اپنا اسباب تجارت کا بیچکر رکھا تھا فتنہ وزیر کو دیکھکر اوٹھی اور اوسکے قدمبوس ہوکر [illegible]
کہ جو حکم خلیفہ نے میرے حق مین کیا ہی مین اوسپر راضی ہون آپ اوسکو مجھے فرمائیے وزیر نے بھی اوسکے قدمبوس ہو کر کہا بی بی خداوند نے منع کیا ہی کہ کوئی شخص تمھین
ہاتھہ لگائے یا کسی طرح سے تمھین آزردہ کرے مین فقط اسیقدر مامور ہون کہ تمھین یہان سے محل مین لیجاؤن اور اوس سوداگر کو جو اس گھر مین رہتا ہی
حضور مین خلیفہ کے پونہچاؤن فتنہ نے کہا کہ مین حاضر ہون مجھے لیچلو اور وہ سوداگر کہ جسنے میری جان بچائی ہی وہ تو یہان نہین ہی قریب ایک مہینے کے
ہوا ہوگا کہ وہ اسباب تجارت کا لیکر دمشق کو گیا ہی اور مجکو واسطے محافظت اسباب کے کہ جو ان صندوقون مین ہی یہان پر چھوڑ گیا اب مین عرض کرتی ہون
کہ ان صندوقون کو یہان سے اوٹھا کے در دولت پر بھجوا دو تا کوٹھون مین محافظت سے رکھا جاے مین اوسکے اسباب کی طرف سے بری الذمہ ہون
وزیر نے کہا بہت اچھا پھر مزدورون کے سر پر اون سب صندوقون کو رکھہ مسرور کے سپرد کیا کہ خزانہ پادشاہی مین بھیجدے پھر وزیر نے
کوتوال کے کان مین کہا کہ اس گھر کو کھدوا کے برابر زمین کر ڈال شاید سوداگر کہین چھپا ہوگا تو معلوم ہو جائیگا ادھر مکان کھدنا شروع ہوا
اودھر وزیر فتنہ اور دونون لونڈیون کے ساتھہ کہ غانم نے واسطے کاربار کے مول لے دی تھین روانہ ہوا کوتوال نے ایک گھڑی مین اوس
مکان کو کھدوا کے کف دست میدان کردیا اور جب کہین نشان غانم کا نپایا وزیر سے آکر بیان کیا بادشاہ نے وزیر کو دور سے اپنی طرف آتے دیکھکر فرمایا
کیون تو نے میرے حکم کو بجا لایا اوسنے عرض کیا کہ بموجب ارشاد حضور کے غلام نے پہلے غانم کو تلاش کیا معلوم ہوا وہ ایک مہینے سے دمشق کو
چلا گیا ہی پھر اوسکے گھر کو کھدوا ڈالا اور جو کچھہ اسباب نقد وجنس سے ہاتھہ لگا اوسکو تعلیقہ کرکے سپرد مسرور کے کیا اور فتنہ در دولت پر حاضر
ہی خلیفہ نہ گرفتار ہونے غانم سے زیادہ تر غصے ہوا اور اوسکو سامنے اپنے بلوا کر نہ تو اوس سے کچھہ بات کی اور نہ اوسکی طرف دیکھا اور تصور کیا کہ اوسنے
میرے ساتھہ نمکحرامی کرکے اوس سوداگر کے ساتھہ رہی پھر بنہایت غیظ سے مسرور کو فرمایا کہ اس نابکار نمکحرام کو لیجا اور فلانے تہ خانے تنگ و
تار مین قید کر وہ تہ خانہ محل کی دیوار سے لگا ہوا تھا اور اکثر خواصین تقصیروار اوسی تہ خانے مین قید ہوا کرتین مسرور نے بموجب حکم

اپنے خاوند کے لیجا کر اوس جا بے تاریک مین قید کیا اور خلیفہ نے اوسی غیظ و غضب مین محمد زبینی حاکم سرا اور دمشق کے نام یہ مضمون لکھا

خط خلیفہ ہارون رشید کا محمد زبینی حاکم سرہ کے نام پر

بھائی تم جانو اور آگاہ ہو کہ غانم نامے سوداگر بیٹا ابو ایوب کا ساکن دمشق میری لونڈی فتنہ کو کہ نہایت حسین ہے ورغلا ان کے لے بھاگا تم پڑھتے ہی اس خط کے قرار واقعی اوسکی تلاش مین رہنا اور جہان پانا پاؤنمین بیڑی اور ہاتھہ مین ہتکڑی ڈال کر تین دن تک اوسے تمام شہر مین تشہیر کرنا بلکہ پیادگان کوتوالی کو حکم دینا کہ ہر گلی کوچے مین کوڑے اوسکو مارین اور ایک شخص آگے اوسکے پکارتا جائے کہ یہ سزا اوس شخص کی ہے کہ جو کوئی پادشاہ کی خیانت کرے یا اوسکی لونڈی کو بھگا کر لیجائے پھر سخت پہرے مین کر کے اوسے میرے پاس بھیجدینا اور اوسکے گھر کو کھدوا ڈالنا اور اگر اوسکے مان باپ بیٹی بیٹا بہن بھائی یا کوئی قریب وہان پر ہو اوسکو بھی اسی طرح کی سزا دینا اور جو کوئی اہل شہر سے ظاہر یا پوشیدہ اونکی حمایت کرے اونکو بھی یہی سزا ہی پھر خاتمے پر اپنا نام لکھہ اور بند کر قاصد کو دیا اور تاکید کی کہ جلد دمشق کے حاکم محمد زبینی کو پونہچا اور ایک کبوتر کو اپنے ساتھہ لیتا جا رسید زبینی سے لیکر اوسکے بازو مین باندھ بغداد کی طرف اوڑا دیجیو تا دوپہر کے عرصے مین خط مجھے پونہچے اوسوقت میں ایسے کبوتر ایسے تھے کہ ایک مہینے کی راہ چار روز مین طے کرتے اور جس شہر یا مقام مین پیدا ہوتے یا پرورش پاتے وہین وہ اپنے تئین پونہچاتے اگرچہ کتنی ہی دور ہوتے اور اون کبوترونکو فقط واسطے پونہچانے خبر کے پالتے جب کسی امر اہم کا جلد دریافت کرنا منظور ہوتا باریک کاغذ پر لکھہ اونکے بازو مین خط کو باندھکر چھوڑ دیتے الغرض قاصد دن رات مسافت طے کر کے دمشق مین پونہچا اور محمد زبینی کے حضور مین حاضر ہو کر خط دیا اوسنے اپنے تخت سے اوٹھکر خط کو بڑے اعزاز و اکرام سے لے اپنے سر پر رکھا اور تین بار اوسے چوما پھر اوسے پڑھکر بموجب حکم خلیفہ کے گھوڑے پر چڑھ اپنے سردارون اور کوتوال کو ساتھہ لے غانم کے گھر گیا غانم جب سے دمشق چھوڑ کے بغداد گیا تھا کبھی اوسنے اپنا حال ماں کو نہ لکھا تھا فقط اون تاجرون سے کہ ساتھہ غانم کے بغداد جا کر پھر دمشق مین آئے تھے اوسکی ماں کو کچھہ حال خیر و عافیت کا اوسکے معلوم ہوا تھا اس سبب سے اوسکو یقین ہوا کہ غانم مر گیا اگر جیتا ہوتا تو کچھہ ہمین اس مدت مین اپنی خبر لکھتا غرض بہت روئی پیٹی اور ایسا غم کیا کہ جیسا اگر اوسکو اپنی آنکھون سے مرا ہوا دیکھتی ایک مقبرہ غانم کا اپنے گھر مین بنوا کر اوسکی تصویر قبر پر رکھی اور دن رات اوسی مقبرے پر رہا کرتی اور صبح و شام اوسے یاد کر کے رویا کرتی گویا حقیقت مین اوسکی لاش وہان مدفون تھی اور الکلنب اوسکی بیٹی غانم کی بہن بھی اوسی مقبرے مین اپنی ماں کے ساتھہ شریک رونے پیٹنے کی رہتی اوس محلّے کے لوگ اونکا رونا سنکر کبھی کبھی اونکے شریک حال ہوتے اور غمخواری کرتے الغرض محمد زبینی نے اوسکے گھر پہونچ دروازے پر دستک دی اندر سے ایک لونڈی دروازہ کھولنے کو آئی زبینی نے غانم کو پوچھا لونڈی پہلے تو بادشاہ اور امراؤن دمشق کو دیکھکر متحیر ہوئی پھر اپنے تئین سنبھال کے کہا غانم کو مدت ہوئی کہ مر گیا ہی ماں بہن اوسکی قبر پر بیٹھی رویا کرتی ہین زبینی نے لونڈی کے کہنے پر کچھہ خیال نکر کے اپنے افسرون اور سپاہیون سے کہا کہ تم اوسکے گھر مین گھسکے تلاش کرو پھر آپ بھی اندر گھر کے جا کے دیکھا کہ غانم کی ماں اور بہن قبر پر اوسکے ایک بوریے پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہین اور دونون بیبیون آفت رسیدہ نے مرد نامحرم کو دیکھکر منہ اپنا برقع سے چھپا لیا پھر غانم کی ماں دوڑکر بادشاہ کے قدمبوس ہوئی پادشاہ نے کہا ای نیک بی بی ہم تیرے بیٹے غانم کو ڈھونڈھتے ہین وہ یہان ہی اوسنے کہا کہ وہ تو مدت ہوئی کہ مر گیا ہم اوسکی قبر پر بیٹھے ماتم کر رہے ہین یہ کہہ وہ غانم کو یاد کر اسقدر روئی اور نوحہ کیا کہ دم اوسکا بند ہو گیا زبینی کہ بہت رحم دل اور رقیق القلب تھا یہ حال دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور اپنے دل مین خیال کیا اگر تقصیر وار ہی تو غانم ہی اوسکی ماں اور بہن کا کیا جرم ہارون رشید
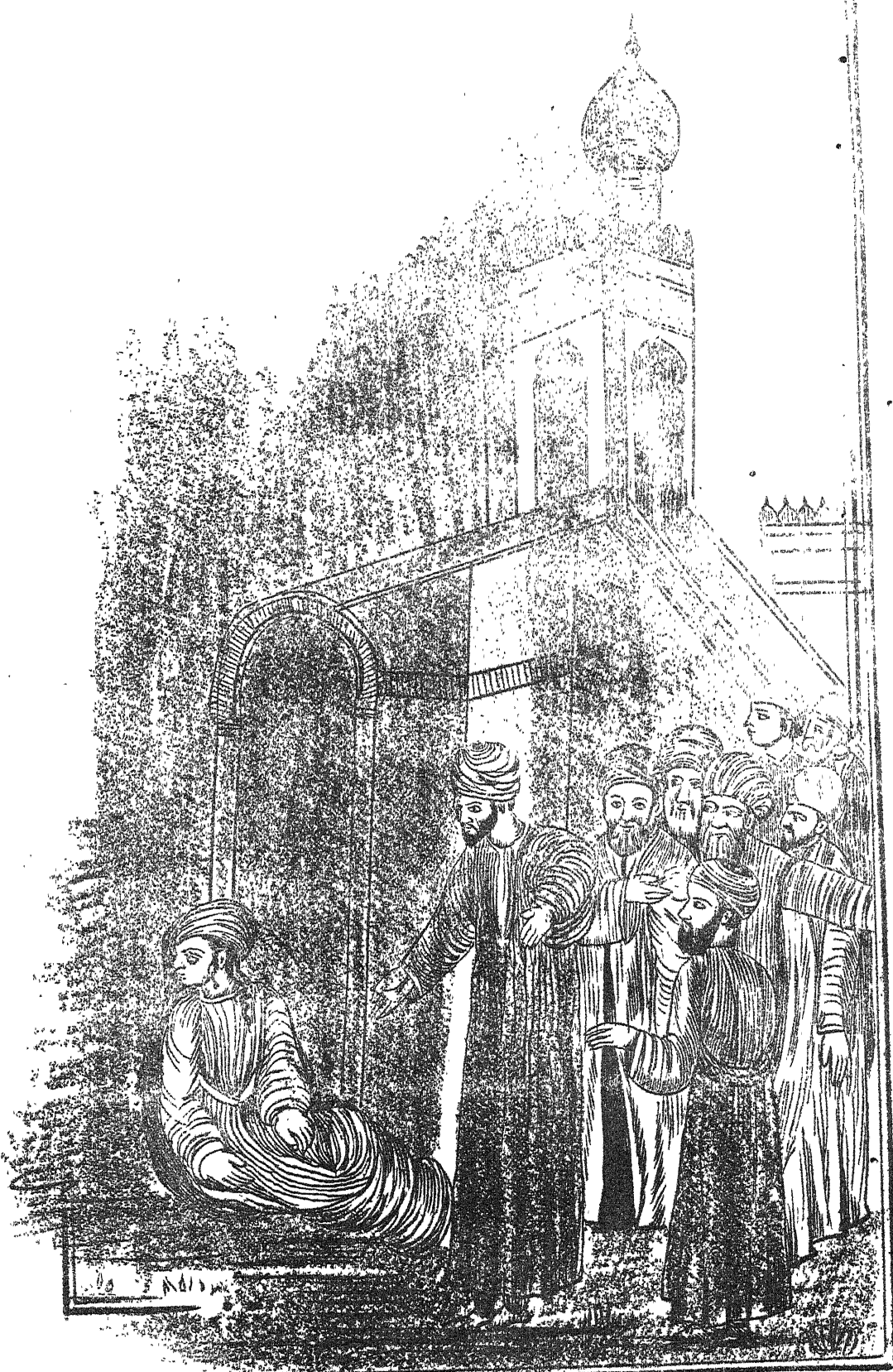
بڑا سنگدل اور بے رحم ہے مجھے واسطے ایذا رسانی ان بیگناہون کے تاکید لکھتا ہے اتنے مین وہ لوگ جو غانم کی تلاش کو شہر مین چارون طرف گئے تھے
پھر آئے اور بادشاہ سے کہا کہ غانم کو ہمنے نہین پایا اور غانم کی مان بہن کے گریہ وزاری اور نالے سے بھی اوسے یقین ہوا کہ غانم مرگیا اوسکی یہ قبر تو
ہر چند نہین چاہتا تھا کہ اون بیگناہون پر ذرہ بھی آزار پونہچائے مگر خلیفہ کے خوف سے مجبور ہو غانم کی مان سے کہا بی بی تم اور تمھاری بیٹی اس گھر سے
نکلو وہ دونون مظلوم بیبیان اوس مقبرت سے نکلین زبیبی نے اپنی قبا کہ طویل و عریض تھی اون دونون کو اوڑھا دی اور اپنے نزدیک انھین بٹھا لیا
پھر اوسنے شہریون کو حکم دیا کہ اس گھر کو لوٹ لو ہزارون آدمی اوس گھر مین گھس پڑے جسقدر نقد اور اثاث البیت مثل پوشاک نفیس اور فرش
لطیف وغیرہ کے اونھین ہاتھ آیا ایک گھڑی مین لوٹ کر لے گئے وہ دونون بیبیان اس حال کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئین اور کچھ اسکا سبب اونکو
نہ معلوم ہوا زبیبی نے بعد لٹوانے گھر کے کوتوال کو حکم دیا کہ اس گھر کو کھود کر میدان کر دے چنانچہ فی الفور گھر بھی اون بیچاریون کا کھودا گیا پھر زبیبی اون
دونون ماں بیٹیون کو اپنے محل مین لے گیا اور آگاہ کیا کہ سب امور بموجب حکم خلیفہ کے عمل مین آئے پھر دوسرے دن حکم کیا کہ ان دونون کو برہنہ کر روبرو
خلق کے چابک سے مارین جسوقت کپڑا اوتار لیا اونکا بدن مانند گلاب کے نازک اور سرخ دیکھکر نہایت رقت آئی مگر حکم سے خلیفہ کے مجبور تھا آخر اونکے
بچانے کے واسطے ایک ایک سخت کمل گھوڑے کے بالونکا اونھین پہنا دیا اور اونکا سربند اونکے سر سے اوٹھا بالونکو پریشان کر دونون شانون پر
ڈالدیا الکلنب کے بال بہت باریک اور اتنے لنبے تھے کہ اوسکی ایڑی تک پہونچکر زمین سے جا لگے غرض اس حال سے اونکو مجمع مین خلق کے
تشہیر کرنے شہر مین لے گئے پیچھے اونکے کوتوال اپنے سپاہیون کو لیے ہوے ہمراہ ہوا اور آگے اونکے ڈھنڈھورا یہ کہتا ہوا چلا کہ یہ سزا
اون شخصون کی ہے جو خلیفہ کا گناہ اور قصور کرین جب وہ دونون تشہیر ہوتی ہوئین چوک مین آئین شرم سے اونھون نے اپنے منہ کو بالون
سے چھپا لیا سب شہر کے لوگ اونکو اس حال مین دیکھکر رونے لگے اور عورتون نے شہر کے کوٹھون اور دروازون سے
اس عذاب کو دیکھ اونکو بیگناہ سمجھ نہایت افسوس کیا خصوصاً الکلنب کے حسن اور جوانی پر ہاتھ افسوس کا ملنے لگین
اور اطفال صغیر اونکے آہ و نالے سنکر ڈر رہے اور وحشت زدہ ہوے جب شام ہوئی اون دونون کو بادشاہ کے محل مین لائے
وہ بیچاریان اوس تکلیف و مصیبت سے کہ تمام روز اونپر گذری تھی بیہوش ہوکے گر پڑین ملکہ دمشق اونکا حال سنکر بہت مغموم ہوئی اور
باوجود ممانعت بادشاہ کے کہ کوئی اونکی اعانت نکرے اپنی خواصون کو مخفی اونکی تسلی اور کھانا کھلوانے کو بھیجا خواصون نے اونکو بیہوش
پاکر اونپر گلاب چھڑکا اور شربت پلایا فی الجملہ وہ اپنے ہوش و حواس مین آئین تب اونمین سے ایک نے غانم کی مان سے کہا تمھارا حال
سننے سے ہم سب کو بڑا رنج والم ہوا خصوصاً ہماری بی بی کو کہ جو ملکہ ملک سراہ کی ہین اور ہمکو فرمایا کہ ہم تمھاری خدمت اور خبرگیری کرین
بادشاہ اور ملکہ کو تمھارے حال سے بڑا رنج گذرا غانم کی مان اون خواصون کی شکرگذار ہوئی اور ملکہ کو عنایت فرمانے سے بہت دعائین دین اور کہا
کہ بادشاہ نے ہمسے کچھ نہین فرمایا کہ خلیفہ کیون ہمپر اسقدر غضبناک ہوا اور ہماری سزا اور تشہیر کے واسطے اوسنے حکم کیا خواصون نے کہا بی بی سبب
تمھاری ان سب مصیبتون اور رسوائی کا تمھارا بیٹا ہوا جسکا نام غانم ہے اوسپر تہمت ہوئی ہے کہ وہ خلیفہ کی ایک پیاری معشوقہ نہایت حسین کو
فریب دیکے لے بھاگا اسلیے خلیفہ نے برہم ہوکے حکم تمھاری سزا دینے اور تشہیر کا بھیجا کسیکو طاقت نہین کہ اوسکے حکم کو عدول کرے ہمارے بادشاہ نے بھی بخوف
اوسکی ناخوشی اور برہمی کے مجبور ہوکر تمپر سیاست کی لیکن اس امر سے اپنے دل مین نہایت متاسف ہے اور ہم سب بھی تمھارا یہ حال دیکھکر کہ محض بے قصور ہو افسوس کرتے ہین

غانم کی ماں نے کہا کہ مین بیٹے کی وضع سے خوب واقف ہون یعنی اوسکی تربیت اور تعلیم مین سب طرح سے کوشش کی خصوصًا آداب اور حفظ مراتب سلاطین و امرا مین نہایت سعی کرتی رہی اوس سے ہرگز ایسا قصور نسبت حرم بادشاہ کے کبھی سرزد نہوا ہوگا مین اوسکی بیگناہی پر گواہی دیتی ہون جس امر مین کہ وہ متہم ہوا ہے اوس سے وہ مبرا اور پاک ہے اور یہ سب مصیبتین رسوائی اور خانہ بربادی کی کہ نسبت ہمارے ہوئین سب ہمکو گوارا ہین بشرطیکہ وہ زندہ ہو یہ سب مال و دولت اوسپر تصدق ہے خدا اوسکو جیتا رکھے خلیفہ نے جو کچھ کہ ہمپر زور و ظلم کیا ہمنے اوسکو اپنے دل سے معاف کیا اور بخشا اگر وہ زندہ ہے تو ہمین اسکا کچھ غم نہین الکلنب بھی اپنے ہوش و حواس مین آئی اور یہ سب باتین سن ماں کے گلے سے لگی اور کہا مجھے بھی یہی قبول ہے کہ جو تم کہتی ہو پھر آپ اپنے بھائی کی خبر جینے کی سنکے سب اپنی رسوائی اور مصیبتیں بھول گئی پھر وہ دونون ماں بیٹیاں گلے لگ اور غانم کو یاد کر نہایت خوشی سے رونے لگین پھر ملکہ کی خواصون نے اونھین کھانے کیواسطے کہ ساتھ اپنے لے آئی تھین تکلیف دی اون دونون مظلوم بیبیون نے اونکے کہنے سے ایک دو نوالے کھائے پھر بموجب حکم خلیفہ کے کہ اوسنے اقربا غانم کے واسطے تین روز کی تشہیر لکھی تھی اسلیے دوسرے دن پھر اونکو شہر مین تشہیر کرنے کے واسطے باہر نکالا اور جو امر کہ پہلے روز اون غریبون پر ہوا تھا وہی سب دوسرے دن بھی [illegible] بازار سے حال اونکی تشہیر کا سنکر وہ کانین اپنی بند کرکے اپنے شہر سے باہر چلے گئے اونکی بیبیان اور شہر کی عورتین بھی [illegible] دروازے گھر اپنے بند کرکے اندر بیٹھ رہین تین روز تک کہ وہ تشہیر کی گئین کوئی شخص باہر نہ نکلا تا اونکو اس حال مین دیکھے چوتھے روز بادشاہ دمشق نے شہر کے سب گلی کوچون مین اشتہار دیا کہ کوئی غانم کی ماں اور بہن کو اپنے گھر مین پناہ نہ دے اور اونکی امداد نکرے پھر حکم کیا کہ اس شہر سے اونکو نکال دو جدھر اونکا جی چاہے اودھر چلی جاوین چنانچہ وہ دونون ماں بیٹی جس گلی کوچے مین اور جس جا پہچان کے پاس یا مسجد پناہ کے جاتین وہ اونسے دور بھاگتا اور خوف سے بادشاہ کے نزدیک اونکے کھڑا نہو تا آخر ناچار ہوکے غانم کی ماں نے بیٹی سے کہا یہان بسبب مخالفت بادشاہ کے کوئی ہمکو اپنے گھر مین نہ رہنے دیگا اور نہ ہمارے کھانے پینے کی خبر لیگا اس سے بہتر ہے کہ ہم تم اور کسی شہر کو نکل جاوین بعد اونکی تشہیر اور اخراج کے زینبی نے یہ سب حال لکھا اور کبوتر کے بازو مین باندھ بغداد کیطرف اوڑا دیا خلیفہ نے اوس خط کو پڑھکے زینبی کو لکھا کہ پھر منادی شہر مین کر کہ گردو پیش دمشق کے تین تین منزل تک کوئی باشندہ گانون اور قصبے کا اونکو پناہ نہ دے اور کسی طرح سے اعانت نکرے زینبی نے حسب الحکم ہارون رشید کے پھر از سر نو منادی کر دی زینبی کے آدمیون نے اونکو سرحد دمشق سے نکال کر مختی آدھی آدھی اشرفی اونکو دی کہ تم اور شہر و قریے مین جاکے اسکا کچھ مول لیکر کھانا اون دونون نے اوسے لیکر ایک ایک چھوٹی کپڑے کی کھلا دیا رکھنے کیواسطے مانند فقیرون کے اپنے گلے مین لٹکائی اور بعد قطع کرنے مسافت بعید کے ایک گانون مین پونہچین وہان کسانون کی عورتین اونھین دیکھکر چارون طرف سے جمع ہوگئین اور اونسے پوچھنے لگین تم کیا ایسی خلیفہ کی قصوروار ہو جسکی تمنے ایسی سزا پائی وہ یہ سنکے رونے لگین گانون کی عورتین یہ حال دیکھکر اور بھی مشتاق زیادہ ہوئین اونکے حال کو دریافت کرین غانم کی ماں نے مجبور ہوکر اپنی مصیبت کا حال اور اوسکا سبب اونسے ظاہر کیا عورتون کو اونکے حال پر رحم آیا اونکی تسلی کرکے کھانا کھلایا اور اونکے کمل اوتار کپڑے پہنائے اور جوتی دی کہ برہنہ پا نرہین وہ دونون مصیبت زدہ اونکو دعا خیر کرکے شہر حلب کی طرف روانہ ہوئین دن کو چلتین اور رات کو مسجد مین اوترکر بوریے پر پڑ رہتین اور اگر مسجد نہ پاتین سرا مین رہجاتین اور لنگرخانون مین مانگتی کھاتی جاتین کئی دن کے بعد شہر حلب مین پونہچین وہان کا رہنا اونکو پسند نہ آیا اسلیے وہان سے بعد طے کرنے مسافت بعید کے موصل مین آئین اور

وہان سے بامید ملاقات غانم کے بغداد مین گئین جہان سب مقصد اونکے برآئے اگرچہ ملاقات غانم کی اوس شہر مین جس جگہ خلیفہ تھا اونکو
محال تھی مگر بامید موہوم باوجود شدائد کے محبت غانم کی اونکو وہان پر کھینچکر لے گئی جس کسی سے وہ دوچار ہوتین غانم کو پوچھتین اور اوسکے
حال سے مستفسر ہوتین اب ہم یہان سے اون دونون آفت رسیدونکا حال چھوڑکے سرگذشت فتنہ کی بیان کرتے ہین فتنہ اوس
زندان تنگ و تاریک مین شب و روز غانم کو یاد کرکے اور اوسکی بدقسمتی پر رویا کرتی اکثر اوقات رات کو خلیفہ صحن مین محل کے
کہ قریب اوس زندان کے تھا ٹہلا کرتا اور تدبیرین ملکی اور مالی اوسوقت مین سوچتا اتفاقاً ایک شب وہ موافق اپنے دستور کے وہان
ٹہلتا تھا ناگاہ ایک آواز دردناک اوسکے کان مین پہنچی اوسے سنکے کھڑا ہوگیا تا دریافت کرے کہ یہ آواز کسکی ہے اور کیا مطلب ہے پھر اوسنے
آواز فتنہ کی پہچانی کہ نہایت سوز و گداز سے کہہ رہی ہے اے بے نصیب غانم تو کہان ہے اور تجھپر کیا گذرتی ہے کیون تونے مجھے مرنے سے بچایا تھا جسکے
عوض مین تو اس مصیبت مین پڑا افسوس ثمرہ تیری خدمت اور جانفشانی کا یہی تھا جو تونے پایا عوض نیکی کے تجھے برائی حاصل ہوئی
دولت تیری یون برباد گئی اور معلوم نہین کہ تو جیتا ہے یا خوف سے خلیفہ کے اپنے تئین تونے ہلاک کیا اے خلیفہ ظالم تونے
بے قصور و بے جرم غانم پر ایسا ظلم کیا کہ کسی بادشاہ نے آج تک کسی بندۂ خدا پر نکیا ہوگا خدا کے خوف سے نہین ڈرتا جس روز کہ میزان عدالت
کی کھڑی ہوگی اور ہر ایک کے عمل نیک و بد پوچھے جاوینگے اوسوقت تو اس ظلم ناحق اور تہمت بدکاری کا خالق کے روبرو کیا جواب
دیگا اور کیونکر اوسکے عذاب سے نجات اور مخلصی پاویگا فتنہ جب ان باتونکو کہہ چکی آہ کھینچکے رونے لگی خلیفہ یہ باتین سنکر نہایت نادم ہوا اور خدا کے
خوف سے ڈرا اور دل مین اپنے کہنے لگا کہ جو فتنہ نے کہا وہ سب سچ ہے بڑا غضب ہے کہ مینے محض اپنے خیال سے اون دونون پر اس قدر عتاب کیا اور غانم کی
ماں بہن پر اتنا عذاب روا رکھا عدالت سے بہت بعید ہے پھر اپنے کمرے مین جاکے مسرور خواجہ سرا کو بلاکر کہا جلد فتنہ کو زندان سے نکال کے
میرے حضور مین لا خواجہ سرا کہ فتنہ سے محبت رکھتا تھا اور اوسکے قید ہونے سے اوسے نہایت رنج تھا بمجرد سننے اس حکم کے نہایت خوشی سے زندان مین گیا
اور فتنہ سے کہا بی بی میرے ساتھ چلو تمھین خلیفہ نے یاد فرمایا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب تم اس مکان تاریک سے رہائی پاؤگی مین تمھین یہ خوشخبری دیتا ہون غرض مسرور
اوسکو خلیفہ کے روبرو لیگیا فتنہ وہان جا اور خلیفہ کے قدمونپر سر رکھکے رونے لگی بادشاہ نے اوسکو اوسی حال پر چھوڑکر اول یہ سوال کیا کہ کیونکر تونے
مجھکو ظالم قرار دیا سچ بتا وہ کون شخص ہے جس پر مینے ظلم بیجا کیا تو خوب جانتی ہے کہ مین ظلم کا روادار نہین ہون عدالت دوست ہون فتنہ کو معلوم ہوگیا کہ خلیفہ
نے میری باتین سنین اوسوقت فتنہ نے غانم کا حال کہنا غنیمت جانا اور کہا خداوندا اگر کوئی کلام میرا حضور کے ناگوار طبع کے ہو امیدوار عفو کی ہون
پھر فتنہ نے کہنا شروع کیا کہ غانم بیٹا ابوایوب تاجر دمشق کا ہے اور مطلق اوسکا کچھ قصور نہین اوسنے میری جان بچاکے مجھے اپنے گھر مین پناہ دی اور
آپکے حضور مین سچ گذارش کرتی ہون ابتدا مین وہ مجھے دیکھکر البتہ فریفتہ ہوا تھا اور بعلمی سے اوسکو میری ملاقات منظور تھی مینے اوس سے اپنا حال
ظاہر کیا جب اوسے معلوم ہوا کہ مین حرم بادشاہ کی ہون اوسی وقت وہ خبردار ہوا اور کہا بی بی جو چیز آقا کی ہے غلامون پر وہ حرام ہے بطور اوسی ساعت اپنے ارادے
باز آیا اوسدن سے اوسکو پاک محبت میرے ساتھ ہے خلیفہ نے سر فتنہ کا زمین سے اوٹھاکے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اپنا حال مفصل ظاہر کر فتنہ نے اپنا حال تمام کمال طرح سے
یعنے غانم کا صندوق سے نکالنا اور اپنے گھر لیجاکے پناہ دینا اور چار مہینے تک کھانے کپڑے شاہانہ سے خبرگیری کرنا سب مفصل گذارش کیا خلیفہ نے سنکر کہا
تیرے اسی کہنے پر مجھکو یقین ہوا مگر اسمین مجھکو تعجب ہے کہ تونے ابتک اپنی خبر نکی اور ابتک تونے اپنا حال لکھ کے مجھے آگاہ کیا اور یہان مجھے آئے ہوئے

ایک مہینا ہوا فتنہ نے کہا خداوند سبب اسکا یہ ہی پورا ایک مہینا گذرا ہی کہ غانم اپنا سب اسباب گھر کا سپرد میرے کرکے اپنے وطن دمشق کو
بسبب بعض کاروبار تجارت کے گیا تھا مینے کسی سے حضور کے آنیکی خبر سنی تھی جسدن مینے یہ مژدہ سنا فی الفور اپنا حال لکھکر بوقت نور النہار کے
حضور مین اطلاع کی خلیفہ نے کہا سچ ہی مینے بڑا ظلم کیا مگر اب مین چاہتا ہون کہ اوسکے عوض مین تمام مقدور اپنے اوس جوان سوداگر کے ساتھ
سلوک کرون جو تو اوسکے حق مین تجویز کرے وہ عنایت اوسکے ساتھ کیجائے فتنہ یہ باتین عنایت کی غانم کے حق مین خلیفہ سے سنکر
اوسکے قدمون پر گری بعد قدمبوسی کے عرض کیا حضرت کے قلمرو مین منادی ہو کہ مین نے غانم کا قصور معاف کیا وہ آکر حاضر ہووے
خلیفہ نے کہا بہتر مین ابھی منادی کا حکم دیتا ہون اور جو مال و دولت اوسکی اور اوسکے اقربا اون کی اس شہر اور دمشق مین برباد ہوئی ہی دو چند
اوسکو عنایت کرکے تیری شادی اوسکے ساتھ کردونگا فتنہ یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور غانم کے اسباب کو جاکر دیکھا بجنسہ صندوقون
مین رکھا ہی اوس اسباب کو کہ جو مسرور اوسکے گھر سے اوٹھا لایا تھا اپنی تحویل مین رکھا پھر دوسرے دن خلیفہ نے وزیر سے کہا سب شہر و نمین منادی کردے
کہ مینے قصور غانم تاجر دمشق کا بخشا القصہ اس منادی سے کچھ فائدہ نہوا نہ تو وہ حاضر ہوا اور نہ کسی نے اوسکی خبر پہونچائی فتنہ خلیفہ سے اجازت لیکر آپ
غانم کی تلاش کرنے لگی ایک توڑا ہزار اشرفی کا لیکر فجر کے وقت سوار ہوئی اور دو حبشی خواجہ سرا اونکو اپنے ہمراہ لے مسجدو نمین جاکر صلحا اہل اسلام کو
وہ اشرفیان خیرات کین اور اونسے اپنے حصول مطلب کے واسطے طالب دعا کی ہوئی تمام روز اسیطرح سے مسجدو نمین جاکر خیرات کی جب سب اشرفیان
بانٹ چکی شام کو اپنے محل مین آگئی دوسرے روز بھی اوسی طرح سے عمل مین لائی یہانتک کہ ایک دن گذر اوسکا جوہریون مین ہوا وہان پر شہر کے
ایک دلال کو اپنے پاس بلوایا اور اوس سے اپنے مطلب کو پوچھے اتفاقاً وہ دلال نہایت غریب پرور مسافر دوست تھا پردیسیون
اور بیمارون کی تیمارداری اور خدمت مین مصروف رہا کرتا اسی سبب سے شہر بغداد مین مشہور تھا دور سے محتاج اور غریب اوسے
ڈھونڈتے آتے امیر اور رئیس خیرات کیواسطے نقد و اسباب اوسکے پاس بھیج دیا کرتے وہ دلال نہایت دیانت اور امانت سے
اوس زر کو موقع اور محل پر تقسیم کیا کرتا فتنہ نے بھی تھیلی اشرفیون کی اوسی دلال کو دیکر کہا تم موافق اپنے معمول کے اس زر کو
مصیبت زدون اور بیمارونکو بانٹ دینا مین خوب جانتی ہون کہ تم برمحل اسکو تقسیم کردوگے دلال نے اوسکے لباس فاخرہ اور شوکت سواری سے دریافت
کیا کہ یہ کوئی بی بی بادشاہ کے محل کی ہی اوسے جھک کے آداب بجالایا اور کہا بی بی جو تمنے مجھے فرمایا مین اوسکو بسر و چشم بجالاونگا لیکن اگر
آپ اپنے ہاتھ سے اسے تقسیم کرین تو بہت مناسب ہی اگر میرے بندہ خانے مین قدم رنجہ فرمائیے تو وہان پر دو بیبیان واجب الرحم مین اور تم مقرر
اونکی شکستہ حالی اور بیکسی پر عنایت فرماؤگی کل کے دن جو وہ اس شہر مین داخل ہوئین مینے اونکو نہایت پریشان حال پھٹے کپڑے پہنے ہوے
دھوپ سے سیاہ اور بھوک سے مرجھائی ہوئین دیکھکر بہت ترس کھایا اور اونکو اپنے گھر لاکر اپنی بی بی کو سونپا کہ اونکی خبر اچھی طرح سے لینا ایسا نہو
کہ کسی طرح سے اونکو تکلیف کھانے پینے کی ہو میری بی بی نے اوسی وقت آب گرم سے اونکے مونہہ اور ہاتھ پاؤن دھلوائے اور جلد دونون کے
واسطے بچھونے بچھوا کے بٹھلایا اور نئے کپڑے طیار کرکے اونھین پہنوائے از بسکہ وہ منزلونکی ماری اور تھکی ہوئی تھین مینے اون سے ابتک
نہین پوچھا کہ وہ کون ہین اور کہان سے آئین فتنہ یہ حال سنکر اونکے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہوئی اور سیدھی دلال کے گھر کیطرف روانہ ہوئی دلال اوسکی سواری کے آگے ہوا
فتنہ نے اوسکو ہمراہ سواری کے دوڑنا نامناسب سمجھ کے کہا مین تمہارے غلام کے ساتھ جاتی ہون تم آہستہ میرے پیچھے آنا پھر وہ دلال کے گھر پہونچکر سواری سے اوتر پڑی

غلام دوڑ کر اندر گھر کے گیا اور دلال کی بی بی کو فتنہ کے آنے سے خبر کی اوسکی بی بی اپنے مکان سے نکلکر اوسکے واسطے استقبال کے دوڑی لیکن فتنہ
قبل اسکے کہ وہ پہونچے غلام کے ساتھ اندر جا کے ایسی نزدیک پہونچ گئی کہ اوسکو فرصت آنیکی نہ ملی دلال کی بی بی واسطے اوسکی قدمبوسی کے
جھکی فتنہ نے اوسکا سر اوٹھا کے کہا بی بی مین تیرے گھر واسطے دریافت کرنے حال ان دونون بیبیون کے جو کل کی رات اس شہر مین داخل ہوئی
ہین آئی ہون دلال کی بی بی نے کہا وہ دونون اپنے بچھونون پر پڑی ہوئی ہین فتنہ پہلے اوسطرف گئی جدھر غانم کی ماں تھی اوسکو دیکھکر کہا
بی بی مین تم دونونکی خبرگیری اور خدمت گذاری کیواسطے آئی ہون غانم کی ماں نے کہا بی بی تمھین خدا جزائے خیر دے ہم تو ایسی مصیبت مین
مبتلا ہین کہ خدا ہمارے دشمن کو بھی اوسمین مبتلا نکرے یہ کہکے وہ رونے لگی اوسکے رونے سے فتنہ اور دلال کی بی بی بھی روئین پھر فتنہ نے
غانم کی ماں سے کہا بی بی تم اپنا حال تو بیان کرو کون ہو اور کیا مصیبت تم پر پڑی اور کسواسطے تمھارا یہ حال ہوا کہ مین اوسکا تدارک اور
تا مقدور اپنے تمھارے ساتھ سلوک کرون غانم کی ماں نے کہا بی بی ایک معشوقہ خلیفہ کی جسکا نام فتنہ ہی سبب ہماری حیرانی کی ہوئی فتنہ
یہ بات سنکر وہم بجود ہو گئی اور اپنے تئین اضطراب اور بیقراری سے ضبط کر کے بیگانہ وار اوسکی باتین سننے لگی غانم کی ماں نے کہا بی بی مین بیوہ
زوجہ ابوایوب سوداگر دمشق کی ہون میرا ایک بیٹا غانم نام واسطے اپنے کاروبار کے بغداد کو گیا تھا وہان وہ فتنہ سے متہم ہوا اور خلیفہ
نے اوسکے قتل کرنیکا حکم کیا جب اوسکو نہ پایا خلیفہ نے بادشاہ دمشق کو لکھا کہ ہمارے گھر کو لٹوا کر اور کھدوا کے میدان کر دے مجھے اور میری بیٹی کو
تین دن تک کوڑے مارے اور تشہیر کر کے شہر بدر کرے چنانچہ وہان کے حاکم نے ہماری دولت کو لٹوا اور گھر کو کھدوا کر اسطرح سے ہمین ایذا دی
اور ملک سرا سے نکال دیا اور ہم اس سب مصیبت مین کہ ہم پر گذری راضی و شاکر ہین اگر غانم زندہ ہم سے آملے جسگھڑی ہم اوسکی صورت
دیکھین تو اس ذلت اور نقصان کو کہ لاکھون کا اسباب دمشق اور بغداد مین لٹ گیا بھول جاوین اور جو بیٹی پر اور ہم پر ظلم خلیفہ نے کیا ہے ہم بخوشی
اوسے عفو کرین اوسوقت فتنہ بولی کہ بی بی جیسے تو اوسکی بیقصوری کا اظہار کرتی ہے مین بھی اوسکی بیگناہی کی گواہ ہون اور مین وہی
فتنہ ہون جسکی تمنے شکایت کی اور اوسی کے سبب سے تم مبتلا ان مصیبتونکی ہوئین اور جسقدر میری شومی بخت سے تمپر آفت پونہچی اور مال و عزت
مین فرق آیا اگر خدا چاہتا ہی تو اب میرے سبب سے یہ سب دکھ اور رنج تمھارے دور ہو جاتے ہین اور ہزار حصہ عوض تمھارے نقصان کا تمھین ملیگا اب میرے
کہنے سے غانم کی تقصیر خلیفہ نے معاف کی اور اوسنے اپنے ملک مین منادی کروا دی ہے کہ مینے غانم کا قصور معاف کیا وہ میرے حضور مین
حاضر ہو اب بی بی تم اپنی خاطر جمع رکھو کہ خلیفہ تمھین اور غانم کو اپنا دشمن نہین جانتا بلکہ وہ منتظر اوسکے آنیکا ہے کہ عوض اوس میری خدمت کے جو اوسنے کی ہے اوسے انعام و اکرام
دیکے سرفراز کرے اور اوسکی شادی میرے ساتھ کر دے اب تم مجھکو مثل اپنی بیٹی کے جانو غانم کی ماں اس حال کو سنکر نہایت خوش اور مطمئن ہوئی پھر فتنہ
اوٹھکر غانم کی ماں کے گلے دیر تک لگی رہی پھر اوسکو لیکر الکلب کے پاس گئی اور اوسے بھی گلے لگا کر تشفی کی اور ان دونون سے کہا تم خاطر جمع رکھو کہ سب
صندوق نقد و جنس غانم کے جو اس شہر مین تھے میرے پاس باحتیاط تمام ہین اوسمین کچھ نقصان نہین ہوا اور مین جانتی ہون کہ سب دنیا کے خزانے بے دیکھے
غانم کے تمھارے نزدیک ہیچ ہین اور تم نا امید اوس سے نہو خدا چاہتا ہے تو وہ بھی جلد آکر تم سے ملتا ہے جب خدا نے تمکو غیب سے مجھے ملوایا اوسکی خداوندی سے
بعید نہین کہ اوس سے بھی ہم سبکو ملوا دے فتنہ یہ باتین کر رہی تھی کہ وہ دلال اپنے گھر مین آیا اور فتنہ سے کہا بی بی ایک عجیب امر مینے اسوقت دیکھا کہ ایک ساربان ایک جوان
بیمار کو اونٹ پر بٹھا کے اور چارون طرف بسبب اوسکی ناتوانی کے رسیون سے باندھے ہوئے دار الشفا مین لایا مینے اور ساربان نے کجاوے کی چارون طرف کی رسیان کھولکر اوسکو اونٹ سے اتارا اور

سب بیمار دار الشفا مین ہین وہان لیجاکر رکھا ہر چند مین نے اوسکا حال اور اوسکے خاندان کا پوچھا وہ کچھہ نہ بولا اور سواے رونے کے
ابتک کچھہ اپنا حال ظاہر نکیا مگر مین اوسکو نہایت ناتوان اور شکستہ حال پاکر وہان سے اپنے گھر لیے آیا ہون اور ایک مکان مین اوسکو رکھکر
واسطے اوسکے کھانا پرہیزی مینے منگوایا ہی اور ایک جوڑا کپڑے کا اوسکے لیے نکلوایا ہی تا بعد تبدیل لباس کے کھانا اوسے کھلاؤن کہ ذرا اوسمین
طاقت بات کہنے اور سننے کی ہو بعد اسکے طبیب کو دکھاکر اوسکی دوا کرونگا یہ بات فتنہ دلال سے سنکر متحیر ہوئی اور اوس سے کہا مجھے وہان لیچلو
تاکہ مین بھی اوس بیمار کو دیکھون دلال فتنہ کو جہان وہ جوان بیمار تھا لیگیا بعد اوسکے غانم کی مان نے اپنی بیٹی سے کہا یہ جگہ کیا اچھی ہی
کہ دور دور کے مسافر اور بیمار و نادار یہان آتے ہین کاش یہ بیمار تمھارا بھائی غانم ہو غرض فتنہ نے وہان جاکے اوس جوان بیمار کو
دیکھا کہ آنکھین اوسکی بند ہین اور رنگ اوسکے چہرہ کا زرد اور بیماری سے بدشکل اور بدہیئت ہو رہا ہی آنسو آنکھون سے جاری ہین اوسکی
محبت کی تاثیر سے فتنہ کے دل مین ایک اضطراب اور بیقراری خود بخود ہونے لگی پھر جب بغور اوسے دیکھا پہچانا کہ غانم ہی رو کر پوچھنے لگی
ای غانم تیرا کیا حال ہو گیا غانم نے آواز فتنہ کی پہچانکر آنکھین کھولین اور اوسکی طرف بغور دیکھکے بولا کہ بی بی تم ہو اتنا کہکر مارے خوشی کے
بیہوش ہو گیا فتنہ اور دلال نے دوڑکر اوسپر گلاب چھڑکا اور شربت پلایا وہ اپنے ہوش مین آیا دلال نے فتنہ سے کہا بی بی تم اب یہان سے چلی جاؤ
ایسا نہو کہ فرط خوشی سے اوسکو شادی مرگ ہو جاے غانم نے جب فتنہ کو نہ دیکھا اور نہ اوسکی آواز سنی چارون طرف دیکھکے بولا ای نازنین فتنہ تم
کدھر ہو میرے سامنے نہین آتین یا تصور اور خیال مین تمکو مینے دیکھا یا واقع مین تم نظر پڑین دلال نے کہا نہین صاحب تمھارا تصور نہین تھا
بلکہ وہ بی بی واقع مین تھی ذرا تم مین تحمل اور ضبط اوسکی ملاقات کا آلے تو تم اوسے دیکھو گے ہمین ثابت ہوا کہ تم غانم ہو تمھارے واسطے خلیفہ نے
منادی کی ہی کہ مینے اوسکا قصور معاف کیا تم خلیفہ کی طرف سے خاطر جمع رکھو اور باقی حال اوسی بی بی سے جسکو تمنے دیکھا تھا سنو گے اور ہمین اب تمھاری
صحت منظور ہی جسقدر سعی و کوشش ہمسے او ہمین ہو سکے گی بدل کرینگے پھر وہ غانم کو وہین چھوڑکر اوسکی دوا لانے کیواسطے گیا فتنہ وہان سے
اوٹھا اوس مکان مین جہان الکلنب اور اوسکی مان تھی گئی اور مذکور اوس بیمار مسافر کے آنیکا اونسے کیا غانم کی مان کو غانم کے آنیکا یقین ہوا اور کمال خوشی سے
وہ بیہوش ہو گئی فتنہ اور دلال کی بی بی کی تدبیر سے پھر وہ اپنے ہوش و حواس مین آئی اور قصد جانیکا نزدیک غانم کے کیا دلال کی اوسی کی تدبیر مین
اندر گھر کے تھا اوسکی مانکو وہان جانے سے منع کیا اور کہا کہ وہ بہت ضعیف و ناتوان ہو رہا ہی تمھارے جانے سے اوسے رقت اور رنج کمال ہوگا ایسا نہو
کہ اس الم کا تحمل نکر سکے اور حال اوسکا غیر ہو جاے اوسکی مان نے دلال کی بات معقول جانکر جانیمین تامل کیا فتنہ نے اوس سے کہا اگر مرضی خدا کی ہوگی ہم تم
ساتھی اوسکے پاس جائینگے اب مین جاتی ہون اور خلیفہ سے یہ سب حقیقت کہتی ہون پھر وہ الکلنب اور اوسکی مان سے معانقہ رخصت کا کرکے محل بادشاہی
کی طرف روانہ ہوئی اور وہان جاکے خلیفہ سے خلوت مین ملاقات کی اور سب حال غانم اور اوسکی مان بہن کے آنیکا کہا بادشاہ نے متعجب ہو کے پوچھا تونے کسطرح سے جلد اون
تینون شخصونکو ڈھونڈھ نکالا اوسنے احوال ملاقات دلال اور اوسکے ضمن مین حسن و جمال غانم کی مان بہن کا خلیفہ سے بیان کیا چنانچہ وہ اونکے
دیکھنے کا کمال مشتاق ہوا جیسا غانم کے دیکھنے کا مشتاق تھا اور اپنے دل مین عہد کیا کہ جیسے مینے غانم اور اوسکے اقربا پر ظلم کیا اور تعدی
ناحق کی اور سب خلق مین اونکی فضیحتی اور رسوائی ہوئی اور گلی کوچون مین وہ تشہیر کیا ویسے ہی اوسکو اور اوسکے عزیزونکو درمیان
سب خلق کے معزز اور سرفراز کرونگا کہ بخوبی اوسکی تلافی ہو اور عوض نقصان مال کے اونکو اسقدر دولت اور اسباب دونگا کہ مالامال

اور مستغنی ہو جاینگے پھر خلیفہ نے فتنہ سے کہا تو خاطر جمع رکھہ مین تیری شادی غانم سے کردونگا اور آج سے تو میری لونڈی نہین آزاد ہی
اب تو جا اور اوس جوان سوداگر کو اگر اوسنے صحت پائی ہو اوسکی ماں بہن سمیت جلد میرے پاس لے آ دوسرے دن صبح کو فتنہ دلال کے گھر گھبرائی ہوئی
واسطے دریافت ہونے حال صحت غانم کے اور تسلی کرنے الکلنب اور اوسکی ماں کے گئی پہلے ملاقات لال سے کی اور غانم کا حال پوچھا اوسنے کہا
غانم اب کے بہت اچھی طرح سے رہا اور اوسکی بیماری فقط تمھاری جدائی تھی اب وہ فضل آلہی سے تندرست ہی اور حال عفو خلیفہ کا سنا اور ملاقات تمھاری
سے سب رنج والم ساتھہ فرح اور سرور کے بدل کر قوی اور توانا ہو گیا اب اپنی ماں بہن اور تمھاری ملاقات کا مشتاق ہی فتنہ یہ حال سنکر پہلے آپ تنہا
غانم کے پاس گئی اور اون دونوں بیبیوں کو باہر ٹھہرایا اور کہا ہم ابھی تمکو بلوائینگے جب فتنہ اور دلال اوسکے روبرو گئے دلال نے غانم سے کہا
کہ صاحب تم اب اس بی بی کو دیکھو کہ جسکو دیکھکے غش مین آئے تھے اور اوسکے دیکھنے کو خواب وخیال سمجھے تھے غانم نے فتنہ کو دیکھکے کہا اے
بی بی پھر تم کیونکر میرے دیکھنے کو بادشاہ کے محل سے آسکین اور کسطرح سے خلیفہ کہ اوسکو بے دیکھے تمھارے ایک ساعت چین قرار نہین ہی
روادار یہان آنیکا ہوا فتنہ نے کہا اجازت سے خلیفہ کے یہان آئی اور اوسنے وعدہ کیا ہی کہ میری شادی تیرے ساتھہ کردیگا غانم یہ خبر سنکر اتنا خوش ہوا
کہ بیان سے باہر ہی اور متعجب ہوکے کہا تم سچ کہتی ہو کہ خلیفہ تمھین مجھے دیگا فتنہ نے کہا اسمین ذرا شک اور شبہہ نہ سمجھو اسواسطے کہ خلیفہ نے آگے
صرف شبہے اور بدگمانی سے تمھارے قتل کرنیکا قصد کیا تھا اور جب تم اوسکے ہاتھہ نہ لگے تو اوسنے بادشاہ دمشق کو لکھکے تمھاری ماں بہن کو ذلیل و
رسوا کیا اور تمھارا گھر کھدوا کے سب مال و دولت تمھاری لٹوا دی اور ضبط کرلی اب وہ اپنے ظلم سے تائب ہوا اور اوسکو میرے اظہار سے تمھاری
بیجرمی ثابت ہوئی چاہتا ہی کہ تمھارے اور تمھارے اقربا کے ساتھہ عوض اوس ظلم کے ایسا حسن سلوک کرے کہ تمھاری عزت و توقیر سب خلق پر
ثابت ہو پھر غانم نے چاہا حال دریافت کرنا کہ خلیفہ نے کیا بدسلوکی اوسکی ماں بہن کے ساتھہ کی فتنہ نے مفصل اوسکو بیان کیا وہ سنکے بہت
مضطرب ہوا اور رویا باوجودکہ خوشخبری شادی کی اپنی معشوقہ کے ساتھہ سنی تھی فتنہ نے کہا اب کچھہ اسبات پر غم و الم نکرو جو ہونا تھا سو ہوگیا
اب تمھاری ماں بہن دونوں اسی گھر مین کہ تم ہو ہین وہ اونکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا فتنہ نے اوسکی تسلی کے لیے اون دونوں کو پکارا وہ دونون
بیبیان کہ منتظر بلانے فتنہ کی تھین سنکر اندر دوڑی آئین اور آکے غانم کے گلے لگکے بہت روئین اور غانم بھی رویا دلال نے اونکو تسلی دیکر رونے
سے باز رکھا پھر وہ چارون شخص یعنی غانم فتنہ اور ماں بہن اوسکی کہ ہر ایک عذاب شدید مین مبتلا تھے خدا نے بخیر و خوبی اون سبکو ایک جگہ اکٹھا کرکے
ملوایا پھر غانم نے اپنا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا مین بسبب خوف خلیفہ کے بغداد سے بھاگ کر ایک گانوں مین جاکے چھپا اور وہان
شدت سے بیمار ہوا ایک کسان نے کہ رحم دل اور بخیر تھا میری خبرگیری کی اور تا مقدور اپنے کھلانے پلانے اور دوا وغیرہ مین فرق کوتاہی نہین کی مگر جب وہ میری
زندگی سے مایوس ہوا اوسنے ایک شتر کرایہ کرکے ساربان سے کہا اس جوان بیمار کو تو دارالشفا بغداد مین پہونچا دے چنانچہ کل اوسنے مجکو یہان پہونچایا
پھر فتنہ نے اپنے قید ہونے کا حال اوس زندان تنگ و تار مین اور اذیت اوٹھانیکا اور خلیفہ کے عفو کرنیکا بتفصیل بیان کیا جب وہ سب اپنا حال ایک
دوسرے سے کہہ چکے تب فتنہ نے کہا اب ہم سب ملکے خدا کا شکر بجا لائین کہ ہمارے حال پر فضل و کرم کیا اور ہم سبکو آفت سے نکالا کہ باہم ملاقات میسر آئی
جب غانم کو صحت کلی حاصل ہوئی فتنہ نے چاہا کہ اوسکو اور اوسکی ماں بہن کو خلیفہ کے حضور مین لیجا کر حاضر کرے پھر وہ سوچی کہ ان سب پاس ایسا لباس نہین
کہ جسے پہنکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہون یہ کہکے اپنے مکان مین گئی اور ہزار اشرفی لال کو دین کہ تم اچھا لباس الکلنب اور اوسکی ماں کے واسطے

خرید کر کے جلد سلوا دو دلال کہ مرد باسلیقہ اور نہایت ہوشیار و چالاک تھا اوسنے بہت اچھے تھان پشمی زربفت مشجر کے موافق رواج محل خلیفہ
کے خرید کر کے تین دن مین بھاری جوڑے اون دونون بیبیون کے لیے طیار کروائے پھر ایک دن واسطے ملاقات خلیفہ کے مقرر کیا اوس دن وہ
تینون شخص طیار ہوا اور لباس فاخرہ پہن پہنا اور آمادہ بیٹھے جعفر وزیر بموجب حکم خلیفہ کے بہت افسر و فوج لیکر اوس دلال کے گھر غانم کو لینے
گیا اور گھوڑے سے اوترکر اندر گھر کے داخل ہوا بعد معانقہ کرنے اور پوچھنے خیر و عافیت کے غانم سے کہا مین تمھارے لینے کیواسطے آیا ہون کہ
تمھاری سواری کے ساتھ ہو کر تمھین خلیفہ کے حضور مین کہ تمھارے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہے لیجاؤن غانم نے موافق دستور بعد قبول
کرنے امر وزیر مین اپنا سر جھکایا اور حرکت دی یعنی بسر و چشم حکم خلیفہ کا اور تمھارا مین بجالاؤنگا پھر غانم ایک بہت اچھے گھوڑے پر کہ زین و ساز
اوسکا مرصع تھا اور اصطبل سے خلیفہ کے وزیر اپنے ساتھ لے آیا تھا سوار ہوا اور فتنہ غانم کی مان اور بہن کو دو اونٹون پر سوار کرا اور آپ بھی اشتر
پر سوار ہوا اونھین مخفی اوسے محل بادشاہی مین لیگئی اور وزیر نے غانم کو شارع عام سے لیجا کر بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا خلیفہ اوسوقت
اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور گرد اوسکے وزیر اور امیر اور سب افسر مصاحبین اور وکیل ہر شہر کے یعنی عرب مصری ایرانی افریقی سراہی وغیرہ
باشندے اور ملکون شہر وان کے گرد و پیش اوسکے تخت کے حاضر تھے جب غانم روبرو خلیفہ کے گیا سر اپنا واسطے زمین بوسی کے آگے تخت خلیفہ کے
رکھا پھر خلیفہ کی مدح مین اشعار طبعزاد اپنے کہ فی البدیہہ کہے تھے پڑھے اوسکی فصاحت و بلاغت سنکر حضار دولت نے تعریف و توصیف کی جب غانم
تعریف خلیفہ کی کر چکا خلیفہ نے کہا ہم تمھین دیکھکر کمال مسرور ہوئے اور زیادہ تر خوش ہونگے جب تمسے حال اپنی معشوقہ کے بچانیکا سنینگے غانم نے
سب حال بے کم و کاست خلیفہ کے حضور مین بیان کیا خلیفہ اوسے سنکر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ ایک خلعت بھاری جیساکہ بڑے امیرون کو
ملاکرتا ہی اسے دو فی الفور وزیر نے خلعت فاخرہ اوسے دیا غانم خلعت پہنکے آداب بجالایا اور کہا خداوند غلام کہ اب باریاب حضور کا ہوا ہی چاہتا ہی
کہ تمام عمر حضور کے قدمون سے لگا رہے خلیفہ اوسکے جواب سے بہت خوش ہوا پھر خلیفہ اپنے تخت سے اوترا اپنے کمرے کی طرف آیا وزیر سے کہا غانم کو اپنے
ساتھ کرکے سیر پاس لے آ جب خلیفہ اپنے خلوتخانے مین گیا فتنہ کو بلوا بھیجا اور کہا کہ غانم کی مان اور بہن کو بھی لیتی آوے فتنہ اون دونون بیٹیونکو خلیفہ کے
حضور مین لیگئی وہ دونون خلیفہ کی زمین بوس ہوئین خلیفہ الکلنب کو دیکھتے ہی عاشق زار ہو گیا اور کہا جیساکہ مینے بے قصور ذلیل کیا تھا
ویسا ہی مین اب اپنے عقد سے تجھے سرفراز کرکے اپنی بی بی کرتا ہون اور بسبب اس امر کے زبیدہ کو بھی کہ تمھارے خراب کرنے کا
سبب ہی سزا دیتا ہون یعنی تا وہ رشک مین تیرے رہے پھر غانم کی مان سے کہا بی بی ابھی تم جوان قابل کتخدائی کے ہو میرے وزیر اعظم جعفر
سے اپنی شادی کرنا قبول کرو اور غانم سے کہا تمکو اپنی شادی کرنا فتنہ سے کہ اوسکی محبت مین تمھین یہ سب اذیت اور رنج
پہونچا لازم ہی پھر خلیفہ نے قاضی اور گواہون کو بلوا کے یہ تینون عقد بندھوائے اور تینون قبالے نکاح کے طیار کرکے اوسپر
گواہیان لکھوائین غانم نے خیال کیا تھا کہ شاید اوسکی بہن الکلنب خلیفہ کی حرمون مین داخل ہوگی مگر خلیفہ نے اوسکو اپنی بیبیون مین داخل
کیا پھر خلیفہ نے حکم کیا کہ یہ سب حال بطور تاریخ کے لکھکر ہمارے خزانے مین داخل کیا جاوے اور نقلین اوسکی تمام ملک مین بھیجی جاوین جب
شہرزاد نے اس قصہ غانم کو تمام کیا شہریار نے سنکر کہا یہ داستان کیا عجیب و غریب تھی شہرزاد نے کہا اگر آپ قصہ شہزادہ زین الصنم اور بادشاہ جن کا سنینگے
نہایت خوش ہونگے شہریار نے اوس قصے کے کہنے کی اجازت دی لیکن فجر ہوگئی پھر آئندہ رات کو شہرزاد نے اس قصے کو اسطرح سے شروع کیا

قصہ شہزادہ زین الصنم اور بادشاہ جن کا

زمانۂ سابق مین ملک بانسرا کا ایک بادشاہ تھا رعیت پرور خلق دوست اور خزانے وافر رکھتا تھا مگر بسبب بے اولادی کے ہمیشہ ملول اور اندوہگین رہتا وہان کے لوگ ہمیشہ دعا مانگتے تھے کہ اس بادشاہ کے فرزند ہووے آخر حق تعالی نے اونکی دعا قبول کی ملکہ اوس بادشاہ کی حاملہ ہوئی اور بعد نو مہینے کے بیٹا پیدا ہوا اور اوسکا نام زین الصنم رکھا پھر بادشاہ نے اپنے ملک کے سب نجومیون سے کہا تم اس مولود کا جنم پتر بناؤ اور اوس سے حال آیندہ شہزادہ کا استخراج کرو سبنے اوسکا زائچہ دیکھکر بالاتفاق کہا کہ اس شہزادے کی بڑی عمر ہوگی اور بہت صاحب جرات ہوگا مگر اسکو خطرات اور امور ہولناک بھی درپیش ہونگے بادشاہ نے کہا مجھے اس بات کا کچھ اندیشہ نہین ہی اسواسطے کہ میرا بیٹا صاحب ہمت ہوگا اور بادشاہونکو مصائب اور خطرات سے گزیر نہین بلکہ یہ امور اکثر باعث عبرت اور بینائی کے فرمانفرمائی مین ہوتے ہین پھر اوس بادشاہ نے نجومیونکو انعام دیکر رخصت کیا جب وہ شہزادہ قابل تربیت اور تعلیم کے ہوا ہر قسم کے اُستاد واسطے اوسکے مقرر کیے گئے تھوڑے عرصے مین ہر ایک علم اور فن سے واقف اور ماہر ہوا اتفاقاً باپ اوسکا ایسا بیمار ہوا کہ حکیم اور طبیب معالجے سے عاجز ہوئے آخر قریب مرگ کے ہوا اوسنے شہزادہ زین الصنم کو بلاکر نصیحت کی ہرگز تو باتین خوشامدگویونکی نسنیو اور داد و دہش مین خلق کے افراط نکیجیو بلکہ انعام و اکرام و سزا و تنبیہ مین اونکے برابر عمل کیجیو اسواسطے کہ بادشاہ اکثر فریب مین پڑکر مرتکب عمل بد کے ہوتے ہین اور عمل نیک سے محروم رہتے ہین غرض جب بادشاہ نے قضا کی شہزادہ زین الصنم لباس سیاہ ماتمی پہنکر سات دن تک باپ کے ماتم مین بیٹھا آٹھوین دن تخت پر بیٹھکے اور خزانہ بادشاہی کی مہر توڑکر یکبارگی اسراف کرنا شروع کیا اور عیاشی مین امور سلطنت اور تدبیر ملک داری سے بالکل غافل ہوگیا صحبت مین جن آدمیونکی کہ عقل و شعور سے مطلق بہرہ نہین رکھتے تھے مشغول رہنے لگا تھوڑی مدت مین سارا خزانہ باپ کا کسبیون اور مسخرونکو بخش دیا اوسکی ماں کہ نہایت عاقل و ہوشیار تھی اکثر سمجھاتی مگر وہ ایسا عیش و عشرت مین مصروف تھا کہ نصیحت ماں کی نسنتا یہانتک کہ بے بندوبستی اور اوسکی غفلت کا تمام شہر مین چرچا ہونے لگا اور ضعف و اختلال امور مملکت مین شروع ہوا چنانچہ دور و دور حال غفلت اوس بادشاہ کا پونہچا رفتہ رفتہ خزانے خالی ہوگئے اور فوج بسبب محتاجی کے جابجا برخاست ہوکے جانے لگی چارونطرف سے فتنہ برپا ہوا اوسوقت بادشاہ زین خواب غفلت سے بیدار ہوکر متوجہ راہ راست کا ہوا سب اپنے مصاحبون جوان اور ہمنشینون نادان کو نکالکر اونکی جگہ بڈھون ہوشیار اور جہاندیدہ تجربہ کار کو اپنا جلیس و انیس فرمایا اونھونے نصائح دلپذیر اوسے آگاہ کیا پھر وہ ابتری امور مملکت پہ مطلع ہوکے نادم ہوا اور جانا کہ مین نے خزانونکو سراسر بیجا صرف کیا دن رات اسی اندیشے مین رہا کرتا تھا چنانچہ ایک رات اوسنے خواب مین دیکھا کہ ایک پیرمرد نے اوسکو شگفتہ روئی سے کہا اے زین تو جان کہ دنیا مین کوئی ایسا غم نہین کہ بعد اوسکے خوشی نہو اور کوئی مصیبت نہین کہ بعد اوسکے راحت نکلے اگر تو چاہتا ہی کہ اس رنج سے نجات پاوے تو شہر کیرو کو کہ دارالسلطنت مصر کا ہی جا وہان کے جانے سے تیری سب کلفتین دور ہونگی اور کوکب تیرے اقبال کا وہان چمکیگا جب بادشاہ بیدار ہوا اوسنے وہ خواب اپنی ماں سے کہا ماں نے جواب دیا کہ بیٹا صرف باعتماد خواب کے کہ انسان ہر شب کو صدہا دیکھتا ہی اور مطابق واقع کے ایک نہین ہوتا اتنے بڑے سفر دور و دراز کو اختیار کرنا عقل سے بہت بعید ہی زین الصنم نے کہا اماجان تم یہ کیا فرماتی ہو سب خواب خیالی نہین بلکہ اکثر راست ہوتے ہین اور سوا اسکے وہ مرد پیر ایسا نہین تھا کہ جسکے کلام مین کچھ کذب معلوم ہووے اوسکی صورت نہایت متبرک مانند انبیا اور بزرگون کے تھی اوسکے کہتے ہی میرے دل کی تسلی ہوگئی بہر تقدیر مجھے اوسکے کہنے پر یقین واثق ہی اور مین مقرر کیرو کو جاکے اپنی قسمت آزماؤنگا ماں نے اوسکی چاہا کہ زین کو اس ارادے سے باز رکھے مگر کچھ سمجھانا اوسکا بادشاہ زین الصنم کو مفید نہ پڑا

زین نے سارے امور مملکت کے اوس ملکہ کو سونپ کر تنہا ایک رات مخفی اپنے محل سے نکل راہ کیرو کی لی بعد اوٹھانے اذیت اور رنج کے اوس شہر مشہور و معروف مین کہ نہایت وسیع اور خوش وضع تھا پونہچا اور ایک مسجد کے دروازے پر نہایت ماندگی سے سو رہا پھر اوسنے خواب مین اوسی پیر مرد کو دیکھا کہ کہتا ہی کہ ای میرے فرزند مین تیری اسبات سے نہایت خوش ہوا کہ تو نے میرے کہنے پر عمل کرکے اپنے عیش و آرام کو چھوڑ کر ایسا بڑا سفر گوارا کیا اور اس شہر مین آیا مین نے فقط تیرے امتحان کیواسطے یہان آنے کو کہا تھا مینے تجھے اس امر مین نہایت صاحب جرات اور ثابت قدم پایا تو بسبب عالی ہمتی کے بہت بڑی دولت کو پونہچیگا اور بہت بڑا بادشاہ اس دنیا مین ہوگا اب یہان سے بالفعل اپنے شہر کو پھر جا تو وہین ایسی دولت پاویگا کہ کسی بادشاہ کو کبھی میسر نہوئی ہوگی زین الاصنام نے خواب سے بیدار ہو کے اپنے دل مین کہا اس پیر مرد نے مجھے ناحق کیرو مین آنے کو کہا اگر بالفعل مینے اس مطلب حاصل ہوتا تو کسواسطے تکلیف مصر کے آنے کی مجھے دی اور خوب ہوا کہ مینے سوا اپنی ماں کے اس راز کو اور کسی سے نہین کہا ورنہ آج میری بیوقوفی پر سب ہنستے پھر اوسنے کیرو سے راہ بالفعل کی لی جب وہان خیریت سے پونہچا تو ماں نے اوس سے پوچھا کہ سبب جلد پھر آنیکا کیا ہی اوس نے حال دوسرے خواب کا اوس پیر مرد کی بشارت دینے کا کہا ملکہ نے بیجا ناخوشی اور ملامت کے اوسکی تشفی کی اور کہا ای فرزند تو اب اس سے زیادہ فکر نے مین نکر اگر تیری قسمت مین دولت ہی تو تجھے گھر بیٹھے ملے گی مگر جب تیرے حال پر خدا فضل کرے تو آگے کی طرح سے بیہودہ عیاشی اور نفس پروری صرف نکرنا بجز امر خیر اور امور ضروری مین ایک حبہ کسیکو ندینا زین بادشاہ نے اسے قبول کرکے اپنی ماں سے اقرار کیا کہ آئندہ کو بموجب اوسکے فرمانے عمل کرونگا اوس سے سر مو تجاوز نہوگا پھر اوسی دن بالفعل مین پونہچا رات کو پھر اوس پیر مرد کو خواب مین تیسری بار دیکھا کہ کہتا ہی ای زین اب وقت پہنچا کہ تمکو دولت بہت ہاتھ لگے کل کے دن فجر کو تم اپنے باپ کے خلوتخانے مین جا کے کلند سے اوسے کھودو تمھین وہان ایک بڑا خزانہ ملیگا زین نے بیدار ہو کے اپنی ماں سے اوس تیسرے خواب کو بیان کیا اوسکی ماں نے مسکرا کے کہا کہ وہ بڈھا عجب شخص ہی کہ دو دفعہ کے بہکانے پر اکتفا نکر کے ابلہ فریبی کی راہ سے پھر اب ایک تیسری بات تجھے کہگیا کہ جسکی اصل و حقیقت نہین زین نے کہا اگرچہ مجھے بھی اوسکی بات پر یقین نہین لیکن چاہتا ہون کہ مین اپنے باپ کا خلوت سرا دیکھون وہ بہت ہنسی اور کہا ای فرزند جاؤ اور اوسکو دیکھو وہان جانے مین اتنی مشقت نہین ہی جیسا کیرو کے جانے مین تو نے مشقت اوٹھائی زین الاصنام نے کہا کچھ مجھے باور پڑتا ہی کہ یہ تیسرا خواب سچا ہوگا چاہتا ہون کہ اسے امتحان کرون اسواسطے کہ اوسنے پہلے خواب مین مجھے کہا تو کیرو کو جا وہان اپنے مطلب کو پونہچیگا جب مین وہان گیا مجھسے دوسرے خواب مین کہا کہ مجھے صرف تیرا آزمانا تھا اب تو پھر بالفعل کو مراجعت کر کہ وہین تیرا مقصد حاصل ہوگا چنانچہ مین بموجب اوسکے کہنے کے یہان آیا اب صرف تیسرا خواب آزمانا رہا ماں نے سمجھایا اب زیادہ اس سے اپنے تئین محنت اور مشقت مین نڈال زین الاصنام بادشاہ اوسوقت چپ ہو رہا پھر ماں کے بے اطلاع خلوتخانے مین جا کے کھودنا شروع کیا یہان تک تقریب ایک گز کے عمیق اور بطور حوض کے مربع کھودا جب وہین اثر خزانہ کا کچھ نپایا تھک کے بیٹھ گیا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ ماں میری بہت ہنسیگی اس حرکت پر کہیگی کہ نہایت احمق اور نادان ہی کہ باوجود سمجھانے کے طمع خام سے خلوتخانہ باپ کا کھودا اور کچھ نپایا آخر بعد دم لینے اور سستانے کے پھر کلند لیکر اوٹھا اور کھودنے لگا یکایک ایک چٹان سفید سنگ مرمر کی اوسے نظر پڑی اوسنے اوس پتھر کو وہان سے سرکایا نیچے سے اوسکے ایک دروازہ نمود ہوا زین الاصنام نے اوس قفل کو کلند سے توڑ دروازہ کھولا برابر اوسکے ایک زینہ سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا لگا تھا پھر وہ شمع کو جلا اوسکی روشنی مین زینے کی راہ سے نیچے کو اوترا اور ایک دالان وسیع مین کہ اوسکی دیوارین چینی

اور زمین اور چھت بلور کی بنی ہوئی تھی گیا وہان دیکھا کہ چار سیپ کی تپائیان بچھی ہین اور ہر ایک تپائی پر دس دس خم
سنگ سماق کے بڑے بڑے برابر رکھے ہین زین الاصنام نے قیاس کیا کہ ان خمون مین شراب نفیس ہوگی اور بسبب کہنگی
کے نہایت لطف بہم پونہچا پایا ہوگا پھر اوسنے نزدیک ایک خم کے جاکر سرپوش اوٹھایا اوسکو بھرا ہوا اشرفیون سے پایا نہایت
خوش ہوا پھر سب خمون کو سرپوش اوٹھا اوٹھا کے دیکھا کہ وہ سب اشرفیون سے بھرے ہوے ہین اوس نے ایک مٹھی اشرفیون سے
بھر کے اپنی مان کو جا کر دکھلائین ملکہ اون اشرفیون سے نہایت متعجب اور خوش ہوئی اور زین الاصنام سے کہا کہ ای فرزند خدا نے تجھپر نہایت عنایت کی
اب تو مثل سابق کے اس خزانہ کو کہ داد الٰہی ہی ضایع نکیجیو زین الاصنام نے کہا آپ بہت خاطر جمع رکھین مین بموجب آپکے فرمانیکے عمل کرونگا پھر ملکہ نے کہا
مجھے بھی وہان لیجا کے وہ خزانہ مجھکو دکھلا زین الاصنام مان کا ہاتھ پکڑ اور زینے سے اوتار نیچے لے گیا ملکہ نے اوس کمرہ مین جا کے بچشم خود اون خمونکو اشرفیون سے بھرا دیکھا
پھر اوس ملکہ کی نظر ایک چھوٹے خم پر کہ وہ بھی سنگ سماق کا تھا اور گوشے مین اوس دالان کے رکھا ہوا تھا پڑی بادشاہ کہ ہنوز اوسنے اوسکو نہ دیکھا تھا پوچھا
اسمین کیا ہی بادشاہ نے اوسکو کھولا اوسمین ایک کنجی طلائی دیکھی ملکہ نے کہا ای فرزند یہ کنجی مقرر کسی دوسرے خزانے کی ہی پھر وہ چارون طرف دالان کے
تلاش کرنے لگے بعد بہت جستجو کے اونھون نے آخر مین دالان کے تختہ بندی کا ایک دروازہ مقفل پایا جب تو اونھین یقین ہوا کہ یہ کنجی مقرر اسی دروازیکی ہی
بادشاہ نے اوس کنجی سے قفل کھولکر دروازہ وا کیا ایک مکان وسیع مربع اونکو نظر پڑا اوسکے وسط مین نو عدد پلپاے طلائی تھے آٹھ پلپاؤن پر
ایک ایک تصویر انسان کی ایک ٹکڑے الماس سے ترشی ہوئی رکھی تھی کہ جنکی چمک سے وہ سارا مکان روشن ہو رہا تھا زین الاصنام اون تصویرونکو دیکھکر
متحیر ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا ای خدا ایسی تصویرین نادر میرے باپ کو کہان سے میسر ہوئین مگر نوان پلپایا خالی تھا صرف ساٹن سفید سے منڈھا ہوا
اوسپر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ای میرے پیارے فرزند یہ آٹھ تصویرین اگرچہ نایاب اور بڑی اوستادی اور مشکل سے بنی ہین مگر نوین تصویر ان آٹھون سے
نہایت خوبصورت اور ہزارون درجے اون سے قیمت اور چمک دمک مین زیادہ ہی اگر تو چاہتا ہی کہ وہ بھی تیرے ہاتھ لگے تو کیرو مصر مین جا وہان میرا ایک
بڈھا غلام مبارک نام رہتا ہی اور وہ بہت مشہور ہی جس کسی سے تو اوسکو پوچھیگا وہ تجکو فوراً اوسکا گھر بتا دیگا تو اوسکے پاس جاکر اپنا حال کہنا وہ تجکو
میرا بیٹا جانکر ایسی جگہ لیجائیگا کہ جہان سے یہ نوین تصویر ہیرے کی اوسکے سبب سے تجھے آسانی سے ملیگی زین الاصنام نے اس حال کو پڑھکے ملکہ سے کہا اس
نوین تصویر عجیب و غریب کا مجھے بڑا اشتیاق ہی اسواسطے کہ آٹھون تصویرین اوسکی قیمت کو نہین پہونچتین اب مین کیرو کو جاتا ہون
یقین ہی کہ تم مجھے اس سفر سے کہ سبب حاصل ہونے مطلب کا ہی باز نرکھوگی ملکہ نے کہا کہ تم جو بموجب حکم اور ایماے ایسے بڑے بزرگ کے عمل کرتے ہو
یقین ہی کہ کسی طرح سے تمھین ضرر اس سفر مین نہ پونہچیگا اسلیے مین تمھین مانع نہین ہوتی جب تم چاہو جاؤ ہم اور وزیر اعظم خبرگیری تمھارے ملک کی
کرتے رہینگے پھر زین بادشاہ کئی غلام ساتھ لے کر شہر کیرو کو روانہ ہوا تھوڑے دنون مین بخیر و خوبی قطع مسافت کر کے
وہان پونہچا اور بعد استفسار حال کے معلوم کیا کہ مبارک ایک امیرون شہر مصر سے ہی اور مانند بڑے آدمیون کے رہتا ہی زین الاصنام نے
بدلالت کسی باشندے کیرو کے اوسکے گھر پہونچکے دروازے پر دستک دی ایک غلام نے آکر دروازہ کھولا اور زین الاصنام سے نام اور کام پوچھا زین الاصنام
نے کہا مین اس شہر مین تازہ وارد ہون تمھارے آقا کی سخاوت اور جود کا حال سنکر دل چاہتا ہی کہ اوسکے گھر مین اوتردن غلام نے کہا
ذرا تم توقف کرو تا کہ مین اپنے آقا سے تمھاری خبر کردون پھر وہ غلام جلدی سے بموجب حکم اپنے مالک کے زین کو اندر مکان کے

لے گیا زین الصنم نے اندر جا کے ایک بڑا مکان عالیشان سجا ہوا دیکھا کہ اوسکے ایک کمرے مین مبارک منتظر اوسکا بیٹھا ہی بمجرد دیکھنے زین الصنم
کے مبارک نے اوٹھکر صاحب سلامت کی اور خیر و عافیت پوچھی اور کہا کہ آپ نے غریب خانے مین اوترنے سے مجھکو نہایت ممنون اور
سرفراز کیا بادشاہ نے بعد جواب سلام علیک کے کہا کہ مجھے تمنے پہچانا یا نہین میرا نام زین الصنم ہی اور مین بیٹا بادشاہ مرحوم بالسرا کا ہون
مبارک نے کہا مجھکو تو اوس بادشاہ نے خرید کیا تھا مگر مجھے معلوم نہین کہ اوسکا کوئی بیٹا تھا یا نہین آپکی عمر کتنی ہوگی زین نے کہا بیس برس
کی پھر زین نے پوچھا کہ تمکو کتنی مدت ہوئی کہ ہمارے باپ سے جدا ہوے مبارک نے کہا بائیس برس ہوے مجھے کیونکر یقین ہو کہ تم اوسکے فرزند ہو
زین الصنم نے کہا میرا باپ ایک خلوتخانہ بطور گنبد کے رکھتا ہی اوسمین مین نے چالیس خم سنگ سماق کے بھرے ہوے اشرفیون سے پائے مبارک
نے کہا سوا اسکے اور کچھہ بھی تمنے وہان پایا زین الصنم نے کہا کہ سوائے خمون کے نو ستون سونے کے پائے کہ آٹھہ پر آٹھہ تصویرین الماس کی ایکدل
نہایت خوبصورت اور درخشان رکھی ہوئی ہین اور نوان ستون سفید ساٹھن سے منڈھا ہوا اور اوسپر میرے باپ نے لکھا ہی کہ جس سے مجھکو نوین تصویر
کہ ان آٹھون سے بہت اچھی ہی ملے تم اوس جگہہ کو جانتے ہو مجھے وہان لیجاؤگے ہنوز زین الصنم نے یہ باتین نہین تمام کی تھین مبارک نے اپنے تئین
اوسکے قدمون پر ڈالا اور ہاتھہ اوسکے دیر تک چوما کیا پھر زین الصنم کے آنے پر ہزار دن شکر سپاس حقتعالے کے بجالایا اور کہا مجھے یقین ہوا کہ تم فرزند بادشاہ بانسرا
کہ میرا خداوند تھا بیشک ہو مین تمہین اوس جا پر جہان وہ نوین تصویر دستیاب ہوگی لیجاؤنگا مگر قبل اسکے کہ تم وہان کا قصد کرو چند روز یہان آرام و
آسایش فرماؤ تا ماندگی راہ کی رفع ہووے اور آج مین نے سب رئیس اور شرفا اس شہر کی دعوت کی ہی مین سبکے ساتھہ دسترخوان پر تھا کہ تمہاری خبر آنیکی
سنکر باہر نکل آیا امیدوار ہون کہ آپ بھی اوس مجلس مین قدم رنجہ کرکے کھانا تناول فرمائین زین الصنم نے کمال خوشی سے جواب دیا بہت اچھا
پھر مبارک زین الصنم کو بالاخانے پر گول گھر کے جہان وہ سب لوگ جمع تھے لے گیا اور بمقام صدر مین دسترخوان پر زین الصنم کو بٹھا کر آپ مثل خادمون
غلامون کے مودب کھڑا ہوا اور زین الصنم کی خدمت کرنے لگا شرفاے شہر اس حال کو دیکھکر حیران ہوے آپسمین ایک دوسرے سے آہستہ کہنے لگے کہ یہ شخص اجنبی تازہ
وارد کون ہی جسکی خدمتگاری مبارک اس آداب اور لحاظ سے کرتا ہی جب سب کھانا تناول کر چکے مبارک نے اوس جماعت سے کہا صاحبو میری خدمتگاری
اور آداب پر کہ نسبت اس جوان مسافر کے مجھسے ظاہر ہوئی کچھہ تعجب نکرو یہ شخص بیٹا بادشاہ بانسرا کا ہی جو میرا آقا اور خداوند نعمت تھا اسکے باپ نے
مجھے اپنے زر سے خرید کیا اور قبل اسکے کہ مین آزاد ہون اوسنے رحلت کی اب میری ذات اور سب مال و متاع کا یہ جوان مالک ہی اور اوس بادشاہ زادہ کا
یہی ایک وارث ہی زین الصنم نے قطع کلام مبارک کا کرکے کہا اے مبارک مین اس جماعت ثقات اور اشراف کے سامنے اقرار کرتا ہون
کہ مین نے تمکو اسوقت آزاد کیا مجھے اب کچھہ دعویٰ نہ تمہاری ذات سے رہا اور نہ تمہاری دولت اور املاک سے سوا ایک خدمت کے کہ جسکو ابھی
تمسے کہا ہی مین اور کچھہ نہین چاہتا مبارک یہ کلام سنکر آداب بجالایا پھر شراب حاضر کی گئی شام تک وہ سب مہمان شغل مین خوشی کے [illegible] آخر ہر ایک کو
موافق اوسکی عزت اور رتبے کے کشتیان تحفون کی دیکر رخصت کیا دوسرے دن زین الصنم نے مبارک سے کہا اب ہماری ماندگی بالکل
ہوئی مین کیرو مین واسطے سیر و تماشے کے نہین آیا صرف واسطے اوس نوین تصویر کے اتنی تکلیف اوٹھائی مناسب ہی کہ ہم اب واسطے
حصول اس مطلب کے روانہ ہون مبارک نے کہا بہت مبارک مین حاضر ہون مگر آگے سے یہ بات جاننا ضرور ہی کہ اس راہ مین خطرات اور
خوف بہت ہین اوسکا تحمل کرنا اور خطرات سے نہ ڈرنا آپکو ضرور ہوگا زین الصنم نے کہا تم اس سے خاطر جمع رکھو مین [illegible] خطرے سے

تصویر زین الاصنام اور مبارک کی دریامین کشتی پر مع ملاح عجیب کے
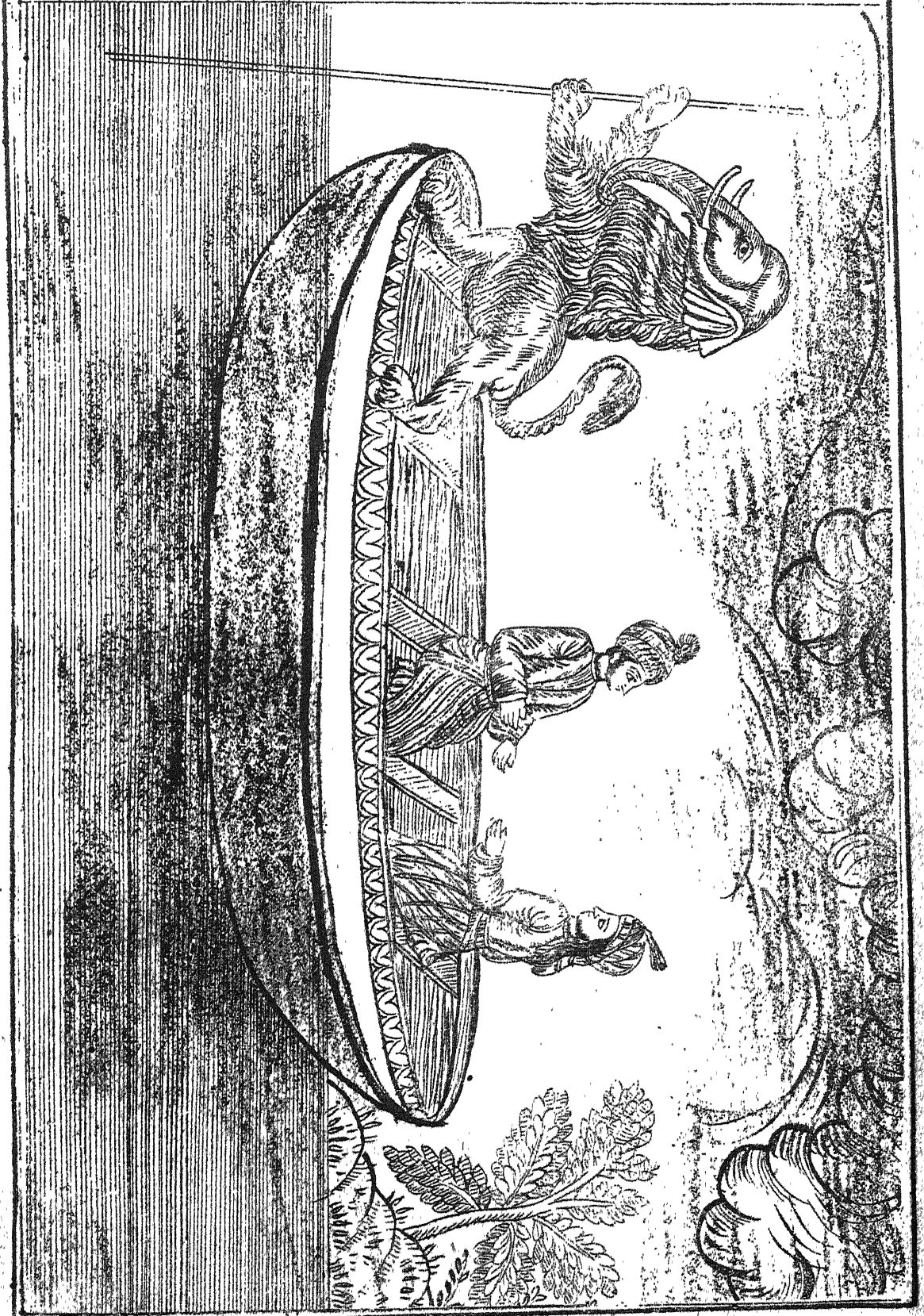
نہ ڈرونگا اور ایسی چیز کی طلب مین مجکو جان کا دینا بھی گوارا ہی تم مجھے اپنے ہمراہ لے چلو جو تم کہو گے مین وہی کرونگا کسی صدمے اور آسیب کو
خاطر مین نلاؤنگا مبارک نے زین کو ثابت قدم پاکر اپنے نوکرونکو حکم تیاری سفر کا دیا اوسکے دوسرے دن صبح کو غسل اور وضو کر نماز فجر کی پڑھی
بعد اوسکے روانہ منزل مقصود کے ہوئے راہ مین عجائب و غرائب دیکھتے ہوے کئی دن کے بعد ایک راہ تنگ دشوار گذار مین پہونچے مبارک نے اسباب
اور گھوڑونکو وہان پر چھوڑکر چند پیادے اونکی محافظت کو مقرر کیے اور کہا ہماری مراجعت تک تم اسباب اور گھوڑونکی نگہبانی کرنا پھر زین کو ہمراہ
پالیکر آگے کو چلا اور کہا اب ہم نزدیک اوس جگہ خوفناک کے جہان وہ نوین تصویر ہی پہونچے ہین تم اپنے دل کو مضبوط رکھنا کسی امر عجیب اور دہشت ناک کو
دیکھکر ڈرنا نہین پھر وہ دونون ایک ندی کے کنارے وارد ہوے مبارک وہان بیٹھ گیا اور زین کو بھی اپنے پاس بٹھالیا اور کہا اس دریا کے پار
ہمین جانا ضرور ہی زین الاصنام نے کہا کیونکر ہم اس دریا کے پار ہو سکینگے مبارک نے کہا تمھارے اور میرے لینے کے واسطے ایک جادو کی کشتی
بادشاہ جن کی ابھی یہان آویگی زنہار تم کچھ نہ بولنا اور اوسکے ملاح کی عجیب و غریب صورت ہی دیکھکے اوس سے تم نہایت حیران اور متعجب
ہوگے خبردار اوس سے ہمکلام نہونا مین آگے سے تمھین کہے رکھتا ہون بعد سوار ہونے کے اگر تم ذرا بھی بولوگے فی الفور وہ کشتی دریا مین ڈوب
جائیگی زین الاصنام نے کہا ہم مطلق نہ بولینگے تمکو ضرور ہی سب امرون سے مجھے آگاہ کردینا اور مجکو ضرور ہی اوسپر عمل کرنا اتنے مین انھون نے دیکھا
کہ ایک ناو صندل کی نہایت خوبصورت جسکا مستول عنبر کا اور بادبان نیلی ساٹھن کا ہے اوس دریا مین انکی طرف چلی آتی ہے اوس کشتی کو
فقط ایک شخص کھیتا تھا کہ اوسکا سر ہاتھی کا اور باقی بدن شیر کا تھا جب وہ کشتی انکے نزدیک پونہچی اوس ملاح نے اپنی خرطوم سے ایک ایک کو پکڑکے
کشتی پر سوار کیا اور ایک دم مین اونکو پار لیگیا اور اسیطرح سے اون دونونکو کشتی سے کنارے دریا کے لیجاکے اوتار دیا پھر وہ کشتی غائب ہوگئی
مبارک نے زین بادشاہ سے کہا یہ جزیرہ جسمین ہم آپ ہین بادشاہ جنات کا ہی اس جزیرے کی خوبی کو کوئی دوسرا جزیرہ اور ملک اس دنیا کا نہین
پہونچتا اب تم چارونطرف اسکے بغور دیکھو کہ سرسبز اور باغ و بہار ہورہا ہی یہ بیشک نمونہ فردوس برین کا ہی دیکھو کسطرح کی کشت زار سبز و شاداب
اور اوسکے گرد طرح طرح کے پھول شگفتہ اور رنگ برنگ کے سبزے اور ترکاریان ہین سوا اسکے نظر کرو درختونکو کہ میوہ ون پختہ کے بار سے
جھک کر زمین سے لگ گئے ہین اور خوش الحانی طیور کی سنو کہ ہر چہار طرف کسطرح سے شوق و سرور مین بول رہے ہین زین کی ماندگی آب و ہوا
و حسن جزیرے سے بالکل جاتی رہی اور سیر و تماشائے اوس سرزمین اور عجائب پھولون اور رنگ برنگ جانورون چرند و پرند سے نہایت محظوظ
و خوش ہوا اور ہر قدم پر ایک نیا تماشا اور نیا اعجوبہ دیکھکر نہایت لطف اوٹھایا یہان تک کہ وہ دونون ایسی جگہہ پونہچے کہ جہان سے
قلعے کی نظر پڑی وہ قلعہ بالکل زمرد کا بنا ہوا تھا اور گرد اوسکے بڑی وسیع عمیق ایک خندق تھی اور گرد خندق کے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے
کنجان بلند لگے ہوئے تھے جنکا سایہ سارے مکان کو ڈھانپے ہوئے تھا اور آگے محل کے دروازے کے پل تھا ایک سیپ کا بنا ہوا بارہ گز کا لنبا
نو گز کا چوڑا اور اوسکے سرے پر ایک پہرا جنات کا جنکی جسامت اور درازی کا کچھ حساب نہین کیا جاتا بیٹھا ہوا تھا تا کوئی قلعے مین بے اجازت
ہ کے سنجانے پاوے مبارک وہین ٹھہر گیا اور زین سے کہا اگر ہم ذرا آگے کو بڑھین یہ جن کہ واسطے چوکی پہرے کے بیٹھے ہین فی الفور ہمکو مار ڈالین اب
ہنے کے واسطے کچھ افسون پڑھنا ضرور ہی تا کہ وہ ہم پاس نہ آسکین یہ کہکے مبارک نے اپنی تھیلی سے کہ اوسکی کمر مین تھی چار بند زرتافتہ کے
نکالے ایک اوسنے اپنی کمر مین لپیٹا اور دوسرے بند کو اپنی پشت پر ڈالا دو بند باقی زین کو دیئے تا کہ وہ بھی بند اوسکے اون بندون کو اپنی کمر اور پشت مین

رکھے بعد اسکے اوسنے دو چادرین کپڑے کی زمین پر بچھائین اور اوسکے کنارونپر ہر ایک قسم کے سنگ فرش عمدہ قیمتی مثل مشک اور عنبر کے رکھے اور وہ دونون اون چادرون پر بیٹھے پھر مبارک نے زین الصنم شاہزادے سے کہا اب مین بادشاہ جنّات کو کہ اس محل مین جسے تم دیکھتے ہو بلاتا ہون اگر وہ غصے مین آیا تو جاننا ہم بڑی مصیبت اور آفت مین گرفتار ہونگے اور سمجھنا کہ ہمارے آنے سے اس جزیرہ مین خوش نہوا اور بہت شکل خوفناک مین بنکر آئیگا اور اگر وہ اچھی شکل آدم زاد مین خوش ہوکر آوے اس صورت مین تم اپنے مطلب کو پہنچوگے اور کسیطرح کا خوف خطرہ نہین ہوگا مگر تمکو چاہیے کہ جس وقت وہ تمھارے روبرو آوے تم سلام کرنا اور یہ چادر جسپر تم بیٹھے ہو زنہار اپنے بدن سے جدا نکرنا والا فی الفور ہلاک ہوگے اور اوسکی خدمت مین عرض کرنا کہ اے خداوند سلطان جنات کے میرے باپ نے جو تمھارا خادم قدیم تھا وفات پائی مین امیدوار ہون کہ جو عنایت اور نوازش اونپر تھی اب مجھپر ہو اگر وہ بادشاہ جن کا تمسے پوچھے کہ کون سی مہربانی کی تمھین درخواست ہے تم اوسکے جواب مین کہنا کہ وہ نوین تصویر الماس کی مجھے عنایت ہو غرض مبارک نے شہزادہ زین کو یہ سب امور تعلیم کرکے افسون پڑھنا شروع کیا بمجرد اوسکے پڑھنے کے برق شدت سے چمکنے لگی اور اوسکے بعد آواز سخت بادل گرجنے کی ایسی ہوئی کہ تمام جزیرہ لرزنے لگا اور تاریکی چارونطرف چھاگئی طوفان شدید شروع ہوا اور ہر چہار طرف سے آوازین ہولناک ہونے لگین اور زمین کانپنے لگی ساعت بساعت طوفان ترقی پر تھا گویا روز حشر کا نمودار ہوا ابھی اسرافیل صور لیکر پھونکینگے شہزادہ زین اس حال سے نہایت گھبرایا اور کلیجا اوسکا خوف سے دھڑکنے لگا مبارک نے شہزادے سے مسکراکر کہا گھبراؤ نہین جو کچھ کہ ہونا تھا وہ سب ہوچکا اب مطلع صاف ہوا جاتا ہے اتنے مین آواز برق اور رعد کی موقوف ہوگئی تاریکی جاتی رہی بادشاہ جن کا انسان خوش شکل کی صورت بنکے ظاہر ہوا زین نے بمجرد دو چار ہونے کے جسطرح سے کہ مبارک نے کہا تھا اوسکو دور سے جھک کر سلام کیا بادشاہ جن کا مسکراتا ہوا اوسکے پاس آیا اور کہا اے میرے فرزند مین تمھارے باپ کو بہت پیار کرتا تھا جب وہ میرے پاس آتا وقت رخصت کے اوسے مین ایک تصویر ہیرے کی بطور ہدیے کے دیتا وہ اوسے اپنے ساتھ لیجاتا اور وہی پیار والفت تمھارے ساتھ بھی مجکو ہے کتنے روز قبل مرنے کے مینے تمھارے باپ سے کہا تھا کہ تم سفید ساٹھن پر نوین ستون مین یہ مضمون کہ جیسے اے شہزادے تم پڑھکر آئے ہو لکھو اور ہمنے تمھارے باپ سے اقرار کیا تھا کہ یہ نوین تصویر مین تمھارے بیٹے کو دونگا اور تصویرین اون آٹھون سے جو تمھارے پاس ہین جو بصورتی مین کہین اعلیٰ اور افضل ہے مین نے ایفاء وعدے کے لیے صورت پیر مرد کی بنکر تمھین خواب مین آگاہ کیا تھا وہ پیر مرد مین اور مین نے ہی تمکو اوس خزانۂ مخفی سے آگاہ کیا جسمین تمنے خمین اشرفیون اور آٹھ تصویرین الماس کی پائین اور مجکو تمھارا مطلب معلوم ہے جسکے واسطے تم یہان آئے ہو خاطر جمع رکھو تم اپنے مطلب کو پہنچوگے اگر تمھارے باپ سے مین اوسکے دینے کا نہ بھی وعدہ کرتا تو بھی تمکو دیتا لیکن تم مجسے ایک امر کا وعدہ کرو اور اوسپر قسم کھاؤ وہ امر یہ ہے کہ تم پھر اس جزیرہ مین آؤ اور ایک لڑکی دوشیزہ پندرہ برس کی کہ نہایت حسین اور [illegible] میرے واسطے لاؤ مگر خبردار اوسکے ساتھ ارادہ خیال وارادہ نکرنا زین نے اسبات کو قبول کرکے قسم سخت کھائی اور عرض کیا کہ اگر ایسی لڑکی جیسی آپنے فرمائی مجھے بہم پہنچے ظاہر حال اوسکا حسن جمال سے تو معلوم کرسکتا ہون لیکن دل کا حال اوسکا کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ پاکدامن اور صاحب عصمت ہے یا نہین بادشاہ جن نے مسکراکے کہا سچ ہے واسطے دریافت کرنے حال باطن کے علم بنی آدم کو نہین بلکہ ہم بھی حال دل ایک دوسرے کا اپنے جنس سے دریافت نہین کرسکتے ہم تمھین ایک آئینہ دیتے ہین کہ اوس سے تمھین حال باطن کا معلوم ہوگا جب کوئی لڑکی حسین پندرہ برس کی تمھین بہم پہنچے تو تم اوسکی صورت اس آئینے مین

دیکھیو اگر وہ لڑکی صاحب عصمت اور فسق و فجور سے پاک و صاف ہوگی تمکو اوسکی صورت اس آئینے مین صاف نظر آئیگی وگرنہ آئینہ میلا
ہو رہیگا اور تیرہ و تار تمھین نظر پڑیگا کہ ہرگز شکل اوسکی تمکو اس آئینے مین محسوس نہوگی خبردار اس عہد و پیمان کو وفا کرنا نہین تو مین تمکو جان سے مار ڈالونگا زین نے
پھر اوس قول و قرار کو تازہ کیا اور کہا مین بہتر ہی ایفا وعدہ کرونگا بادشاہ جن نے ایک آئینہ زین کو دیکر کہا اے فرزند اب تم رخصت ہو اس آئینے کے
سبب سے تم اپنے مطلب کو پہونچوگے زین الاصنام اور مبارک بادشاہ جن سے رخصت ہوا اوس ندی پر پہونچے ملاح فیل چہرہ اوس کشتی کو لیکر حاضر ہوا
اور اوسیطرح اون دونونکو اپنی خرطوم سے لیکر کشتی مین بٹھایا اور ایک ساعت مین اونکو پار اوتارا مبارک وہان سے اپنے اسباب اور پیادونکو
لیکر شہزادہ زین سمیت شہر کہیرو کو روانہ ہوا جب وہ دونون کہیرو کو پہونچے زین نے چندروز واسطے رفع کرنے ماندگی راہ کے وہان پر سستا کر
مبارک سے رخصت چاہی تا بغداد کی طرف واسطے تلاش کرنے لڑکی کے کہ فرمایش بادشاہ جن کی تھی جاوے مبارک نے کہا کیا یہان لڑکیان حسین
نہین ہین اس شہر مین جسقدر تمھین خوش شکل و صاحب جمال ملین گی دوسرے شہر مین ملنا اونکا دشوار ہی زین نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر مجھے کیا معلوم
ہی کہ اس قسم کی لڑکیان کس جگہ سے ہاتھ آوینگی اور کیونکر مجھے بہم پہونچین گی مبارک نے کہا آپ اس سے خاطر جمع رکھین یہان ایک پیرزن ہی
کہ اوسکو تمام شہر کی لڑکیونکا حال خوب معلوم ہی مین اوسکو بلوا کے اس کام کے لیے مقرر کرتا ہون یقین ہی کہ وہ جس قسم کی لڑکی چاہو گے
بہم پہونچا دیگی غرض اوس پیرزال نے کہ فی الواقع وہ کامل اور اس فن مین اوستاد یکتا تھی عرصۂ قلیل مین بہت سی لڑکیان پندرہ برس کی
کہ حسن و جمال مین مانند آفتاب و مہتاب تھین بہم پہونچائین مگر جب زین اونکی شکل کو اوس آئینے مین دیکھتا تو اوسکو تیرہ پاتا ایسا کسیکو نپایا کہ جسکی
صورت دیکھنے سے اوس آئینے مین آئینہ صاف نظر پڑتا آخرناچار ہوکے زین اور مبارک دونون کہیرو سے شہر بغداد مین گئے اور وہان ایک اونچا مکان عالیشان کرایے کو
لیکر اوترے اور بڑی عظمت و شان اور جود و سخاوت سے رہنے لگے اونکا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا اور سیکڑون آدمی اوس شہر کے اونکے ساتھ
کھانا اور نعمتین کھاتے جو کھانا کہ بچ رہتا فقیرون اور مسکینون کو تقسیم کردیا جاتا غرض اوسکے جود و انعام سے ایک خلق بہرہ یاب اور آسودہ رہتی اور اوسکی
فیاضی کا شہرہ اوس شہر مین سب جگہہ پہونچا اتفاقاً اوس محلے مین ایک موذن مراد نام نہایت مغرور اور حاسد پایا جاتا تھا وہ بڑے آدمیون اور توانگرونکو
دیکھکر بہت جلتا اور حسد کیا کرتا اسواسطے کہ خود محتاج اور غریب تھا اور شامت حسد سے ہمیشہ اپنے اہل محلہ سے کہ صاحب مقدور تھے نفاق اور عداوت
رکھتا وہ حال سخاوت اور ہمت زین الاصنام کا سنکر نہایت مغموم ہوا ایکدن اوسنے بعد نماز مغرب کے مسجد مین بیٹھکر اپنے یارون سے کہ واسطے نماز کے
اوس مسجد مین آیا کرتے تھے کہا اے یارو مین نے سنا ہی کہ ایک شخص ہمارے محلے مین آکر اوترا ہی ہر روز سیکڑون ہزارون روپے صرف کرتا ہی کسیکو مین
اہل شہر سے نہین پاتا کہ جا اوسکے فیض و احسان سے شکرگزار نہو معلوم ایسا ہوتا ہی کہ شاید وہ رہزن یا چور ہی جو اس شہر آباد مین واسطے
غارتگری کے آیا تم سب اپنے تئین بچاؤ اسلیے کہ اگر خلیفہ کو معلوم ہوکہ ایسا بدمعاش شخص اس محلے مین رہتا ہی تو مبادا ہم تم بھی اوسکے جرم مین
مبتلا ہووین بھولے اوسکی باتین سنکر کہا فی الواقع ایسے بدکردار آدمی سے احتراز واجب ہی بلکہ ہمکو لازم ہی کہ ایسے شخص کی اطلاع کوتوال
شہر سے کردین غرض یہ گفتگو کرکے اپنے گھر مین آیا اور دل مین یہ قصد کیا کہ کل ضرور کوتوال سے جاکر حال بدمعاشی اس تازہ وارد یعنے زین الاصنام کا
ظاہر کیجے اتفاقاً مبارک نے بھی نماز مغرب کی پڑھکے ہمراہ اون نمازیون کے بیٹھکر سب گفتگو اوس موذن کی سنی فی الفور ایک تھیلی پانسو اشرفی
کی اور کچھ تھان ریشمی ایک بقچی مین باندھکر موذن کے گھر گیا وہ اوسکے آنیکی خبر سنکر اندر سے باہر نکل آیا اور سخت رو ہوکر مبارک سے

کہا کیا تمہارا کام ہی کہ میرے گھر آیا اور مجھسے کیا چاہتا ہی مبارک نے بہت غریبی اور ملائمت سے کہا مین مسافر تازہ وارد تمہارے ہمسایہ مین
آ کر رہا ہون یہ کہکے وہ تھیلی اشرفیون کی اور وہ بقچہ ریشمی تھانونکا اوسکے حوالے کیا اور کہا زین نے کہ جب تمہارے پڑوس مین آیا ہی تمہارا احوال
بزرگی کا سنکر مجھے تمہارے پاس بھیجا اور نہایت مشتاق آپکی ملاقات کا ہی اور یہ کہا ہی کہ یہ ہدیہ محقر قبول ہو اور مجھے ہمیشہ اپنا خادم اور ممنون سمجھا کرو
مراد اوس ہدیے کو لیکر نہایت خوش ہوا اور مبارک سے کہا میرا سلام نیاز اپنے شہزادے سے کہنا اور میری طرف سے عذر کرنا کہ مین بسبب حاضر
ہونے کے تمہارے حضور مین نادم ہون مجھکو آپ یا نہ ہو کر واسطے معاف کرنے قصور غیر حاضری کے عرض کرونگا الغرض دوسرے دن فجر کو مراد نے بعد
نماز صبح کے اپنے دوست نمازیون سے کہا بھائیو مجھے خوب معلوم ہوا کہ وہ شخص کہ اوسکا حال کل مین نے تمسے کہا تھا بہت اچھا آدمی ہی بدوضع
اور بدمعاش نہین بلکہ وہ شہزادہ ہی اب اوسکی کوئی بری بات جھوٹی حاکم سے جا کر کہنا چاہیے غرض مراد نے زین کی برائی جو اگلے دن اونکے
دلونمین جمائی تھی بالکل اوٹھائی اور اون سبکو اوسکی طرف سے صاف کیا پھر مسجد سے گھر مین جا کر لباس تکلف کا پہن واسطے ملاقات
شہزادے زین کے گیا زین نے بھی اوسکی بڑی خاطرداری کی پھر مراد نے زین سے کہا تمہارا بغداد مین آنیکا کیا سبب ہی اور بہت مدت سے تم یہان کس
مطلب کے لیے مقیم ہو زین نے کہا مین واسطے تلاش بی بی کے کہ نہایت حسین صاحب عصمت اور پندرہ برس کی ہو آیا ہون مراد نے کہا ملنا ایسی بی بی کا
کہ جو موصوف ان سب صفات سے ہو بہت دشوار ہی لیکن ایک لڑکی موصوف بہمہ صفات جیسا کہ تم بیان کرتے ہو میری دانست مین ہی
اوسکا باپ آگے وزیر تھا اب وہ مدت سے وزارت کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہی اور اوسنے اپنی لڑکی کو خوب تعلیم نماز روزے اور صلاح و تقوے سے کیا ہی وہ
لڑکی ساتھ حسن جمال ظاہری کے کمالات باطنی بھی رکھتی ہی مجھے یقین ہی کہ اگر تم وزیر کے پاس جا کر اوسکی درخواست کروگے تو وہ البتہ اوس
لڑکی کو تمھین دیگا زین نے کہا مین جب تک وہ سب صفات اوسمین نہ دیکھ لونگا ہرگز قصد نکاح کا اوسکے ساتھ نکرونگا مراد نے کہا کیونکر تم ان سب
امرونکو یکبارگی اوسمین دیکھ سکوگے یہ باتین بے مدت تک رہنے سہنے کے بی بی مین معلوم نہین ہوسکتین زین نے کہا مین اوسکی صورت دیکھنے سے
دریافت کرسکتا ہون کہ وہ بی بی موصوف ان صفات سے ہی یا نہین مراد نے ہنسکر کہا تم قیافہ شناس ہو کہ فقط صورت دیکھتے ہی سب حال اوسکا
معلوم کرلوگے پھر کیونکر مین اوسکے باپ سے اجازت ایکبار مونہہ دیکھنے لڑکی کی حاصل کرونگا تم اپنا امتحان اوس وقت کر لینا پھر زین نے مراد موذن
کے ساتھ جا کر وزیر سے ملاقات کی وزیر حال عالی خاندانی کا دریافت کرکے اپنی لڑکی کی شادی کرنیکو زین الصنم کے ساتھ راضی ہوا اور لڑکیکو اجازت دی
کہ ایکبار اس شہزادے کے سامنے ہو کر برقع اپنے مونہہ سے ایکدم اوٹھا لیجیو الغرض جب اوس وزیرزادی نے لباس فاخرہ اور جواہر گران بہا پہنکر اور اوس شہزادے کے
سامنے ہو کر نقاب کو اپنے چہرہ نازنین سے اوٹھایا شاہزادہ زین الصنم اوسکے حسن جمال کو دیکھکر ہزار جانسے فریفتہ اور عاشق زار ہو گیا اور اپنے دل مین
خیال کیا جو ہو سو ہو مین خود اسکے ساتھ شادی کرونگا اور بادشاہ جن کو نہ دونگا پھر زین نے اوس آئینے مین اوسکی شکل دیکھی آئینے مین اوسکی صورت
نہایت صفائی کے ساتھ نظر پڑی اور وہ آئینہ مانند آفتاب کے چمکنے لگا اس امتحان سے بھی اوسکی خاطر جمع ہوئی اور جیسا ڈھونڈھتا تھا
ویسے ہی اوسکو پایا پھر وزیر نے قاضی کو بلوا کے اوسکا عقد باندھ دیا اور تین روز تک شہزادے کو اپنے گھر مہمان رکھ کے سب رسوم شادی کے
بڑے تکلف سے جو مروج اوس وقت مین تھے عمل مین لایا بعد اسکے شہزادے زین نے اپنے گھر مین جا کر بہت زیور مرصع قیمتی
لاکھونکا مبارک کے ہاتھ وزیر کے گھر واسطے وزیرزادی کے بھیجا وزیر نے لڑکیکو بہت جہیز دیکر مبارک کے ساتھ رخصت کیا شادی کی بڑی دھوم دھام

کے ساتھ شہر بغداد مین مشہور ہوئی اور زین نے وہان کے امیرون اور وزیرون کی دعوت بڑے تکلف سے موافق اپنے نام و نشان کے کی
جب ضیافت سے فراغت ہوئی مبارک نے کہا اب یہان رہنا ضرور نہین کیرو چلو اور جو اقرار تمنے بادشاہ جنات سے کیا ہی اوس پر ثابت قدم رہو
اوسکو فراموش نکرو زین نے کہا مین تو اس عروس پر عاشق زار ہون کیونکر اسے بادشاہ جن کو دون اب اس بی بی کو مین بانسر لیجا کر اپنی ملکہ
بناتا ہون مبارک نے کہا زنہار ایسا کام نکرنا بادشاہ جن کو یہ امر مخفی نہین رہیگا اور وہ قبل اسکے کہ تم اوس سے تمتع پاؤ آکر تمکو ہلاک کریگا اور زبردستی
کو اپنے ساتھ لیجائیگا اس خیال محال کو اپنے دل سے نکالو جس طرح سے بنے موافق اپنے قول و قرار و قسم کے اس بی بی کو اوسکے پاس پہونچاؤ
کہ اوسکے موافق رہنے سے تمھارے حق مین اچھا اور سراسر تمھاری اسمین فلاح اور بہبود ہی تب زین نے اپنا دل سخت کرکے کہا تم اس نازنین کو
مجھسے چھپاؤ پھر اسکو مین دیکھنے نپاؤن مبارک طیاری سفر کی کرکے شہزادے اور عروس سمیت کیرو کو روانہ ہوا اور وہان سے اونھون نے
راہ جزیرہ بادشاہ جنات کی لی اثنائے راہ مین وہ بی بی اوس سفر دور و دراز سے بہت ماندی ہوئی اور شہزادہ زین کو کہ روز عقد سے نہین دیکھا تھا
گھبراکر مبارک سے پوچھا اور کہا کہ باوجود اسقدر سفر کرنے کے ہم ابتک اپنے شوہر کے ملک مین نہین پہونچے اور مین نے سوائے روز عقد کے اوسکی صورت
نہین دیکھی اسکا کیا سبب ہی مبارک نے کہا بی بی اب محل دروغ کہنے کا نہین ہی سچ یون ہی کہ تم صورت زین الصنم شہزادے کی کبھی نہ دیکھوگی اور اوسنے
تمھارے ساتھ جو عقد کیا ہی بانسر لیجانے کیواسطے نتھا بلکہ تمکو بادشاہ جن کے واسطے کہ اوسنے زین سے تم ایسی بی بی کی درخواست کی تھی بغداد سے
لایا ہی یہ سنکر وہ بی بی رونے لگی اوسکے رونے سے مبارک اور شہزادہ زین دونون نہایت ملول اور غمگین ہوئے پھر اوس بی بی نے کہا میرے حال پہ
رحم کرو یہان میرا کوئی نہین مین بیکس بیسافر ہون تم خدا کو اوس امر کا کہ میرے تئین فریب سے یہان لا کے ارادہ میری ہلاکت کا رکھتے ہو کیا جواب روز حشر کے
دوگے بہرکیف اسی حال گریہ و زاری مین اوس لڑکی کو حضور مین بادشاہ جن کی لیگئے اور اوسے سونپ دیا بادشاہ جن نے اوس لڑکی کو دیکھکر بہت پسند کیا
اور خوش ہوکے زین سے کہا تمنے اپنا وعدہ پورا کیا جیسا کہ مین چاہتا تھا ویسی ہی بی بی تم میرے واسطے لائے اور مین تمسے نہایت راضی و خوشنود ہوا اب تم
جلد یہان سے اپنے ملک کو جاکر اوس تہ خانے مین جہان تمنے خزانہ پایا ہی داخل ہو وہان تم نوین تصویر الماس کی کہ اوسکے دینے کا مین نے تمسے اقرار کیا ہی پاؤگے
شہزادہ زین بادشاہ جن سے رخصت ہوکے متوجہ کیرو کو ہوا وہان پہونچکر اندک توقف کیا اور پھر اشتیاق مین نوین تصویر کے فوراً بانسر اکو روانہ ہوا مگر تمام راہ
اوس عروس کو یاد کرکے روتا اور کہتا بڑا افسوس ہی کہ ہم فریب سے اوس نازنین کو اوسکے باپ شفیق سے جدا کرکے اوسکو قتل کرنیکے لیے جن کو دے آئے
اسی فکر و اندیشے مین وہ بانسر اکو پہونچا اوسکے وزرا و امرا وغیرہ صغیر و کبیر کمال خوش ہوئے پہلے زین اپنی مان کے پاس گیا اور سب حال سفر کا اول سے
آخر تک کہا اوسنے کہا اب تم جلد اوس نوین تصویر کو پاؤگے اوس تہ خانے مین چلو جہان بادشاہ جن نے تمھین اوسکے دینے کا وعدہ کیا ہی مگر زین الصنم
فراق مین عروس زیادہ کے آرزو نوین تصویر کی بھول گیا اور دل مین کہنے لگا اب مین بے اپنی معشوقہ کے وہ نوین تصویر لیکر کیا کرونگا مین اوس سے درگذرا
خدا اوس معشوقہ کو کسیطرح سے مجھکو دلوائے آخرالامر زین الصنم نہایت افسردگی کے ساتھ اور ملکہ اوسکی مان نوین تصویر لینے کو اوس تہ خانے مین
اوترے اونھون نے اوسمین جاکر نوین سنگ پایہ پر بجائے نوین تصویر کے ایک بی بی کو بیٹھے ہوئے دیکھا شہزادے نے اوسے دیکھکر پہچانا کہ یہ وہی بی بی ہی جسے
ہم بادشاہ جن کو دے آئے تھے وہ اس امر کو دیکھکر نہایت حیران ہوا اور ششدر کھڑا رہگیا بی بی نے شہزادے زین سے کہا تمھاری حیرانی اور تعجب
شاید اسواسطے ہی کہ بجائے میرے تم اور کسی چیز کے کہ جو مجھسے اچھی ہی امیدوار تھے شہزادے زین نے کہا بی بی اسواسطے ہم حیران نہین ہین جسکو تمنے

خیال کیا بلکہ تم ایسی نعمت غیر مترقبہ کو پاکے نہایت مسرور اور انبساط سے ہم تحیر مین تھا انکو دیکھ کے عشق و محبت بی بی کیطرف کھینچنے لگا ہوا
اور تمھارے ہی غم و الم مین میرا دن رات کٹتا تھا کہ کیا بڑا کام کیا جو ایسی محبوبہ کو ایسی جگہ خطرناک مین چھوڑ آئے مگر کیا کرین کیا اسمین مجبور تھا
اسواسطے کہ بادشاہ جن نے مجھے قسم دی تھی کہ مین اچھے ایک بی بی تم ایسی حسین اور صاحب عصمت پونہچاؤن اور اگر اسمین خلل کرا وہ بادشاہ
جن کا مجکو جان سے مار ڈالتا ہر چند اثناے راہ مین مینے چاہا کہ اوس سے خلاف وعدہ کرکے تمھین اپنے ملک مین لے آؤن اور نوین تصویر یا اسکے عوض بادشاہ جن
مگر میرے رفیق نے کہ میرے ہمراہ تھا بخوف بادشاہ جن کے مجکو اس ارادے سے باز رکھا اب اونے عوض اوس صبر و شکیبائی کے تمھین بیٹھے
مجھے عنایت کیا اور تم ہزار درجے مجھے ان تصویرون الماس بلکہ تمام دولت دنیا سے بہتر اور پسندیدہ ہو زین یہ باتین کہہ چکا تھا کہ دفعۃً ایک آواز رعد کی
آئی اور وہ تہ خانہ ہلنے لگا اور ہان شہزادے کی اس حال کے دیکھنے سے ڈر گئی اتنے مین بادشاہ جن آدمی کی شکل بنکے ظاہر ہوا اور کہا ای ملکہ مین تمھارے
بیٹے کو نہایت دوست رکھتا ہون جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس نازنین بی بی پر عاشق ہے فقط اپنا قول پورا کرنے کیواسطے بمجبوری تمام مجھے اس بی بی
کو دیا اب مینے اوسکی خاطر کیواسطے اس بی بی کو یہان لا کے پونہچا دیا اب یہ بی بی اوسکو مبارک ہو اور خبردار ای شہزادی اسی محبت اور پیار سے اسکے ساتھ رہنا اور کوئی
اور بی بی کر کے اسکو آزردہ خاطر نکرنا پھر اوس نوین تصویر کو بھی دیا اور شہزادے سے رخصت ہو غائب ہو گیا بادشاہ نے اوس بی بی کے ساتھ جشن کرکے
شادی کی کہ سب لوگ اس بی بی کو اچھے ملکہ بانسر الکھا کرین پھر بعد دراز تک زین بادشاہ بانسر کیا اور وہ ملکہ اسپین و نوبیجن عیش عشرت کے ساتھ اوس ملک مین بسر کرتے رہے

قصہ شہزادے خداداد اور شہزادی دریابار کا

اس قصے کے ضمن مین ذکر سلطنت دریابار کا بھی کیا جاتا ہے شہر ہیرن مین ایک بڑا بادشاہ عظیم الشان رعیت پرور
خلائق دوست موصوف بجمیع صفات نیک کے تھا حق تعالی نے سب کچھ اوسکو دیا تھا مگر وہ سواے اولاد کے کوئی خواہش
اور تمنا اپنے دل مین نہین رکھتا تھا اگرچہ اوسکے محل مین بہت بیبیان خوبصورت تھین لیکن کسی سے اولاد نتھی ہمیشہ وہ جناب احدیت مین
واسطے ہونے فرزند کے دعا مانگا کرتا ایک رات اوسنے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص مقدس صورت پاکیزہ شکل اوس سے کہتا ہے کہ ای بادشاہ دعا تیری
قبول ہوئی فجر کو اوٹھکر نماز پڑھ اور دعا مانگ اوسکے بعد تو اپنے پائین باغ مین جا اور باغبان سے ایک انار منگوا کر اوسکے دانے موافق
اپنی خواہش کے کھا حق تعالی تجھپر فضل و کرم کریگا بادشاہ نے فجر کو اوٹھکر رات کا خواب یاد کیا اور خدا کا شکر بجا لایا پھر نماز پڑھکے دو زانو ہو
دعا مانگی بعد اسکے اوٹھکر باغ مین گیا اور باغبان سے ایک انار منگوا کر پچاس دانے گنکر کھائے اسواسطے کہ پچاس بیبیان خوبصورت رکھتا تھا
اوس روز سے باری باری ہر ایک کے پاس شب کو جا کر سونے لگا خدا کی قدرت سے سب بیبیونکو اوسکے حمل ظاہر ہوا مگر ایک بی بی کو
کہ اوسکا نام پیروز تھا آثار حمل کے ظاہر نہوے اسلیے بادشاہ کو اوس سے نفرت ہوئی اور دل مین کہا کہ اسکا بانجھ ہونا دلیل ہے اس بات پر
کہ حق تعالی نے اسے شوم اور کمبخت سمجھ کر نہ چاہا کہ یہ بھی مان شہزادے کی ہو پھر اوسنے چاہا کہ پیروز کو مروا ڈالے وزیر نے اوسکی شفاعت کی
اور بادشاہ کو سمجھایا شاید پیروز بھی حمل سے ہو اور اوسکا حمل مثل اورونکے محسوس نہوتا ہووے اس صورت مین ہلاکی اوسکی درحقیقت
ایک شہزادے کی ہلاکی ہے تب بادشاہ نے کہا اچھا اوسکو مار ڈالنا نہین مگر میرے شہر مین نرہے کہ مین اسکو دیکھ نہین سکتا وزیر نے عرض کیا بہت
اچھا اس بی بی کو اپنے بھتیجے کے پاس کہ اوسکا نام سمیر ہے بھیج دیجیے بادشاہ نے وزیر کے کہنے پر عمل کرکے پیروز کو شہر سمریا مین بھیج دیا اور اپنے

بھیجے کو ایک خط لکھا کہ اس بی بی کو ہم تمھارے پاس بھیجتے ہین اگر اسکا حمل ظاہر ہو یا کوئی لڑکا اسکے بطن سے پیدا ہو تو فوراً اوسکی اطلاع کرنا پیروز شہر سمریا مین جا کر بعد پورے ہونے ایام حمل کے بیٹا جنی اور وہان ایک شہزادے کی کہ جو حسن مین مانند ماہ روشن کے تھا ہوئی شہزادہ سمیر نے بادشاہ ہیرن کو خط لکھکے آگاہ کیا کہ پیروز کے بطن سے شہزادہ پیدا ہوا آپکو حق تعالیٰ مبارک ہمایون کرے بادشاہ کو اس خبر سے نہایت خوشی ہوئی اور اوسکے جواب مین شہزادے سمیر کو لکھا کہ یہان خدا کے فضل و کرم سے سب بیبیون کے بطن سے بھی ایک ایک شہزادہ پیدا ہوا ہی اور مین پیروز کے بیٹا ہونے سے نہایت خوش ہوا تم اوس شہزادے کا نام خداداد رکھو اور اوسکی بخوبی پرورش اور حفاظت کرو بعد اسکے جو تمکو اوسکے تولد کے رسوم کرنے مین درکار ہوگا یہان سے بھیجدیا جائیگا شہزادہ میر شہزادہ خداداد کی پرورش مین بدل مصروف رہنے لگا جب خداداد قابل تربیت کے ہوا اوسنے سواری گھوڑے کی اور تیر اندازی اور سب علم و فن کہ شہزادونکو اونکا جاننا ضرور ہی سکھائے اور شہزادہ ہر ایک فن مین کامل اور بے نظیر ہوا جب اٹھارواں برس لگا تو وہ حسن و جمال اور قوت و شجاعت مین ایسا ہوا کہ مثل اوسکے دنیا مین نتھا اوسنے اپنے مین ہمت اور جرأت پاکے ایکدن اپنی ماں پیروز سے کہا مجھے تم اجازت دو کہ شہر سمریا کو چھوڑ کر نبردگاہ تلاش کرون اور اپنی شجاعت و قوت کو آزماؤن میرا باپ بادشاہ ہیرن کا کئی دشمن رکھتا ہی بالفعل کئی بادشاہ جو آزار کے چاہتے ہین کہ اوسپر فوج کشی کرین حیران ہون کہ ایسے وقت مین کیون مجکو نہین بلاتا اور شریک اس مہم سخت کا نہین کرتا باوجود اس قوت اور زور خداداد کے کہ مجھ مین ہی اس وقت مین مجھے یہان بیٹھے رہنا مناسب نہین گو میرا باپ میری طاقت اور ہمت سے واقف نہین اور مجکو یاد نہین فرمایا مگر مجکو آپ لازم ہی کہ اپنے باپ کی حضور مین ایسے وقت حاضر ہون جبتک کہ میرے بھائی قابل نبرد اور مقابلہ کرنے حریف کے ہوئین مین اس خدمت کو بجا لاؤن ماں نے کہا اے میرے پیارے فرزند اگرچہ مجھے کسیطرح سے تمھاری مفارقت گوارا نہین مگر ایسے وقت مین کہ دشمنون نے ہر چہار طرف سے تمھارے باپ پر یورش کی ہی تمھین وہان حاضر ہونا ضرور ہی بشرطیکہ وہ تجکو اپنی مدد کیواسطے بلوا بھیجے خداداد نے کہا ایسے وقت مین انتظار اوسکے طلب کی مین نہین کر سکتا اور سوا اسکے مجکو اپنے باپکے دیکھنے کا اشتیاق اسقدر ہی کہ اگر مین جا کر اوسکو نہ دیکھون اور قدمبوس نہون یقین ہی کہ ہلاک ہو جاؤن مین وہان بطور اجنبی اور پردیسی بن اوسکی خدمت بجا لاؤنگا جبتک کہ اوس بادشاہ کی خدمت نمایان مجھسے نظاہر ہوگی مین ہرگز اپنے تئین اوسکا بیٹا نہ ظاہر کرونگا مثل پردیسیون کے اوسکا نوکر رہونگا اور قبل اسکے کہ بادشاہ مجکو اپنا بیٹا جانے اور دریافت کرے ایسی خدمت اور عرقریزی کرونگا کہ بعد دریافت کرنیکے نہایت پیار اور عنایت میرے حال پر فرمائے اور مثل اوسکی ماں پیروز کے شہزادہ سمیر بھی خداداد کے جانیکا روادار نتھا اوسکو جانے سے مانع ہوا مگر ایکدن وہ شہزادہ بہانے شکار کے ایک گھوڑے نقرئی رنگ پر کہ اوسکی لگام اور رکاب سونے کی اور زین وغیرہ ساز و سامان جواہر نگار اور گرد اوسکے جھالر موتیونکی لگی ہوئی تھی سوار ہوا اور ایک تلوار ہیرے کے قبضے کی کہ اوسکی کاٹھی صندل کی تھی اور لعل و زمرد اوسپر جڑے ہوئے تھے جڑاؤ پرتلے مین ڈال اور کمان و ترکش جواہر نگار کو اپنے بازو پہ لٹکا سمریا سے روانہ ہوا اور چلا مع اپنے رفیقون اور مصاحبون کے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ شہر ہیرن مین پہنچا اور فرصت پاکے بادشاہ کا سامنا کیا اور آداب بجا لایا بادشاہ اوسکے حسن و جمال پر جوش خوبی کے اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور نہایت مہربانی سے اوسکو نزدیک بلا کے نام اور نسب پوچھا خداداد نے کہا خداوند مین ایک امیر کا فرزند ہون رہنے والا شہر کیرو کا بشوق سیاحت کے اپنے شہر کو چھوڑ کر ملکونکو دیکھتا اور سیر کرتا ہوا آپکی حضور مین آیا ہون اور مین نے سنا ہی کہ آپکو بالفعل کوئی مہم درپیش ہی چاہتا ہون کہ اس مہم مین اپنے جوہر شجاعت اور بہادری کے آپکو دکھلاؤن بادشاہ اوسکی گفتگو دلیرانہ اور ہمت مردانہ کو سنکر نہایت خوش ہوا اور اپنی فوج کا اوسے افسر کیا اوسنے فوج کو ملاحظہ کرکے سب افسرونکی

خاطرداری اور سپاہ کی بھلوئی کرکے سبکو اپنے حسن سلوک اور خوش مزاجی سے راضی کیا اور فوج کو دیکھہ اور ضبط اور ربط اور طیاری
سامان اور اسباب حرب کی ایسی کی کہ بادشاہ اوسکو ملاحظہ کرکے بہت خوش ہوا اور اوس شہزادے کو سوا عہدہ سپہ سالاری فوج کے اپنا مصاحب
خاص کیا اور سب وزیر و امیر اوس بادشاہ کے خداداد کو نہایت معزز اور مکرم جانکر دل سے اوسکے ساتھہ پیار و الفت سے پیش آئے اوسکے رو برو
سب شہزادے بادشاہ اور خلائق کے نزدیک بیقدر اور کم رتبہ ہوگئے شہزادے اوسکے رتبے اور منزلت پر رشک کرنے لگے مگر خداداد اپنی حسن صفات
اور بلاغت سے وقت اختلاط اور گفتگو کے بادشاہ کو بہت محظوظ رکھتا اور بیش از بیش مورد الطاف بادشاہی کا ہوتا جو غنیم کہ قصد
یورش کا ملک ہیرن پر رکھتے تھے طیاری اور آراستگی فوج و درستی اسباب و سامان جنگی کے سنکر اپنے ارادے سے باز آئے رفتہ رفتہ بادشاہ نے
اوسکی عقل اور دانشمندی پر اعتماد کرکے سب شہزادونکو اوسکے سپرد کیا تاکہ تعلیم و تربیت ہوں اگرچہ خداداد سن مین اپنے بھائیوں کے
برابر تھا لیکن اب وہ اپنی لیاقت سے سبکا حاکم ہوا اس امر سے اور بھی شہزادے اوسکے دشمن ہوئے اور آپسمین کہنے لگے کہ اس بادشاہ کو کیا ہوگیا کہ ایک اجنبی
کو اتنا پیار کرتا ہی کہ ہم سب پر اوسکو حاکم کیا اب ہم کوئی امر بے اوسکی اجازت کے نہین کر سکتے یہ امر ہمکو سخت ناگوار ہی ایسی کچھہ تدبیر کیا چاہیے
کہ اس اجنبی کو یہان سے نکالین اور بادشاہ کی نظر مین اوسکو ذلیل و خوار کرین ایک نے کہا تنہا پاکر ہم سب اوسکو ملکر مار ڈالین دوسرے نے کہا اسطرح سے
اوسے قتل کرنا ہمارے حق مین مفید نہوگا اسواسطے کہ بادشاہ کو یہ امر مخفی نرہیگا وہ ہمارا دشمن جانی ہو جائیگا خدا جانے ہمارے ساتھہ کس بد سلوکی
سے پیش آئے اس سے یہ بہتر ہی کہ اوس سے اجازت شکار کی لیکر کسی طرف کو چلے جاوین اور ایک مدت تک کسی شہر کو کہ یہان سے فاصلے بعید پر ہو رہین اس سبب سے
بادشاہ کو ہماری جدائی کا بڑا رنج ہوگا آخر ناراض اور بدگمان ہو کر اوسکو ہلاک کر ڈالیگا اسطرح سے اوسکا دفع کرنا قرین صلاح کے ہی سب شہزادونے کہا یہ تدبیر
سب سے بہتر ہی پھر اون سب نے خداداد کے پاس جاکے کہا اگر ہمکو اجازت ہو تو ہم سب بھائی ملکے تھوڑی دور تک واسطے سیر و تماشے اور کھیلنے شکار کے جاوین شام تک
ادھر سے پھر آوینگے خداداد نے اونکے فریب مین آکر اجازت دی وہ سب بھائی شکار کا بہانہ کرکے چلے گئے اور پھر نہ پھرے تیسرے روز بادشاہ نے جب اون سبکو نہ دیکھا تو پوچھا
کیا سبب ہی کہ مین شہزادونکو نہین دیکھتا ہوں اوسنے عرض کیا خداوند تین دن کا عرصہ ہوا کہ وہ سب واسطے شکار کھیلنے کے ایک دن کی رخصت
لیکے گئے تھے آج تیسرا دن ہی کہ ابتک شکارگاہ سے نہین پھرے غلام اس سے نہایت متردد ہی پھر جب کہ ایک مدت گذر گئی اور وہ شہزادے پھر کر نہ آئے بادشاہ
تب دلگیر ہوا اور اپنے غصے کو ضبط کرکے خداداد سے کہا اے غافل اجنبی تونے اتنی جرأت اور دلیری کی کہ میرے شہزادونکو شکار جانے کی رخصت دی اور آپ اونکے
ساتھہ نگیا اب تیرے حق مین بہتر ہی کہ تو جاکے اونکو جہان سے جانے جلد ڈھونڈھ کے لے آ والا تجکو بیشک جان سے مار ڈالونگا خداداد بادشاہ کا ایسا سخت
خطاب و عتاب سنکر ڈرا اور فوراً طیاری کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور واسطے تلاش کرنے شہزادون کے شہر چھوڑ ایک سمت کو روانہ ہوا شہر بشہر اور دہ بدہ مانند چرواہے
کے کہ جسنے اپنی بکریون کے گلے کو گم کیا ہو اونکو تلاش کرتا پھرتا تھا جب اوسنے کہین اونکا نشان اور پتا نہ پایا سخت ملول اور دلگیر ہوکے کہنے لگا اے میرے
بھائیو تمکو کیا ہوا اور تم کہان ہو شاید کسی دشمن قوی کی قید مین پڑے ہو کہ جہان سے نکل نہین سکتے جب تک تم مجھے نملوگے مین شہر مین نجاونگا
کہ موجب نہایت غم و الم بادشاہ کا ہوگا آخر وہ جنگل جنگل ڈھونڈھتا ہوا ایک بڑے وسیع میدان مین پہونچا کہ اوسکے درمیان مین ایک
محل سنگ سیاہ کا بنا ہوا تھا یہ پھرتا پھرتا نیچے اوس محل کے جا کھڑا ہوا اور کھڑکی مین محل کے ایک بی بی جوان حسین شکیل کو پریشان حال
بیٹھے دیکھا سر کے بال کھلے ہوے اور کپڑے ٹکڑے ٹکڑے رنگ اوسکے چہرے کا زرد بڑے غم و الم مین گرفتار اور کچھہ کہہ رہی ہی خداداد نے کان لگا کر سنا

تصویر خداداد اور حبشی کی جنگل مین روبروے محل کے جنگ کرنے کی اور شہزادی کی کھڑکی سے نگران

کہ وہ کہتی ہی ای جوان اس خوفناک جگہہ سے بھاگ ورنہ ابھی ایک ظالم کے ہاتھہ مین کہ اس مکان مین رہتا ہی گرفتار ہو جائیگا مالک اس مکان کا
ایک زنگی آدم خوار ہی کہ اس محل مین رہتا ہی جو اجل رسیدے کہ اس میدان مین آتے ہین اونکو پکڑ کر ایک نہ خانۂ تنگ و تار مین اپنے کھانیکے لیے بند
رکھتا ہی خداداد نے کہا بی بی مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہانکی رہنے والی ہو اوسنے کہا مین شہر کیردکی رہنے والی ہون بغداد کو اپنے شہر سے
جاتی تھی کہ گذر میرا اس میدان نحس مین ہوا اور اوس زنگی سے دوچار ہوئی اوسنے سب میرے نوکرونکو مار کر مجھے اس مکان مین رکھا ہی
اب مجکو اپنی زندگی خوش نہین معلوم ہوتی اس جینے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہی اسواسطے کہ وہ حبشی پلید اوپر میری خواہش رکھتا ہی اور مین نے
اس گھڑی تک اپنے تئین اوس ناپاک سے بچایا اگر کل کے دن مین اوسکا کہنا نکرونگی تو وہ مجکو بیشک مار ڈالے گا اب مین اپنے جینے سے ہاتھہ دھوئے
بیٹھی ہون مگر تم کیون اپنی جان دینے کو یہان آئے ہو جلد بھاگو وہ واسطے تلاش کرنے مسافرون کے گیا ہی ابھی آتا ہوگا اور وہ بہت دور سے
اس میدان کو دیکھا کرتا ہی ہنوز وہ بی بی یہ باتین کرتی تھی کہ وہ حبشی نمودار ہوا وہ ایک غول بیابانی تھا نہایت جسیم اور بھیانک صورت
اور ایک بڑے زبردست ترکی گھوڑے پر سوار بھاری تیغا بازو سے لٹکائے ہوئے سوار ہو سکے اور کسی کا مقدور نتھا کہ اوس تیغے کو ہاتھہ سے اوٹھا سکے
شہزادہ خداداد اوسکی شکل مہیب دیکھکر ہراسان ہوا اور خدا سے دعا مانگی کہ اوسکو اوس دیو پر ظفریاب کرے پھر تلوار کو نکال کر بڑی دلاوری اور ثابت قدمی
سے اوسکے پہونچنے کا منتظر ہو کے کھڑا ہوا جب وہ حبشی قریب پونہچا شہزادے کو نہایت ضعیف و کمزور جانکر قصد اوسکی جنگ کا نکیا چاہتا تھا
کہ اوسے زندہ پکڑ لے خداداد نے اوسکے بشرے سے دریافت کیا کہ وہ قصد لڑنیکا مجسے نہین رکھتا جلدی سے ایک ہاتھہ تلوار کا اوسکے زانو پر
ایسا مارا کہ وہ حبشی غصے مین آکر چلانے لگا اور اوسکے شور سے وہان میدان مین ایک تہلکا سا پڑ گیا پھر اوس حبشی نے جھنجلا کر ایک ہاتھہ
تلوار کا خداداد پر اسطرح مارا اگر وہ اپنی اوستادی اور گھوڑے کی چالاکی سے خالی ندیتا صاف مثل خیار کے دو ٹکڑے ہو جاتا جب اوس حبشی کا وار
خالی پڑا خداداد نے جھپٹ کر ایک ہاتھہ تلوار کا اوسے اور مارا کہ دہنا ہاتھہ اوسکا قلم ہو کے تلوار سمیت زمین پر جا گرا پھر ایکدم کے بعد وہ مضطر ہوا
اور آسن اوسکا مع رکاب چھٹکر زمین پر آ رہا خداداد نے فی الفور گھوڑے سے اوتر اپنے دشمن کا سر تن سے کاٹ پھینکدیا وہ بی بی کھڑکی سے
یہ سب حال دیکھتی اور خدا سے اوس جوان بہادر کیواسطے دعا مانگتی تھی جب اوس حبشی کو مقتول اور شہزادے خداداد کو فتحیاب دیکھا نہایت
خوش ہوئی اور خداداد سے پکار کر کہا شکر خدا کا کہ اوسنے اس موذی کو تمھارے سبب سے نیست و نابود کیا اب تم اوپر اس مکان کے میرے پاس آؤ اور کنجی قلعے
کی کہ وہ حبشی اپنے پاس رکھتا تھا لیکر دروازہ قلعے کا کھولو خداداد نے اوسکی جیب سے گچھا بہت سی کنجیونکا نکالکر دروازہ قلعے کا کھولا اور ایک بڑے
مکان مین جہان وہ بی بی تھی گیا بی بی اوسکو آتے دیکھکر استقبال کیواسطے دوڑی اور چاہا کہ اوسکے قدمون پر گرکے قدمبوس ہو لیکن خداداد نے
اوسے باز رکھا پھر اوس نے خداداد کی بڑی تعریف کی اور سب پہلوانون روے زمین پر اوسکو ترجیح دی خداداد نے اوس سے صاحب سلامت
کی نزدیک سے وہ بی بی ایسی صاحب جمال اور حسین معلوم ہوئی کہ ویسی دور سے نہین نظر آئی تھی خداداد اوسکو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر وہ دونون
آپسمین بیٹھکے باتین کرنے لگے کہ یکایک آواز آہ و نالے کی خداداد نے سنی پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہی اور کہان سے آتی ہی اوس نے ایک دروازے
کیطرف کہ اوس مکان کے تہ خانے مین تھا اشارہ کر کے کہا یہان سے آواز آتی ہی اس مکان مین بہت آدمی کہ اپنی بدنصیبی سے اوس حبشی کے ہاتھہ گرفتار
ہوے تھے قید ہین ہر روزہ دیو ایک کو ان مین سے کباب کر کے کھاتا تھا خداداد نے کہا موجب میری بڑی خوشی کا ہوگا کہ مین اون سب کو

اس قید سے نکالون چلو مجھے بتاؤ کہ وہ کس مکان مین بند ہین پھر وہ دونون اوس جگہ آئے جہان وہ سب آدمی قید تھے ایک کنجی کو قفل مین لگا کے
چاہا کہ دروازہ زندان کا کھولے مگر وہ کنجی نہ لگی تب اوسنے دوسری کنجی کو لگا کے قفل کھولا اتنے عرصے مین کہ وہ دروازے کو کھولے اونکا
شور و غل اور زیادہ ہوتا تھا خداداد کو اس امر سے زیادہ رنج ہوا کہ اتنی بے صبری اور اضطراب کیون کرتے ہین اوس بی بی نے کہا
ہمارے پاؤنکی آہٹ اور قفل کی کھڑکھڑاہٹ سے وہ جانتے ہین کہ بموافق معمول کے وہی نگی آیا ہے ہم مین سے ایک کو واسطے کھانے کے لیجائیگا
ہر شخص یہی خیال کرتا ہے کہ آج مجھی کو کباب کریگا اسلیے سب کے سب خوف سے گھبراتے ہین اور دو چند شور و غل مچاتے ہین اور آوازاونکی اوس
تہخانے سے ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا زمین کے تلے یا کوئین مین بولتے ہین آلغرض جب شہزادے نے دروازہ اوس قید خانیکا کھولا
ایک زینہ بہت دھالو نکا اوسے نظر پڑا اوس زینے سے اوترکر وہان پونہچا تہ خانے کو نہایت تنگ و تار اور عمیق پایا سو مسافر سے زیادہ
اوسمین قید تھے اور ہاتھ ہر ایک کے زنجیرون سے بندھے خداداد نے اونسے کہا اب تم ڈرو نہین اوس حبشی کو مین نے جان سے مارا ہی خدا کا شکر کرو کہ اوس نے
تمھارے دشمن کو نیست و نابود کیا وہ قیدی اس مژدے کو سنکر نہایت خوش اور مطمئن ہوے پھر خداداد اور اوس بی بی نے اونکے ہاتھ پاؤنکو کھولنا
شروع کیا اور جو کہ زنجیرون سے چھوٹ جاتے تھے وہ بھی شہزادے کی مدد کرتے تھے غرض ایکدم مین سبکو کھولکر اوس قید سے باہر نکالا وہ سب
خداداد کے قدمبوس ہوکر شکر بجا لائے اور اوسکے حق مین دعاے خیر کی جب وہ سب قیدی دالان مین کہ جہان آفتاب کی خوب روشنی تھی آئے خداداد ان
قیدیونکے درمیان اپنے بھائیونکو کہ جنکی تلاش کے واسطے نکلا تھا دیکھکر بہت متحیر ہوا اور اونسے کہا کہ شکر خدا کا تم سب صحیح و سالم ملے تمھارا باپ
مفارقت مین تمھاری نہایت اندوہگین اور ملول ہی خدانخواستہ تم مین سے کسیکو اوس دیو نے تو نہین کھایا پھر سب اپنے بھائیونکو گنکے اوس جماعت سے
الگ کیا وہ خوشی سے ایک دوسرے کے گلے ملے پھر خداداد نے سب لوگونکو کہ قید سے چھوٹے تھے دعوت کی اور اسباب جو اوس قلعے مین قسم قالین
ایران ساٹھن چین اور کمخاب کے تھان وغیرہ کہ اوس حبشی نے کاروانون سے لوٹ کر جمع کیے تھے سب کو دیے اور وہ اسباب بھی جو خاص اون
قیدیونکا تھا حوالے ہر ایک کے کیا اور کہا کہ گٹھریان جس جس کی یہان ہین اپنی پہچان کر لے لین اور باقی اسباب اوسنے برابر سبکو
بانٹ دیا پھر اونسے کہا کہ تم اس اسباب کو کیونکر اپنے ملکون کو لیجاؤگے باربرداری اس جنگل مین کہان ملیگی اونھون نے کہا یہ حبشی
ہمارے اونٹ بھی لوٹ کر یہان لے آیا تھا شاید اصطبل مین اس قلعے کے ہونگے پھر خداداد ان سب کے ساتھ اصطبل مین
گیا وہان سوا اونٹون کے اونچاس گھوڑے اون شہزادون کے اوسمین بندھے ہوے تھے دیکھے اوسنے گھوڑے اور اونٹ جس جس کے
تھے حوالے کر دیے اوس اصطبل مین سیکڑون غلام حبشی تھے اونھون نے قیدیونکو چھوٹا ہوا دیکھکر معلوم کیا کہ وہ حبشی مارا گیا
خوفناک ہوکے جنگل کو بھاگ گئے کسی نے اونکا تعاقب اور پیچھا نہ کیا سب تاجر اپنے اسباب کو اونٹون پر بار کر اور خداداد سے
رخصت ہو اپنے اپنے ملکون کو روانہ ہوے خداداد نے اوس بی بی سے کہا کہ اب تم کدھر کو جاؤگی اور کہانسے یہ حبشی تمھین لایا تھا
ہمین بتاؤ کہ ہم تمھین وہان پونہچا دین یقین ہے کہ یہ سب شہزادے جو بیٹے بادشاہ حیران کے ہین تمھارے وطن سے واقف ہونگے تمھین وہان
پونہچا دینگے اوس بی بی نے خداداد سے متوجہ ہوکے کہا مین بہت دور کی رہنے والی ہون میرا ملک یہان سے نہایت
دور دراز ہے میرا وطن شہر کیرو ہے تم نے کہ میرے ساتھ ایسا بڑا سلوک کیا اور اس حبشی کے ہاتھ سے میری جان بخشی کی اب تمسے مین اپنا

حال چھپائی نہین مین ایک بادشاہ عالی شان کی لڑکی ہون اوسکو ایک ظالم نے پکڑکر جان سے مار ڈالا اور وسکے تخت پر بیٹھکے اوسکے ملک پر مسلط ہوا مین اپنی جان اوس حسرت سے بچاکر یہان بھاگی خداداد اور اوسکے سب بھائی باعث ہوے کہ وہ بی بی اپنا حال اور سرگذشت بیان کرے اور اونھون نے اوسکی تشفی کی کہ اب تم بہت آرام اور آسایش سے رہوگی کسی طرح کی تمھین دکھہ اور اذیت نہین پہنچےگی اوسنے دیکھا کہ اب بے کہے اپنے حال کے چارہ نہین ہی اوسنے اپنے حال کو اسطرحسے بیان کرنا شروع کیا

قصہ شہزادی دریابار کا

فلانے جزیرے مین دریابار نام ایک بڑا شہر ہی اوسمین ایک بادشاہ جلیل القدر تھا بسبب نہونے فرزند کے ہمیشہ دلگیر رہا کرتا اور خدا سے اولاد کے واسطے دعا مانگتا بعد ایک مدت مدید اور آرزوے بسیار کے اوسکے گھر ایک بیٹی پیدا ہوئی چنانچہ وہ لڑکی مین کمبخت بے نصیب ہون میرے باپنے مجھے دیکھکر بہت خوشی کی جب مین سیانی ہوئی مجھے اوسنے پڑھایا لکھایا آداب سلطنت اور قوانین شہریاری کے تعلیم کیے اس خیال مین کہ بعد میرے یہی مالک اور وارث میری ہوگی اور بادشاہت کریگی ایکدن باپ میرا اوسطرف شکار کے گیا تھا اوسنے جنگل مین ایک گورخر کے پیچھے گھوڑا اڑالا اور اتنا اوسکا تعاقب کیا کہ شام ہوگئی اور اپنے لاؤلشکر سے جدا ہوگیا آخر وہ تھک کے گھوڑے سے اوتر جنگل کی راہ پر ہو بیٹھا اور خیال کیا کہ آخر وہ گورخر ماندہ ہوکر اسی بیابان مین آویگا پھر اوسنے درختون کے درمیان مین ایک روشنی دیکھی قیاس کیا کہ یہان کوئی گانو قریب ہی اس جنگل سے گانو مین چلکے شب کو رہا چاہیے صبح کو سمجھ لیا جائیگا وہ وہان سے اوٹھا اوس روشنی کیطرف چلا بہت نزدیک گیا دیکھا کہ وہ روشنی ایک گھر سے کہ جنگل کے درمیان مین ہی نظر آتی ہی پھر اوسنے دور سے دیکھا کہ ایک دیو ازرقد حبشی مانند دیکھے ایک مکان مین بیٹھا ہی اور بہت سی ٹھلیان شراب کی اوسکے آگے رکھی ہین اور کبابِ بیل کے کو لوہنگی آگ پر بھون بھون کر کھاتا ہی اور ٹھلیون سے اوٹھاکر شراب پیتا ہی اور اوس جھوپڑے مین اوس بادشاہ نے ایک بی بی جوان حسین کو دیکھا کہ ہاتھ رسی سے بندھے ہوے نہایت مغموم ایک کنارے بیٹھی ہی اور اوسکے پاؤنکے پاس ایک بچہ دو تین برس کا بیٹھا ہوا مان کے حال کو دیکھکر رو رہا ہی میرے باپ کو حال دیکھکر اون دونون پر نہایت رحم آیا اور چاہا کہ اوس دیو کو جاکے تلوار سے مارے مگر قابو نہ پاکے اپنے تئین ضبط کیا اور گھات مین اوسکے رہا یہانتک کہ اوس دیو نے وہ سب ٹھلیان شراب کی اور آدھا گوشت بیل کا کھالیا اور اوس بی بی کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا اے نازنین شہزادی کبتک تو مجھسے کنارہ کریگی اور میرا کہنا نہ مانیگی دیکھہ مین تیری خاطر کتنی کرتا ہون اور مین کسقدر تجھپر مرتا ہون اب تجھے لازم ہی کہ تو بھی مجھے پیار کرے اور اپنا جان اوس بی بی نے اوسکے جواب مین کہا اے غول بیابانی تو کیا بکتا ہی کبھی تو اپنی مراد کو نہ پہنچیگا اسمنا تو چاہے مجھپر ظلم کر یا جان سے مار ڈال مین کبھی تجھسے راضی نہونگی ان باتون سے وہ دیو ایسا خشمناک ہوا کہ اوس بی بی کو ایک ہاتھ سے پکڑ اور دوسرے ہاتھ سے اپنی تلوار نکال چاہتا تھا سرتن سے جدا کرڈالے میرے باپنے اوس دیو کو ایک تیر ایسا مارا کہ اوسکے سینے مین لگ جگر کے پار ہوگیا اور اوسی وقت زمین پر گر جہنم واصل ہوا پھر میرے باپ نے جھوپڑے کے اندر جا اوس بی بی کے ہاتھ کھولے اور اوس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کیونکر تجھکو یہ نابکار یہان لایا اوسنے کہا یہان سے قریب دریاے شور کے کنارے ایک قوم سراسنگ کہ مانند غول بیابانی کے رہتی ہی اونکے بادشاہ سے میری شادی ہوئی تھی اور یہ ناپاک جسکو تمنے ابھی قتل کیا ہی میرے شوہر کا مصاحب اور مجھپر عاشق تھا چاہا کہ قابو پاکے مجھے لے بھاگے چنانچہ ایکدن یہ میرے شوہر کو غافل پاکے مجھے اور میرے بچے کو وہان سے اس جنگل مین بھگا لایا اور

ہر روز اذیت دہ فاسد مجھے رکھتا تھا آگاہ اسوقت تک مینے اپنے تئین صحبت سے اس شخص کے بچایا آخر کو مینے اپنی جان سے ہاتھ دھو کے
آج اس سے یہ گفتگو کی تب اسنے مایوس ہوکر قصد میرے مار ڈالنے کا کیا آخر یہ موذی تمھارے ہاتھ سے مارا گیا میرا یہ حال ہے کہ مینے تم سے کہا پھر میرے
باپ نے اوسکی تسلی کی کہ اب تم خاطر جمع رکھو کہ فجر کو ہم تمھین اس صحرا سے شہر دریابار مین کہ اوسکا مین حاکم ہون لیجاونگا اگر تمکو وہ شہر پسند آوے
تو اوسمین رہنا جبتک کہ تمھارا شوہر تمھین تلاش کرتا ہوا اوپہنچے اوس بی بی نے اس امر کو قبول کیا دوسرے دن فجر کو میرا باپ اوس جنگل سے
اوسکو بچے سمیت لیکر آگے کو روانہ ہوا ایکایک سب اوسکے سردار اور اہل لشکر کہ تمام شب اوسکی تلاش مین چارون طرف ڈھونڈتے پھرتے تھے
جمع ہو کے حاضر ہوے اور بادشاہ کے دیدار سے خوش ہوگئے اور اوس بی بی کو بادشاہ کے ساتھ سوار دیکھکر متحیر ہوے کہ اس صحرا مین ایسی بی بی حسین
کہان سے آئی بادشاہ نے اون سے سارا قصہ اوس دیو کے مارنے کا اور بی بی کا حال اونسے ظاہر کیا پھر ایک افسر نے اوس بی بی کو اپنے پیچھے اور
دوسرے نے اوسکے بچے کو گھوڑے پر چڑھا لیا تھوڑے عرصے کے بعد میرا باپ اپنے محل مین پہونچا اور ایک مکان نہایت وسیع اور نفیس اوس
عورت کے رہنے کو بنوا دیا اور اوسکے لڑکے کو تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا وہ بی بی بڑے آرام و آسائش سے وہان رہنے لگی اور ایک مدت گذر گئی
کہ اوسنے اپنے شوہر کی کچھ خبر نہ سنی تو اوسنے قصد شادی کا میرے باپ کے ساتھ کیا اور اوسکو اپنے حسن و ناز سے فریفتہ کر بعد عقد کے کہ متعارف
اوسوقت کے تھا ایک جا رہنے لگی اور اوسکا لڑکا بھی چند سال کے بعد اچھا جوان خوبصورت نکلا اور سوا اسکے آداب بادشاہی اور تمام علوم اور فن سے
ماہر اور آگاہ ہوا اوسکو بادشاہ اور تمام ارکان دولت نے پسند کیا اور سب کی تجویز مین یہ آیا کہ میری شادی اوس جوان کے ساتھ ہووے اور بعد بادشاہ
کے وہی وارث اور مالک تخت و تاج کا ہو وہ جوان توجہ اور عنایات میرے باپ کی اپنے حال پر دیکھ علی الخصوص خبر وصلت کی سنکر بہت خوش ہوا
پھر ایکدن میرے باپ نے چاہا کہ میرا ہاتھ اوسکو پکڑا کے عقد کر دے مگر قبل اسکے اوس سے کئی شرطین پیش کین از انجملہ ایک یہ کہ میری بیٹی پر اور کسی بی بی
کے ساتھ عقد نکرے یہ شرط اوس جوان مغرور کو پسند نہوئی اور قبول نہ کی اور سمجھا کہ مجکو حقیر اور کم رتبہ سمجھکر یہ شرط کرتے ہین پھر امر عقد مین
اس سبب سے توقف واقع ہوا اور یہ بات موجب اوسکی نارضامندی کی ہوئی اور دل مین میرے باپ کا دشمن جانی ہوکے منتظر قابو کا رہنے لگا یہانتک
کہ غفلت مین اوسے ایکدن قتل کرکے میرے مارنے کیواسطے محل مین آیا مگر وزیر نے بمجرد خبر بادشاہ کے مارے جانے کی سنتے ہی از راہ نمک حلالی
کے مجھے محل سے جلد نکال لے گیا اور مخفی کسی اپنے دوست کے گھر مین لیجا کر رہنے کو کہا اور دو روز کے عرصے مین ایک جہاز بہم پہونچا کے مجھے اور
ایک میری خادمہ کو اوسپر سوار کرکے اور ملک کیطرف کہ اوسکا بادشاہ میرے باپ کا دوست تھا روانہ ہوا تا وہان مجھے حفاظت مین سپرد کرے
اور وہان کے بادشاہ کی مدد سے میرے باپ کے بدلا لینے کیواسطے اوس جوان نمک حرام پر فوج کشی کرے قضا و قدر سے بعد کئی روز کے ایسا طوفان شدید آیا کہ ناخدا
اور خلاصی جہاز کے اوسے دیکھ بد حواس ہوگئے آخر صدمے سے لہرون کے وہ جہاز ٹوٹ گیا اور وزیر سمیت سب اہل جہاز کے میرے ساتھ تھے دریا مین غرق
ہوگئے مگر مین ایک تختے پر جہاز کے پڑی ہوئی موجون کے تھپیڑون سے کنارے دریا کے آلگی خدا نے مجھے مصیبتین دکھانے کیواسطے ایسے صدمے اور دریا کے
تھپیڑے سے بسبب قدرت کاملہ کے صحیح اور سالم بچا رکھا جب مین ہوش و حواس مین آئی اپنے تئین زندہ کنارے پر پایا شکر خدا کا بجالائی وزیر
اور سب ہمراہیون کو نہ دیکھکے جانا مینے کہ وہ سب کے سب دریا مین ڈوب گئے پھر باپ کا کشتہ ہونا یاد کر نہایت چلائی اور اپنے تئین بے یار و یاور
پاکے بہت گھبرائی اور یہ مرحلہ دل مین قرار دیکر کنارے سے اوٹھی کہ اپنے تئین دریا مین ڈال کر کے ہلاک کر ڈالون ایکبارگی شور و غل آدمی

اور گھوڑونکا ٹاپ پیچھے سے سنائی دیا اوسوقت دیکھتی کیا ہون کہ کتنے سوار سلاح بند ہین اور اونکے درمیان ایک حسین شہزادہ تیار زین پہنے ہوئے اور کمر بند ہیرے کا باندھے تاج طلائی سر پر رکھے نظر پڑا اور اوسکے بشرے سے آثار ریاست کے معلوم ہوتے تھے غرض اون لوگون نے مجھے وہان اکیلا دیکھ تعجب کیا پھر اوس شہزادے نے اپنا ایک افسر میرے پاس بھیجا تاکہ میرا حال دریافت کرکے اوسکو آگاہ کرے ہر چند افسر نے مجھسے پوچھا مینے کچھ جواب ندیا اور رونے لگی جب اونھون نے بہت تختے ٹوٹے ہوئے جہاز کے اوس کنارے پر دیکھے قیاس کیا کہ شاید کوئی جہاز اس قرب مین ٹوٹ گیا ہی جسکے یہ تختے اور لکڑیان یہان بہ آئی ہین یہ بی بی بھی اوسی جہاز پر ہوگی کسی تختے پر یہان بہ آئی کر پھر اون افسرون نے مجھے گھیر لیا اور منت سماجت سے پوچھا تاکہ مین اپنا حال اونسے کہون جب مینے اونسے کچھ بات نکہی شہزادہ آپ بیقرار ہوکے میرے پاس آیا اور سب افسرون کو میرے پاس سے سرکا کے مجھسے کہا بی بی تم ہمسے خاطر جمع رکھو کسی امر کا اندیشہ اور خوف نکرو ہم اسواسطے تمھارا حال پوچھتے ہین تاکہ تمھین گھر مین اپنی مان پاس لیے چلین وہ سب طرحسے تمھاری خدمت کریگی اور تمکو ہر ایک امر سے خوش اور راضی رکھے گی مینے اوسے شفیق حال پاکے سب حال اپنا کہا اوس شہزادے نے میری مصیبت کا حال سنکر بہت تاسف کیا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور تسلی دے کے مجھے اپنے ساتھ لے گیا اور اپنی مان ملکہ کو میرے تئین سونپا مینے اپنا حال تمام وکمال اوس نیک بی بی سے کہا اوسنے بھی سنکر بہت افسوس کیا اور دن رات میری خاطرداری اور دلجوئی مین حد سے زیادہ رہتی تھی اور بیٹے کو مجھپر عاشق اور بیقرار پاکے میری شادی اوسکے ساتھ کردی اور مین بھی اوسکے حسن وجمال اور محبت والفت کو دیکھ کر اس امر مین بدل راضی ہوئی پھر رسوم شادی سکے شاہانہ کمال تکلف سے عمل مین آئے جو امر تقدیر سے چارہ نہین عین برات کی رات زنگبار کا ایک بادشاہ کہ قرب جوار مین اوس جزیرے کے تھا اور ہمیشہ قصد اوس ملک کا رکھتا تھا قابو پاکے بڑی فوج لیکر چڑھ آیا اور بہت آدمی اوس شہر کے مار کر چاہتا تھا کہ مجھے اور میرے خاوند کو پکڑ لے ہم جلدی سے اپنے تئین اوسکے ہاتھ سے بچا کر دریا کیطرف شبا شب بھاگے وہان ایک ڈونگی ماہی گیر کی ہاتھ لگی ہم دونون اوسکو غنیمت جانکر سوار ہو روانہ ہو دور تک وہ کشتی دریا کے دھارے مین پڑکر ایک سمت کو بہی جاتی تھی یہ نہین معلوم کہ قسمت کہان لیجائیگی غرض تیسرے دن ایک جہاز کو دیکھا کہ ہماری طرف چلا آتا ہی اوسے دیکھکر ہم بہت خوش ہوئے اور جانا کہ کسی تاجر کا یہ جہاز ہیگا کہ ہماری مدد کو آیا ہی جب وہ نزدیک پونہچا اوسمین سے پانچ سات جوان قزاق ہاتھون مین تلوارین ننگی لیے ہوئے ہماری ڈونگی پر چڑھ آئے اور ہم دونون آدمیونکو باندھ اپنے جہاز پر لے گئے جب اونھون نے میرے مونہ سے برقع اوٹھا کر دیکھا مجھپر سب کے سب عاشق ہوگئے اور ہر ایک نے اونمین سے چاہا کہ اس بی بی کو مین لون دیر تک اس امر مین نزاع اور شور وغل کرتے رہے پھر گفتگو سے نوبت قتال وجدال کی پونہچی رفتہ رفتہ ایک ساعت دو ساعت مین سب کے سب آپسمین کٹ کٹ کے رہ گئے مگر ایک شخص کہ سب سے قوی تھا بچ رہا مجھسے کہنے لگا کہ مین تجھے کیرو شہر مین لیجا کر وہان اپنے ایک دوست کو تجھے دونگا مین نے اوس سے وعدہ ایک کنیز لا دینے کا اس سفر مین کیا ہی پھر اوس رہزن نے میرے شوہر کو دیکھکر کہا کہ یہ شخص کون ہی آیا تیرے عزیزون سے ہی یا عاشقون سے مینے کہا یہ شخص میرا شوہر ہی اوسنے کہا اگر ایسا ہی تو مین اسکو عذاب سے رہائی بخشون اسواسطے کہ یہ تجکو میرے دوست کی بغل مین کیونکر دیکھ سکیگا یہ کہکے پھر اوس قزاق نے اوس نصیب شہزادے کو کہ بندھا ہوا تھا اوٹھا کے دریا مین ڈالدیا ہر چند کہ مینے واویلا کیا اور اوسکو مانع آئی کچھ مفید نہوا اور اوس شہزادے کو دریا مین ڈوبتے ہوئے دیکھکے چاہتی تھی کہ اپنے تئین بھی دریا کے دھارے مین ڈالون مگر جلدی سے اوسنے مجھے پکڑ لیا

اور رسی سے مستول کی باندھ رکھا اور جہاز کو روانہ کیا چونکہ ہوا موافق تھی جلدی ایک چھوٹے شہر مین پہونچا اوسنے اوس شہر سے
کئی اونٹ اور خیمے اور غلام خرید کر راہ لی اور کئی منزل خشکی کے رستے چلے تھے یکایک اس حبشی نے جو اس قلعے مین رہتا تھا ہمین آگے گھیر لیا
دور سے اوسے دیکھکر ہمنے ایک منارہ بلند تصور کیا جب نزدیک آیا بدشواری اوسکو آدمی سمجھا پھر اوسنے اپنی تلوار کھینچکر اوس قزاق سے کہا
اپنے ہاتھ مانند قیدیون کے باندھکر سب اپنے غلامون اور اس بی بی سمیت میرے ساتھ ہولے مگر قزاق نے کمال جرأت سے سب اپنے غلامون کے ساتھ
اوس حبشی کا مقابلہ کیا اور دیر تک دونون مین جنگ و جدال رہی آخر وہ غلامون سمیت اوس حبشی کے ہاتھ سے مارا گیا پھر وہ حبشی مجھے
اور اونٹونکو اور لاش اوس قزاق کی قلعے کے اندر لے گیا اور گوشت اوس لاش کا بجاے طعام شب کے زہر مار کیا پھر میری طرف کہ مین رو رہی تھی
متوجہ ہو کر کہا اب سب غم و غصہ اپنے دل سے دور کر اور اس قلعے مین آرام و آسایش سے رہ کے میری صحبت سے اپنا دل مسرور کر مگر جو اب تجکو قلق
اور رنج ہی اسلیے آج کے روز مہلت دیتا ہون کل سے تجکو اپنی خدمت مین لاؤنگا یہ کہکے مجھے ایک مکان مین لیجاکر رکھا اور آپ دروازے قلعے
کے بند کر کے دوسرے کمرے مین جاکر تنہا سو رہا فجر کو اوٹھکر اوسنے دروازے قلعے کے کھولے اور سب قلعے مین گشت کر کے پھر واسطے تلاش کرنیکے مسافرون
کے حسب معمول دور نکل گیا اور خالی ہاتھ اودھر سے پھر آتا تھا کہ تمسے مقابل ہوا اور تمھارے ہاتھ سے وہ مارا گیا جب شہزادی دریابار نے اپنا سب حال
بیان کیا خداداد کو اوسکے حال پر بہت رحم آیا اوسکی تسلی کی کہ اب تمکو کسیطرح کا خوف و اندیشہ نہین ہے یہ شہزادے بیٹے بادشاہ حیرن
کے ہین جس سے راضی ہو اوسے قبول کرو تمھین اپنے شہر مین لیجا کے بہت آرام و آسایش سے رکھینگے اور وہ بادشاہ سب طرح سے تمھاری
محافظت کریگا اور اگر تم انسے راضی نہین ہو تو پھر تم اوس شخص کو جسنے تمھین اس بلا سے چھڑایا ہے قبول کرو شہزادی دریابار نے قبول کیا
پھر وہ شادی اوسی قلعے مین بڑے تکلف کے ساتھ ہوئی اور وہان سب طرح کی جنس کھانے پینے کی میوون اور شراب وغیرہ سے موجود تھی بتقریب
اس شادی کے خداداد نے طرح طرح کے کھانے پکوائے اور اپنے سب بھائیونکو کھلوائے دوسرے دن اوسکے باقی اسباب اپنے ساتھ لیکر وہان
سے شہر حیرن کو روانہ ہوے بعد پہونچنے منزل کے اچھی جگہ دیکھکے اوترے جب ایک منزل شہر حیرن باقی رہا شب کو بعد کھانا کھانے کے
اون سب شہزادون نے باقی شراب خوب پی اور اوسمین سے کچھ باقی نہ چھوڑی خداداد نے نشے مین اپنے بھائیون سے کہنے لگا کہ مین نے آجتک اپنے تئین تمسے
چھپایا تھا مگر اب ظاہر کرتا ہون کہ مین بھی تمھارا ایک بھائی ہون بیٹا بادشاہ حیرن کا مجھے شہزادہ سمیر نے پرورش اور تربیت کیا شہزادی پریزاد
میری مان ہے اور شہزادی دریابار سے بھی کہا بی بی اب تک تمھین میرے حسب و نسب کا حال نہین معلوم تھا اب تم بھی اپنی خاطر جمع رکھو کہ شوہر تمھارا
بھی شہزادہ ہے اوسنے کہا اگرچہ تمنے کچھ اپنا حال نہین کہا تھا مگر میری خاطر جمع آگے سے تھی مجکو یقین تھا کہ تم عالی نسب اور کسی بڑے بادشاہ کے
بیٹے ہو وہ سب شہزادے بظاہر اس بات کو سنکر نہایت خوش ہوے اور مبارکباد کہی مگر دلونمین اپنے رنجیدہ ہوئے اور حسد سے اونھین یہ امر بہت ناگوار
گذرا یہانتک کہ جب خداداد آدھی رات کو اپنے خیمے مین شہزادی دریابار کے ساتھ جا کے سو رہا وہ ناسپاس خداداد کے سلوک کو کہ اوسنے قید سے اوس حبشی
مردم خوار کے چھڑایا تھا فراموش کر کے اوسکی فکر مین پڑے اور آپسمین مشورہ کیا ایک نے اونمین سے کہا ہمارا باپ اسکو اجنبی اور پردیسی سمجھکر اسقدر پیار کرتا ہے
کہ ہم سب پر اسکو حاکم کیا اور جب جانیگا کہ میرا بیٹا ہے تو یقیناً اسکو فی الفور ولیعہد کر دیگا اسواسطے بہتر صلاح یہ ہے کہ اسکا کام ہمین یہین تمام کرین پھر
وہ سب اوسکے خیمے مین جا کے چارون طرف سے اوس پر تلوارین مارنے لگے یہانتک کہ اوسکو پرزے پرزے کر کے اپنی دانست مین

کام اوسکا تمام کرڈالا اور فجر کو دوسرے دن شہر ہیرن مین داخل ہوکے بادشاہ سے ملازمت کی بادشاہ اونسکو صحیح و سالم پاکے
بہت خوش ہوا اور اونسے سبب اسقدر توقف کا پوچھا اونھون نے اپنا حبشی کی قید مین پڑنا اور خداداد کی اعانت سے چھوٹنا بادشاہ سے
مطلق نہ کہا بلکہ برخلاف اوسکے بیان کیا کہ ہمکو شکار اور سیر مین کئی ایک شہرون قرب وجوار مین توقف واقع ہوا بادشاہ اونکے اظہار کو سچ جانکے
چپکا ہو رہا اب حال خداداد کا سننا چاہیے کہ جب فجر کو شہزادی دریابار نے بیدار ہوکے دیکھا کہ خداداد خون مین ڈوبا ہوا اور ہزارون زخمون سے
مجروح اور گھایل پڑا ہی مجردد دیکھنے اس حال کے اوسکو سودا ہوا جاتا کر رونے لگی اور اوسکی جوانی اور اوصاف کا خیال کرکے اشکونسے سونہ دھونے لگی پھر جب
بغور اوسکے چہرے پر نظر کی ذرا ذرا دم اوسکے نتھنون سے آتے جاتے دیکھا اور بدن اوسکا گرم پایا خیمے کے دروازے کو بند کرکے شہر کی طرف واسطے
تلاش کرنے جراح کے دوڑی اور وہان سے ایک جراح کو ڈھونڈھ کہ اپنے ساتھ اوس خیمے مین لیے آئی وہان خداداد کو نہ پایا یہ خیال کیا کہ کوئی جانور اوسکو اوٹھا لیگیا
اور کھا ڈالا بہت روئی اور اپنا برا حال کیا یہانتک کہ اوسکے رونے پر جراح کو رحم آیا اور اوسکو دلاسا اور تسلی کرکے شہر مین لے گیا اور ایک
علیحدہ مکان اوسکے رہنے کو مقرر کیا دو لونڈیان اوسکی خدمت کے لیے معین کین اور بے اسکے کہ اوسکے حال سے واقف ہو اکثر اوقات آپ بھی
حاضر ہوکر اوسکی خدمت بڑی تعظیم اور بزرگی سے کرتا ایکدن جراح نے اوسکو فی الجملہ خوش پاکے پوچھا بی بی اگر تم مجھے اپنی مصیبت اور حال سے آگاہ کرو تو مین
تا بمقدور اپنے اوسمین تمھارے واسطے کوشش اور سعی کرون شہزادی نے جراح کو ہوشیار اور دیانتدار سمجھکے اپنا سب حال بیان کیا جراح نے کہا بی بی
اگر تمھاری مرضی ہو تو مین تدبیر تمھارے پونہچانے کی بادشاہ ہیرن تک کرون وہ منصف اور عادل ہی تمکو دیکھکر خوش ہوگا اور قصاص تمھارے شوہر کا
اون شہزادون سے لیگا شہزادی اس بات پر راضی ہوئی پھر جراح نے دو اونٹ کرایہ کیے اور اونپر وہ دونون سوار ہو شہر ہیرن مین گئے اور ایک سرا مین اترکر
مالک سرا سے حال شہر کا پوچھا اوسنے کہا اس شہر کا بادشاہ ایک لڑکا رکھتا تھا نہایت شجاع اور صاحب لیاقت کتنی مدت سے وہ غائب ہی اوسکا
حال کوئی نہین جانتا کہ اوسے کیا ہوا جیتا ہی یا مر گیا شہزادی پیروز نے کہ اوسکی مان ہی بہت اوسکو تلاش کیا مگر ابتک کچھ سراغ نہین لگا سوا ماں باپ
کے سب وضیع و شریف اس شہر کے اوس شہزادے کے واسطے روتے اور افسوس کرتے ہین اگرچہ اس بادشاہ کے اونچاس ۴۹ بیٹے اور ہین لیکن کوئی اوسکی
لیاقت اور شجاعت کو نہین پہونچتا اور کسی سے اوسکی تسلی نہین ہوتی باوجود جستجو اور تلاش کے ابتک کہین اوسکا ٹھکانا نہین لگتا جراح نے
یہ حال مالک کاروانسرا سے اسنکر شہزادی دریابار سے کہا شہزادی نے چاہا کہ خداداد کی مان کے پاس جاکر اپنے شوہر خداداد کا حال اوس سے ظاہر کرے
جراح نے سوچکر کہا شہزادی اگر تم اس تدبیر مین مصروف ہو اور قبل اسکے کہ وہان تک پونہچو وہ اونچاس ۴۹ شہزادے خبر تمھارے آنیکی سنکر فی الفور تمکو کسی
صورت سے ہلاک کر ڈالین تو مفت مین جان جائے اس سے بہتر ہی کہ پہلے مین کسیطرح سے اپنے تئین خداداد کی مان تک پونہچاؤن اور اوسے خبر کرکے
تمکو بلواؤن جبتک تم اسی کاروانسرا مین مخفی بیٹھی رہو یہ کہکے وہ جراح شہر کی طرف گیا اثناے راہ مین ایک بی بی کو اونٹ پر سوار دیکھا
اوسکا ساز و یراق بڑے تکلف کا تھا اور پیچھے بہت خواصین سوار اونکے بعد بہت سوار و پیادے اور غلام حبشی ایک سمت سے
چلے آتے دیکھے شہر کے سب لوگ اوس بی بی کی سواری دیکھتے ہی دو طرفہ صف باندھکر مجرا کرنیکے واسطے کھڑے ہوگئے جراح نے
بھی اون سب کے ساتھ اوس بی بی کو سلام کیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بی بی ملکہ معلوم ہوتی ہی اوسنے جواب دیا ہان یہ بی بی بادشاہ کی جورو
یہان کے لوگ اسکو بہت دوست اور عزیز رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ بی بی شہزادے خداداد کی مان ہی اسکا حال یقین ہی کہ تمنے سنا ہوگا

وہ جراح اس بات کو سنکر سواری کے ساتھ لگا ہوا چلا گیا یہان تک کہ اوس بی بی نے ایک مسجد مین جاکر دعا مانگی اور وہان کے لوگونکو بہت سے روپے
اور اشرفیان خیرات کین اسواسطے کہ بادشاہ نے نذر کی تھی کہ خداداد کے پھر آنے تک مان اوسکی محتاجونکو اپنے ہاتھ سے خیرات کیا کرے تاکہ
وہ اوسکے فرزند کی سلامتی کے لیے دعا خیر کرین پھر اوس جراح نے آدمیون کی بھیڑ مین جاکر ایک غلام بادشاہی سے کہا بھائی مجھے ایک راز
ضروری ملکہ پیروز سے اسوقت کہنا ہے اوسنے جواب دیا کہ اگر تجھے کچھ خبر شہزادہ خداداد کی کہنی ہے تو مضائقہ نہین وہ البتہ سنیگی اور اگر کوئی
مطلب اور ہے تو اوسکی سماعت مشکل ہے ان دنون وہ اپنے بیٹے کے فراق مین کسیکی بات نہین سنتی جراح نے اوسکے کان مین کہا مین اوسکے
مطلب کی بات کہا چاہتا ہون غلام نے کہا اگر تیرا یہ مطلب ہے تو تو چپکے سواری کے ساتھ محل تک لگا چلا آ الغرض جب ملکہ پیروز اپنے محل مین
پونہچی تب اوس غلام نے اوس سے عرض کیا کہ ایک اجنبی شخص کچھ آپ سے تنہائی مین کہا چاہتا ہے ملکہ پیروز نے اوسے اجازت دی کہ اچھا اوسے لے آ
پھر وہ غلام جراح کو اوسکے حضور مین لے گیا ملکہ پیروز نے اوسکو بنظر مہربانی کے آگے بلوایا جراح نے بعد زمین بوس کے عرض کیا کہ مین ایک عجیب قصہ کی
حضور مین کہا چاہتا ہون اوسے آپ سنکر نہایت متحیر ہونگی پھر اوسنے سب حال خداداد کا اور بدسلوکی اوسکے بھائیون کی اور حال شہزادی
دریابار کا مفصل بیان کیا ملکہ پیروز اپنے بیٹے کا زخمی ہونا سنکر غش کھا کے گر پڑی خواصون نے دوڑکر اوٹھایا اور گلاب اوسپر چھڑکا ملکہ جب
ہوش و حواس مین آئی جراح سے کہنے لگی کہ تم جاکر شہزادی دریابار کی سیری اور بادشاہ کیطرف سے بہت تسلی کرو بعد رخصت کرنے جراح کے
وہ اپنے فرزند کو یاد کرکے رو رہی تھی ناگہان بادشاہ اوس محل مین برآمد ہوا ملکہ پیروز کو اسطرح سے نالان اور گریان دیکھکر پوچھا اوسنے سب حال
جو جراح سے سنا تھا بادشاہ سے کہا بادشاہ یہ سنکر اپنے بیٹون سے نہایت ناخوش ہوا پھر وہان سے اوٹھکر عدالت گھر مین آیا سب لوگ واسطے اپنے عرض حال کے
عدالت گھر مین جمع تھے اوسے غضبناک دیکھکر ڈر گئے بادشاہ نے مسند عدالت پر اجلاس فرما کے وزیر اعظم کو حکم کیا کہ ابھی ایکہزار سپاہی میرے
چوکی پہرے کے لیجا کے اونچاسون شہزادون کو گرفتار کر لے آ اور اوس مکان مین جہان خونی رہتے ہین قید کر خبردار اونمین سے کوئی نکل نجانے پاوے وزیر نے
بموجب حکم بادشاہ کے سب شہزادونکو پکڑ خونی قیدخانے مین بند کیا اور بادشاہ کو اس حال کی آکر خبر دی بادشاہ نے سب دادخواہونکو رخصت
کرکے کہا ایک مہینے تک مجھے فرصت عدالت مین بیٹھنے کی نہین تم سب بعد ایک مہینے کے حاضر ہونا اور وہان سے اوٹھکر وزیر کو اپنے ساتھ لیے ہوے
ملکہ پیروز کے محل مین آیا اور وزیر کو فرمایا کہ تو کاروان سرا مین جا اور شہزادی دریابار کو مع جراح بڑی عزت اور حرمت سے میرے پاس لا وزیر نے اوسیوقت ایک اشتر سفید
کہ اوسکا زین اور ساز سب جواہر نگار تھا اصطبل بادشاہی سے ہمراہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو بہت امیر اور فوج کے ساتھ کاروانسرا کو جسمین شہزادی دریابار اوتری
ہوئی تھی گیا اور بادشاہ کیطرف سے اوسکو سب مراتب کہے اور اوسی اونٹ پر شہزادی کو سوار کرکے اور اوس جراح کو ایک ترکی گھوڑے پر بٹھا کے
بڑی شان و شوکت سے محل کیطرف لیچلا بازاری اور شہری اوسکی سواری اور جلوس دیکھنے کے لیے دور دور سے آئے اور اون سبکو معلوم ہوا کہ
شہزادی دریابار بی بی خداداد شہزادے کی ہے وہ سب بہت خوش ہوے اور اونھین یقین ہوا کہ اس سے ٹھکانا شہزادے خداداد کا لگیگا
دروازے پر محل کے پونہچی شہزادی دریابار نے بادشاہ کو کہ اوسکے استقبال کے لیے آیا تھا دیکھا اور اپنی سواری سے اوترا اوسکے قدمبوس ہوئی
ہاتھ پکڑکے ملکہ پیروز کے مکان مین لے گیا پھر وہ تینون شخص گلے ملکر خوب روئے یہان تک کہ ہچکیان بندھ گئین جب ذرا اس غم سے اونھون نے دم
لیا دریابار نے بادشاہ سے عرض کیا مین امیدوار ہون کہ جنھون نے میرے شوہر کو بےقصور اس سنگدلی سے مارا ہے اونسے عوض اوسکا لیا جاے بادشاہ نے

تصویر خداداد کے مقبرے کی اور سوارون اور فقیرون اور عورتون اور بادشاہ کا ماتم و گریہ کرنا
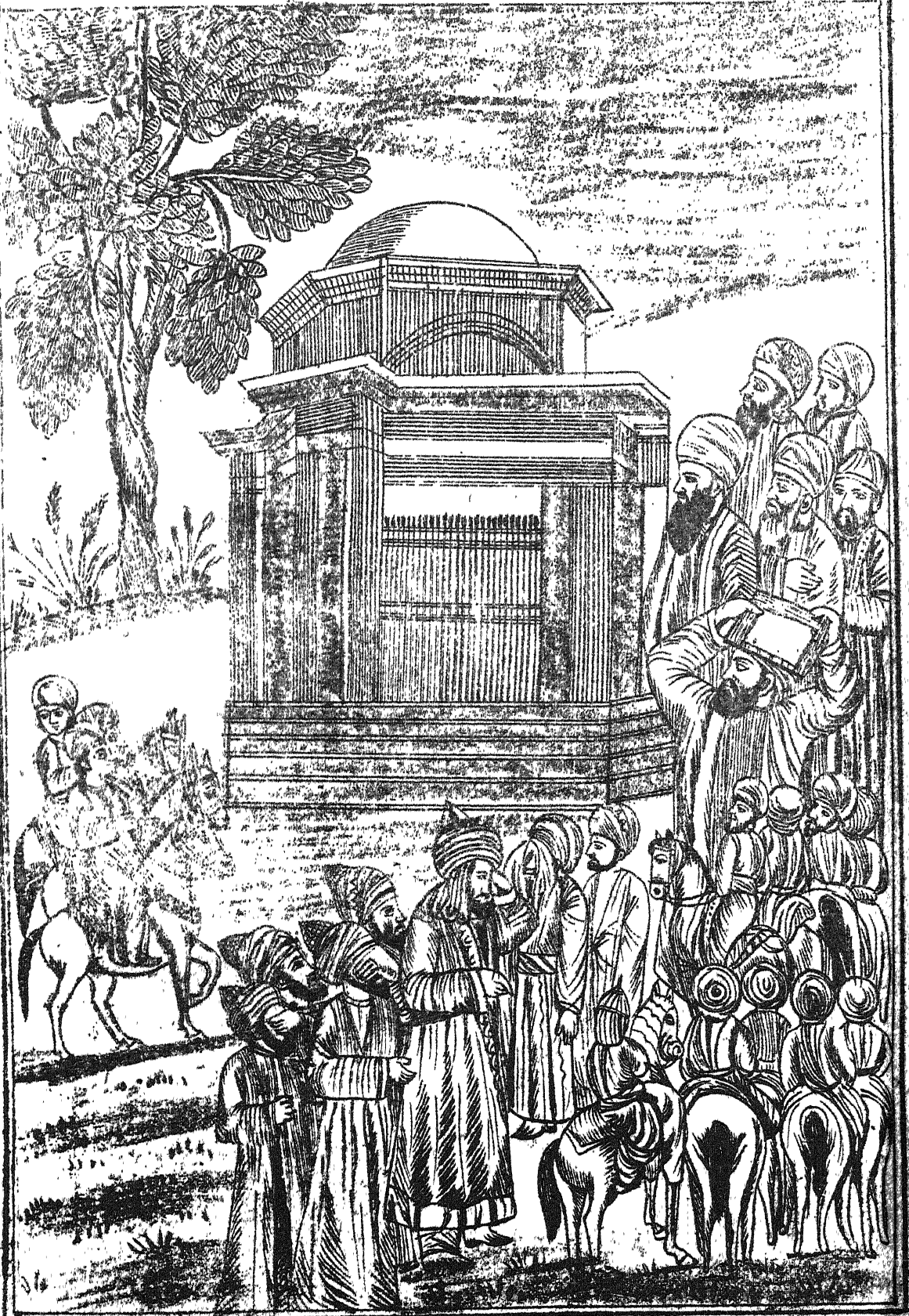
لہا بی بی تم خاطر جمع رکھو مین بدلے خون خداداد کے اون سب نابکارونکو قتل کرونگا پھر بادشاہ نے کہا اگرچہ ہمنے لاش اپنے پیارے بیٹے خداداد کی
نہین پائی مگر واسطے اوسکی بزرگی و احترام کے ضرور ہی کہ ایک مقبرہ اوسکا بنواؤن پھر وزیر اعظم کو بلوا کے حکم کیا کہ شہر کے بیچ مین ایک بڑا مقبرہ
سنگ مرمر سفید سے جلد طیار ہو وزیر نے معمارونکو بلوا کے ایک اچھی جگہ درمیان شہر ہیرن کے مقبرہ عالیشان بنوایا اور اوسکے اندر
تصویر خداداد کی ترشوا کے رکھی بادشاہ کو جب خبر اوسکی طیاری کی پہونچی اوسنے ایکدن اوسکے ماتم اور قرآن خوانی کیواسطے مقرر کیا
جب وہ دن پہونچا تمام لوگ شہر کے مجلس ماتم دیکھنے کو جمع ہوے بادشاہ اپنے سب وزیرون امیرون وغیرہ ارکان دولت کے ہمراہ اوس مقبرے مین گیا
اور فرش پر کہ کالی ساٹھن سنہرے بوٹے کا بچھا ہوا تھا بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد ایک سالہ سوارونکا کہ اونکے سر نیچے اور آنکھین اونکی کچھ کھلی
کچھ بند تھین پہونچا وہ سوار دو بار گرد اوس مقبرے کے طواف کر کے تیسری بار سامنے اوسکے کھڑے ہوے اور شور و غل کر کے کہنے لگے
ای فرزند بادشاہ کے اگر ہمارے زور شمشیر اور قوت بازو سے تمھاری رہائی ممکن ہو تو ہم بجان و دل اوسمین حاضر ہین لیکن اگر حکم خدا کا اور طرح پر ہے تو ہم مجبور
ہین یہ کہکے وہ سوار جدھر سے آئے تھے اودھر چلے گئے اونکے بعد ایک مرد پیر غار نشین گوشہ گزین جنھون نے اپنی تمام عمر تجرید اور ریاضت مین بسر کی
اور کبھی آدمیونکی صورت نہین دیکھی تھی آئے اونمین سے ایک اپنے سر پر ایک بڑی بھاری کتاب رکھے اور ایک ہاتھ سے اوسے تھامے ہوے
سبکے آگے تھا وہ سب تین بار طواف مقبرہ کا کر کے شارع عام پر کھڑے ہوے ایک نے اونمین باواز بلند کہا ای شہزادے اگر ہماری دعا
اور مناجات سے تمھاری مخلصی ہو اور جان بچے تو ہم بجان و دل حاضر ہین یہ کہکے وہ بھی چلے گئے پھر پچاس بیبیان نہایت حسین ماہ رخسار صاحب جمال سفید
ٹانگھنون پر کہ اونکے زین مرصع جواہر نگار تھے سوار اور سر پر ٹوکریان بھری ہوئی جواہرات کی لیے اوسیطرح گرد مقبرے کے پھرین اور پھر روبرو دروازہ مقبرے
کے کھڑی ہوئین ایک نے اونمین سے کہ بہ نسبت اورون کے چھوٹی تھی پکار کے کہنا شروع کیا ای شہزادے اگر ہمارا حسن و جمال تمھارے کام آوے تو ہم حاضر
ہین ہم سب تمھاری لونڈیان ہین مگر تم جانتے ہو کہ اس جگہ کچھ حسن کام نہین آتا یہ کہہ اور شیون کر کے وہ بھی چلی گئین بعد اونکے جانیکے بادشاہ اور اوسکے ہمراہی
تین دفعہ گرد تصویر کے کہ اندر مقبرے کے تھی گھومے پھر بادشاہ اوسکے آگے کھڑا ہو کے کہنے لگا ای میرے فرزند میری آنکھون کو کہ تیرے فراق مین بے نور
ہو رہی ہین روشن کر اس قسم کی باتین کر کے رونے لگا اوسکے ساتھیون نے بھی اوسکے ساتھ خوب ماتم کیا جب خوب ماتم کر چکے بادشاہ اپنے ارکان دولت
کے ساتھ محل مین گیا اور دروازہ مقبرے کا بند ہوا ہفتے مین ایک دن وہان جاتا اور ماتم کرتا پھر اوسنے وزیر کو واسطے قصاص شہزادے خداداد کے حکم کیا
کہ سب شہزادونکو قید سے نکال کے قتل کرو یہ خبر سب اہل شہر کو معلوم ہوئی اور سب سامان اونکے قتل کا طیار ہوا اتفاقاً اوسی روز خبر پہونچی کہ ایک غنیم
سکو اس بادشاہ نے آگے ہزیمت دی تھی فوج بیشمار لیے ہوے شہر کے قریب پہونچا بادشاہ اس خبر کو سنکر بہت گھبرایا اور سب
ان دولت بھی مضطر ہو کے کہنے لگے افسوس اگر شہزادہ خداداد اسوقت زندہ ہوتا اس غنیم کو ایکدم مین بھگا دیتا بہر کیف
شاہ ہیرن بھی اپنی فوج لے کے شہر سے باہر نکلا اور طیاری بھاگ جانیکی بھی کر رکھی تھی کہ جس صورت مین غنیم غالب آویگا تو دریا کی
سے اور کسی ملک کو نکل جاؤنگا القصہ جب دونون لشکر کا مقابلہ ہوا اور فوج غنیم کی چارون طرف سے اس بادشاہ کی
ج کو گھیر کر چاہتی تھی کہ سبکو بادشاہ سمیت تہ تیغ کرے ناگاہ ایک فوج سوارون کی نمود ہوئی دونون طرف کے
بادشاہ اوس فوج کو کہ نہایت چست و چالاک تھی دیکھکر نہایت متعجب ہوے اور نجانا کہ فوج کسکی طرف کی ہے جب وہ فوج قریب پہونچی

ایکبارگی حملہ دشمن کی فوج پر کرکے طرفۃ العین مین اوسکو ہزیمت دی اور تعاقب کرکے دشمن کے لشکر کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بادشاہ ہیرن
اس حال کو دیکھکر متحیر ہوا اور شکر خدا کا بجالایا اور اپنے لوگون سے کہا کہ اس فوج کے سردار کا نام دریافت کرو اور پوچھو کہ یہ کون ہی اور کہان
سے آیا جب فوج دشمن کی بالکل قتل ہوئی اور تھوڑی سی کہ باقی رہی تھی جان لیکر اپنی ادھر اودھر بھاگ گئی تب سردار اوس فوج کا اودھر سے خاطر جمع
کرکے واسطے ملاقات بادشاہ ہیرن کے آیا جب وہ دونون نزدیک ہوے بادشاہ ہیرن نے اوسکو پہچان لیا کہ یہ میرا پیارا بیٹا خداداد ہی پھر بادشاہ اتنا
شاد ہوا کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا اسواسطے کہ دشمن پر مظفر و منصور ہوا اور اپنے بیٹے خداداد کو زندہ صحیح و سالم پایا خداداد نے کہا خداوند جسکو آپنے
سنا تھا مارا گیا وہ مین ہون خدا نے آج کے دن کیواسطے مجھے زندہ رکھا تو آپکی خدمت بجالاؤن اور آپکے دشمن کو مارون بادشاہ نے کہا ای میرے پیارے فرزند مین تجھسے
مایوس تھا اور تیرے ملنے کی مجھے کب امید تھی کہ پھر تجھے زندہ دیکھونگا غرض دونون باپ بیٹے گھوڑون سے اوتر بغلگیر ہوے اور اوسکا ہاتھ پکڑکے کہا کہ مجھے
تمھاری جوانمردیونکا حال آگے سے خوب معلوم ہو چکا ہی خصوصاً چھڑانا اپنے کمبخت بھائیونکا حبشی مردم خوار سے اور حال بدسلوکی کا جو تمھارے ساتھہ
عمل مین لائے اب اپنی مان کے پاس چلو تمھارے غم مین روتے روتے پوست اور استخوان اوسکا رہگیا اور خبر فتح کی تمھارے ہاتھہ سے سنکر بہت خوش ہوگی
اثنای راہ مین شہزادے خداداد نے بادشاہ سے پوچھا خداوند آپکو احوال قلعہ حبشی مردم خوار کا اور چھڑانا شہزادونکا اوسکے ہاتھہ سے کیونکر معلوم
ہوا شاید میرے کسی بھائی نے آپ سے ظاہر کیا بادشاہ نے کہا نہین اونسے مجھے نہین یہ حال معلوم ہوا بلکہ شہزادی دریابار سے یہ حال مینے
سنا اور وہ بہت دنون سے ہمارے پاس رہتی ہی اور تمھارے بھائیون سے قصاص خون لینے کو کہتی ہی خداداد یہ مژدہ کہ شہزادی دریابار بھی یہین ہی
سنکر کمال خوش ہوا اور کہا کہ پہلے مین اپنی مان کے پاس جاؤنگا پھر شہزادی دریابار پاس بادشاہ ہیرن نے اپنے غنیم کا سر تن سے جدا کرکے تمام شہر مین تشہیر کیا
تاکہ سب لوگونکو دوچند خوشی ہوا ایک تو فتح دوسرے شہزادے خداداد کا زندہ شہر مین پہونچنا غرض گھر گھر ناچ و رنگ کی ضیافتین ہونے لگین ملکہ پیروز
اور شہزادی دریابار نے حضور مین بادشاہ کے حاضر ہوکے مبارکباد فتح کی عرض کی پھر وہ دونون خداداد سے ملاقات کرکے کمال خوش
ہوئین اور ہر ایک اوسکے گلے سے لگ کر روئے پھر چارون شخص دیر تک ایک جگہ بیٹھکر ادھر اودھر کی باتین کرتے رہے یہان تک کہ بادشاہ
اور اون دونون بیبیون کو کمال تعجب گذرا کہ خداداد باوجود زخمون سے چور ہونے کے اوس جنگل بیابان مین کیونکر زندہ رہا آخر بموجب استفسار
فرمانے بادشاہ کے خداداد نے کہا فجر کو گذرا ایک دہقان شتر سوار کا میرے خیمے مین ہوا اور مجھے زخمی خون آلودہ پڑا ہوا دیکھہ اونٹ پر سوار کر اپنے
گھر لے گیا اور جنگل کی بوٹیان پیسکر میرے زخمون پر رکھین اونکی تاثیر سے بہت جلد سب زخم بھر آئے اور مین چند عرصے مین تندرست ہو گیا
تب مین اوس دہقان کا شکر بجالا کے روانہ شہر ہیرن کا ہوا اثنای راہ مین فوج غنیم کی دیکھی کہ واسطے تسخیر شہر ہیرن کے بیشمار جاتی ہی مین نے
اپنے تئین گانون و قصبونکے لوگون پر کہ گرد نواح شہر کے تھے ظاہر کیا اور اونسے اعانت طلب کی اور بہت خلق کو جمع کرکے اپنے تئین اون
سب پر سردار کیا اور جلد اپنے تئین بروقت پونہچا کر آپکے اقبال سے دشمن کو شکست دی بادشاہ نے شکر خدا کا بجالایا اور کہا اون سب شہزادونکے
قتل کے لیے حکم دیتا ہون جو تیرے ساتھہ ایسی بدسلوکی سے پیش آئے خداداد نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ سب سزاوار ایسی سزا کے ہین لیکن آپکے
فرزند اور جگربند ہین مین نے اونکا گناہ معاف کیا امیدوار ہون کہ آپ بھی اون سے عفو کیجیے اور اونکی جان بخشی فرمائیے آخر میرے بھائی ہین بادشاہ نے
خداداد کے اصرار سے اون سب شہزادونکا قصور بخشا اور سب ارکان دولت کو جمع کرکے خداداد کے تئین اپنا ولیعہد کیا اور اون شہزادونکو قیدخانے

سے اپنے سامنے طلب کیا وہ سب اوسی حالت سے حاضر ہوئے شہزادہ خداداد سب کی زنجیرین اور بیڑیان کٹوا کے ایک ایک کے گلے ملا اور سب سے
بمحبت و الفت پیش آیا جیسے کہ قلعے مین حبشی مردم خوار کے اونسے پیار و الفت کی تھی خلق نے ایسے حسن سلوک پر کہ شہزادہ خداداد سے ظاہر ہوا ہزارہا تحسین و آفرین
کی پھر اوس جرّاح کو کہ خدمت شہزادی دریابار مین حاضر رہا تھا خلعت اور دولت دی بلکہ شہزادے نے اس قصے کو یہان تک کہکے شہریار سے کہا کہ جیسا
آپنے بدل جانے غضب خلیفہ ہارون رشید کے عنایت اور لطف کے ساتھ بنسبت غانم اور اوسکی مان بہن کے تعجب کیا مجھے یقین ہے اگر قصہ سوتے جاگتے کا سنین گے
اوس سے زیادہ متعجب ہونگے غرض جب یہ قصہ خداداد کا تمام ہوا اور دنیازاد چھوٹی بہن شہرزاد نے موافق معمول کے کہا کہ ہمشیرہ کیا اچھی حکایت تمنے کہی اب کچھ اور کہو اوسنے
کہا اتنی فجر ہو گئی کل اگر میری جان بخشی ہوگی تو مین حکایت سوتے جاگتے کی کہ نہایت عجیب و غریب ہے کہونگی شہریار نے یہ سنکر حیات دی شہرزاد نے قصہ اسطرح کہنا شروع کیا

قصہ سوتے جاگتے اور خلیفہ ہارون رشید کا

بیچ عہد خلیفہ ہارون رشید کے ایک بڑا سوداگر شہر بغداد مین رہتا تھا اور وہ صرف ایک بیٹا ابو الحسن نام بی بی سنلوجہ کے بطن سے
رکھتا تھا ابو الحسن بعد اوسکے مرنے کے تنہا مالک اور وارث اوسکے سب مال کا کہ اوسنے بڑی محنت اور مشقت سے اپنی عمر بھر مین جمع کیا تھا ہوا اور
برخلاف اپنے باپ کے کہ بخیل اور ممسک تھا اسراف کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ سب دوستونکو بھی اسقدر دیا لیا کہ وہ سب غنی اور مالدار ہوگئے پھر اوسنے
اپنی دولت کے دو حصے کیے ایک حصے سے حویلیان اور دوکانین شہر کی خریدکین جنکا کرایہ تمام عمر اوسکے اخراجات کو بشرط صرفے کے کافی
و وافی تھا اور دوسرے حصے کو نقد کرکے رکھا کہ اوس سے ہر روز صرف کیا کرتا اور اکثر مصاحب اور دوست اوسکے ساتھ رہا کرتے صبح و شام طعام لذیذ
پر تکلف ابو الحسن کے ساتھ کھاتے جب دسترخوان کھانے کا واسطے ابو الحسن کے طیار ہوتا رنگ برنگ کے ظروف اور اقسام کھانون سے مانند گلزار کے
باغ و بہار نظر آتا اور دن رات ناچ گانا عورتون اور مردونکا دیکھا اور سنا کرتا اور نقال بھانڈ ہر روز نئی طرح کے تماشے اور نقلین اوسکے روبرو کیا کرتے
ایک ہی برس مین ابو الحسن اس اسراف سے مفلس ہو گیا اور سب دولت باپ کی تھوڑے زمانے مین خرچ کر ڈالی جب بیقدر ہوا اوسکو کھلانے پلانے کا نہ رہا دوستون
نے بھی اوسکے گھر کا آنا جانا موقوف کر دیا بلکہ اگر کہین راہ گذر مین ابو الحسن کسی کے سامنے آجاتا وہ مونہ اوسکی طرف سے پھیر آنکھین چرا جاتا اور اگر کہین
اونمین سے کوئی اوسکے دوچار ہو جاتا اور ابو الحسن اوسکو ٹھہراتا وہ عذر اور بہانہ کرکے چلا جاتا ابو الحسن دوستونکی بیمروتی سے نہایت افسردہ خاطر اور اونکی
ناسپاسی سے متحیر ہوا اور اکثر دل مین پچھتاتا تھا کہ جنکی خوشی کیواسطے مین نے ازراہ نادانی کے اپنی ساری دولت صرف کر ڈالی اونکی مروت کا یہ حال ہے
الغرض اس افسردگی اور ملال نے اوسکے دل مین اثر کیا ایکدن اپنی مان کے پاس گیا اور نہایت دلگیر ہوکے بیٹھا مان نے اوسکو افسردہ خاطر
پاکے پوچھا ای فرزند تیرا یہ کیا حال ہے ہمیشہ مین تجھے خوش اور بشاش پاتی تھی آج تو کیون اوداس ہے معلوم ہوا کہ تو سب دولت اپنے
باپ کی اڑا کر مفلس ہو گیا مین تیرا چلن اور رویہ دیکھ آگے سے جانتی تھی کہ تو جلد محتاج اور درماندہ ہو جائیگا مگر تاہم جانتی تھی کچھ دولت
اپنی گذران کیواسطے دور اندیشی کی راہ سے بچا رکھیگا کہ وقت پر اوسکا حظ اوٹھائیگا لیکن معلوم ہوا کہ کچھ نرکھا سب انھون نالائقون کو اپنا
دوست سمجھکر کھلا دیا اب تکلیف مین کون کام آتا ہے ابو الحسن نے یہ باتین مان کی سنکر رو دیا اور اپنے دوستونکے پاس جنپر کمال اعتماد
دوستی کا رکھتا تھا گیا اور اونسے قرض مانگا باوجودیکہ وہ سب اوسکی بدولت صاحب فراغت اور بخوبی تمام امیرانہ گذران کرتے تھے
سبھون نے اوس سے انکار کیا اور ناآشنا محض بن گئے نہایت بیمروتی سے صاف جواب دیا اون سب سے مایوس ہوکے مان کے پاس آیا اور کہا تمنے سچ

کہا تھا حقیقت مین سب نالائق نکلے کوئی اونمین سے قابل دوستی کے نتھا بہرکیف جب اوسکو حال اون یارون اور خود غرض قابو نکا
معلوم ہوا اوسنے عہد کیا کہ آئیندہ اب کسی باشندہ بغداد سے ملاقات اور دوستی نکرونگا اسباب بیچکر کچھ پایہ قلیل بہم پہونچایا اور اوسکو بہت
احتیاط سے رکھا فقط ایک اجنبی شخص تازہ وارد کو اپنے گھر لے آتا کھانا شب کا اوسکے ساتھ کھاتا آدھی رات تک اوس سے باتین اختلاط کی کیا کرتا اور
فجر کو اوسے رخصت کر دیتا وہ دوسرے روز دوسرے مسافر کو بلا لاتا اور اسیطرح کا معاملہ رکھتا غرض روز ایک نئے مسافر کی ضیافت کیا کرتا
اور فجر سے کھانا پکوانے مین مصروف رہکر پانچ چار گھڑی دن رہے بغداد کے پل پر واسطے تلاش کرنے مسافر کے جا بیٹھا کرتا اور شب کو
اوسکی دعوت کرتا اور باتون سے اپنا دل بہلاتا اور فجر کو اوسے رخصت کرکے کہتا اب تم پھر میرے گھر نہ آنا اور نہ قصد میری ملاقات کا
کرنا غرض وہ اسقدر دوستی سے دوستونکی بے اعتقاد ہوگیا تھا کہ کثرت ملاقات سے بھاگتا اور بضرورت کہ اوسکو عادت مہمان کے ساتھ
کھانیکی ہوگئی تھی بلا اسکے رہ بھی نہین سکتا تھا اسیواسطے یہ امر ٹھیرایا کہ فقط دوپہر کی مسافر اجنبی سے ملاقات رکھی اور دوسرے دن پھر اوسکو نہ بلاتا
اگر اتفاقات سے اوس سے کہین راہ مین دوچار ہوجاتا اوسکی طرف آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھتا اور جواب سلام کا اوسکو نہ دیتا ایکروز ابو الحسن موافق معمول
کے مسافر تازہ وارد کی تلاش مین بغداد کے پل پر جا بیٹھا اوس روز خلیفہ ہارون رشید سے دوچار ہوا لیکن خلیفہ نے اپنی وضع کو ایسا بدلا تھا کہ
کوئی اوسکو پہچان نہین سکتا اگرچہ بادشاہ بہت زیرک اور حکام عدالت رکھتا تھا اور وہ سب نہایت حفاظت شہر مین دن رات مصروف رہا کرتے تھے
باوجود اس سب کے وہ آپ بھی بھیس اکثر بدلکر واسطے دریافت کرنے حال شہر اور شہر والونکے رات کو نکلا کرتا خلیفہ نے اس امر کیواسطے ایک معمول مقرر کیا
تھا کہ پہلی تاریخ ہر مہینے کی ہر شام بغداد کی شاہراہون مین بھیس بدلکر سیر کیا کرتا اور نیک و بد اہل شہر پر مطلع ہوتا چنانچہ اوس روز شہر موصل کے
سوداگرونکی وضع پر بھیس بدلکر نکلا اور ایک غلام اوسکا نہایت قوی اور آور ہمراہ اوسکے تھا جب ابو الحسن اوسے دیکھکر سمجھا کہ یہ کوئی تاجر موصل کا ہے جلدی
سے برابر اوسکے جاکر سلام علیک کی اور حسب معمول مبارکباد اور مرحبا کہکے عرض کیا بندہ امیدوار ہے کہ آج شب بندہ خانے مین تشریف فرما ہوکر رفع ماندگی
راہ و رنج دل ما حضر سے سرفراز فرمایئے القصہ اوس مسافر کو کہ حقیقت مین خلیفہ ہارون رشید تھا اپنے گھر لے آیا اور اثناے راہ مین اوسکو اپنے دستور سے آگاہ کیا
خلیفہ نے ابو الحسن کی بھولی بھولی باتین اور اوسکا دستور سنکر چاہا کہ اسمین کچھ راز قابل دریافت کرنیکے ہے اوسکی دعوت قبول کر اوسکے ساتھ ہولیا
ابو الحسن نے خلیفہ کو اپنے گھر لیجاکے دیوان خانے مین جو فرش اور شیشہ آلات سے مرتب اور سجا ہوا تھا مسند پر بٹھایا پھر دسترخوان سفید بچھا کر کھانا اوسپر چن دیا
ابو الحسن کی ماں کھانا پکانے مین بے نظیر تھی ابو الحسن کی خاطر سے خود آپ کھانا پکایا کرتی چنانچہ اوس دن تین قاب مین کھانیکی تھین ایک مین مرغ آختہ اور چار جوڑے
مرغ کے خوبصورتی سے رکھا ہوا اور دوسری قاب مین ایک بط فربہ کا کباب اور تیسری مین مرغ پخت کبوتر وغیرہ سب کھانا اتنا بہت تھا کہ کئی آدمیون کو
کافی ہوتا ابو الحسن اپنے مہمان عزیز کے مقابل ہو بیٹھا اور کھانا شروع کیا اچھی چیز کو اپنے سامنے سے اوٹھا کر مہمان کے آگے رکھتا اور موافق دستور اوس
ملک کے دونون کھانے کے وقت خاموش تھے جب وہ دونون خوب سیر ہوکر کھا چکے خلیفہ کے غلام نے سیلابچی آفتابہ لاکر اونکے ہاتھ دھلوائے پھر
جب کھانا اوٹھایا گیا ابو الحسن کی ماں نے خوبصورت تشتریون مین میوے اور لوز بادام وغیرہ لگاکر اونکے روبرو رکھے جب شام ہوئی ابو الحسن نے
شمعین روشن کین شیشے اور گلاس خوبصورت شراب کے لاکر حاضر کیے اور اپنی ماں سے تاکید کی کہ مہمان کے غلام کو اچھی طرح سے
کھانا کھلوانا پھر ابو الحسن نے گلاس شراب کا بھر کے پہلے اپنے مہمان کو تواضع کیا بعد اوسکے آپ پیا خلیفہ نے بھی پہلے

ابو الحسن کو ایک گلاس پلایا پھر آپ نوش کیا جب وہ دونون نشے سے شراب کے فی الجملہ سرور مین آئے خلیفہ ابو الحسن کی خوش طبعی اور
لطیفون سے نہایت محظوظ ہوا اور اوسکا نام اور حسب و نسب پوچھا اوسنے کہا میرا نام ابو الحسن ہی اور میرا باپ غریق رحمت ہوا سوداگر تھا
اگرچہ بہت سامان ریاست اوسکے پاس نہ تھے مگر عزت و حرمت سے اپنی گذران مانند اور تاجرون بغداد کے جو متوسط الحال ہین کیا کرتا تھا اوسکے بعد مین
جو اوسکا وارث تھا سب ترکے پر قابض اور متصرف ہوا اور مین نے اپنی ناتجربہ کاری سے بہت دولت باپ کی صرف کی مگر جب آدھی دولت میری املاک کے
خریدنے مین اور آدھی عیاشی اور دوستونکی تواضع مین خرچ ہو گئی دوستون نے کیسہ میرا خالی دیکھ میرے گھر کا آنا جانا موقوف کیا جب مجھے کمال تکلیف گذری
مین باسید اعانت ہر ایک دوست کے پاس گیا کسی نے میری مدد نکی سب بیمروتی سے پیش آئے تب مین خواب غفلت سے بیدار ہوا اور جانا کہ وہ سب یار خودغرض
تھے مینے اونسے ملنا چھوڑ دیا اور اپنے دل مین یہ عہد کیا کہ اہل بغداد سے کہ سخت بیمروت اور نااہل ہین کبھی نہ ملونگا بلکہ بجائے اونکے روز ایک تازہ وارد کو
فقط ایک شب کیواسطے لا کر اوسکو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤن اور پہر دو پہر رات تک اختلاط کر کے فجر ہوتے اوسکو رخصت کر دیا کرون جیسا کہ ابھی تمسے راہ مین
مذکور اسبات کا کیا تھا پر آج حسن اتفاق سے تم ایسا شخص ثقہ قابل صحبت میرے ہاتھ لگا خلیفہ ابو الحسن کی یہ باتین سنکر بہت خوش ہوا اور کہا تمنے خوب
کیا کہ ایسے یارون خودغرض سے ملاقات ترک کر دی اب تمھاری اوقات خوب لطف سے گذرتی ہی روز اپنا جی نئے مسافر تازہ وارد سے بہلاتے ہو
اور فجر کو اوسکو رخصت کر کے پھر اوس سے کچھ سرو کار نہین رکھتے ہو اور تم بڑے مذاق کے آدمی ہو مجکو تمھاری خوش اوقاتی اور فارغ البالی پر رشک
آتا ہی پھر وہ دونون دیر تک شراب پیتے اور باتین خوش طبعی کی کرتے جاتے تھے اسمین رات بہت آئی خلیفہ نے کہا رات بہت آئی اور مجھے فجر کو
منزل چلنا ہی چاہتا ہون کہ سو رہون اور تمنے بھی کہ میرے سبب سے بہت تکلیف اوٹھائی ہی اب آرام کرو صبح کو قبل تمھارے بیدار ہونے کے
چلا جاؤنگا مگر چاہتا ہون کہ عوض تمھارے احسان کے جو بے غرض اور بے تعارف محض اپنی خوش اخلاقی اور مہمان نوازی سے نسبت میرے عمل مین
لائے ہو کچھ مین بھی تمھاری خدمت بجالاؤن اور جس کار کی تمنا رکھتے ہو فرماؤ شاید مجسے یا میرے دوستون سے وہ امر بر آوے کہ موجب میری خوشی کا ہو
اور مین مثل بغدادیونکے نہین ہون ابو الحسن نے یہ بات سنکر خلیفہ سے جسے سوداگر سمجھے ہوے تھا کہا اے میرے مہمان عزیز جو تمنے ازراہ مہربانی اور شفقت کے
فرمایا مینے اوسکو دل سے سنا اور نہایت تمھارا ممنون اور شاکر ہوا مگر تم خوب جانو کہ مین نہ تو کوئی کام اور نہ کوئی خواہش اور آرزو ایسی اپنے
دل مین رکھتا ہون جسکو تمسے ظاہر کرون واللہ کسی طرح کی ہوس مجکو نہین اپنی قسمت پر راضی و شاکر ہون اور یہ جو تمنے کہا کہ میرے
احسان کے عوض کچھ خدمت میری بجالاؤ خدا گواہ ہی کہ مین خود تمھارا ممنون احسان ہوا کہ تمنے ازراہ بندہ نوازی کے میرے غریب خانے
مین قدم رنجہ فرمایا اور نان و نمک کہ قابل تمھارے غلامون کے نتھا تناول کر کے مجکو سرفراز کیا مگر ایک امر سے مجکو ہمیشہ رنج پونہچا کرتا ہی اگر
مرضی ہو تو اوسکو ظاہر کرون لیکن جو وہ امر تمسے کہ پردیسی ہو کچھ علاقہ نہین رکھتا بہر حال وہ امر یہ ہی تم خوب جانتے ہو کہ شہر بغداد مین ہزارون محلے
ہین اور ہر محلے مین ایک مسجد اور ایک موذن کہ پانچ وقت اہل محلہ کو واسطے نماز کے اذان کہکے بلاتا اور جمع کرتا ہی اس محلے کا موذن جسمین مین
رہتا ہون پیر اور نہایت ترش رو اور ریاکار ہی اوسکے چار دوستدار ہین کہ وہ بھی مثل اوسکے بدنفس مردم آزار ہین یہ وہ چارون
آدمی موذن کے گھر پر جا کر واسطے اذیت دینے اہل محلہ کے باہم مشورہ کرتے ہین اور اکثر مجکو اور سب محلے والون کو اونکے ہاتھ سے
اذیت پہونچتی ہی اور وہ بدکردار ہمیشہ سبکو دھمکاتے اور بھلا برا کہتے ہین اس سبب سے ہم لوگ اونکی اذیت رسانی سے خائف اور

ترسان رہتے ہین مین اونکو دیکھکر نہایت ناخوش ہوتا ہون خلیفہ نے کہا پھر اس امر کی تدبیر تمنے اپنے دل مین کیا سوچی ہے ابوالحسن نے کہا
اونکی سزا کیواسطے خدا سے دعا مانگتا ہون کہ فقط ایک دن کیلیے مجھے بجاے خلیفہ ہارون رشید کے کر دے خلیفہ نے پوچھا بالفرض اگر تم بجاے خلیفہ
ہارون رشید کے ہوجاؤ تو کیا کروگے ابوالحسن نے کہا جس صورت مین کہ مین بجاے خلیفہ ہارون رشید کے ہوجاؤن تو حکم دون کہ سو سو درے اون
چار بڈھون کو جو مشیر اوس موذن کے ہین اور چار سو فقط اوس موذن کو لگائے جائین تا میرے دل کا ارمان نکلے اور اونکو عبرت اور تنبیہ ہو کہ
آیندہ اہل محلہ کو اذیت نہ پونہچائین خلیفہ اس خواہش سے ابوالحسن کی نہایت خوش ہوا اور چونکہ وہ خوش طبع تھا گویا اوسنے ایک اشارہ پایا
کہ اس امر کو اوسیکے ہاتھ سے خوش اسلوبی کے ساتھ عمل مین لاوے پھر اوسنے ابوالحسن سے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ ایسے شریرون کو
ایسی ہی سزا اور تنبیہ ہو اور یہ خواہش جو رکھتے ہو خدا کی قدرت سے بعید نہین کہ تمکو قدرت اور اختیار مثل خلیفہ کے حاصل ہو اور عجب نہین کہ خلیفہ اگر تمھاری
حسن تدبیر اور لیاقت پر آگاہ ہو ایکدن کیواسطے تمکو اپنے قائم مقام کر کے کل اختیار تمکو دیوے اس صورت مین تم بخوبی اون مفسدون کو سزا
قرار واقعی دے سکوگے مین ایک غریب سوداگر اجنبی ہون الا مین اونکو جو سزا تمنے تجویز کی دیتا ابوالحسن نے کہا کہ تم مجھے بیوقوف سمجھکر میری
باتون پر تمسخر کرتے ہو یقین ہے کہ خلیفہ بھی ایسے منصوبون سے کہ مانند شیخ چلی کے ہین ہنسے گا خلیفہ نے کہا معاذ اللہ مین تمھارے اس خیال پر تمسخر نہین کرتا ہون
خدا نے منع کیا ہے کہ کسی بندۂ خدا پر کوئی نہ ہنسے خصوصاً تم ایسے محسن پر کہ مجکو میسافر کا کھانا اس محبت سے کھلایا ہنسون یا تمسخر کرون اور خلیفہ بھی
ہرگز اس منصوبے پر جو تمنے کیا ہے نہ ہنسے گا اب بہت باتین اور اختلاط تمنے کیے آدھی رات گذر گئی یہ وقت سونے کا ہے ابوالحسن نے کہا سچ کہتے ہو رات بہت
گئی مگر اس تھوڑی سی شراب کو جو باقی رہگئی ہے ہم تم پیکے سو رہین اور ایک بات اور تمسے کہنا ضرور ہے وہ یہ جسوقت تم یہانسے فجر کو سدھارو چاہیے
کہ دروازہ دیوانخانے کے یاد سے بند کر کے جانا اوسے کھلا نہ چھوڑ جانا خلیفہ نے جواب دیا بہت اچھا ایسا ہی کیا جائیگا پھر خلیفہ نے ایک گلاس بھر کر
پہلے آپ پیا اور دوسرے گلاس مین کچھ سفوف بیہوشی کا کہ اوسکے ساتھ تھا ملاکے ابوالحسن کو دیا اور کہا شام سے تم مجھے گلاس بھر بھر کے پلایا کیے اب
آخری گلاس میرے ہاتھ سے پیو ابوالحسن سلام کر کے اپنے مہمان کے ہاتھ سے وہ گلاس لیکے ایکدم مین پی گیا اوس سفوف بیہوشی نے فوراً اوسکے دماغ مین اثر
کیا لیکن گلاس کو اوسنے بدشواری رکھا اور غافل ہوکے سو رہا سر اوسکا دونون زانو پر جا لگا خلیفہ اس حال کو دیکھکر نہایت ہنسا پھر اپنے
غلام کو کہ غلام گردش مین کھانا کھاکے دست بستہ منتظر حکم کے کھڑا تھا بلاکے کہا اس آدمی کو اپنے کاندھے پر اوٹھا لے اور اس گھر کو خوب پہچان رکھ
کہ پھر جسوقت مین کہون پھر اسکو یہین لاکے چھوڑ جائیو غلام کہ نہایت قوی اور زور آور تھا آہستہ سے ابوالحسن کو اپنے کاندھے پر رکھ خلیفہ کے
ہمراہ ہو لیا خلیفہ نے اوس گھر سے نکلکر بے بند کیے دروازہ دیوانخانے کے جسکو ابوالحسن نے کہا تھا اپنے دولتخانے کی راہ لی یا عمداً اوس دروازے کو
واسطے کسی مصلحت کے بند نکیا ہو بہر صورت جب محل مین پونہچا پچھلے دروازے سے غلام کو ساتھ لیے ہوے اندر مکان کے جہان اوسکی خوابگاہ تھی گیا وہان سب
خواص امیر خواجہ سرا جنکی باری اوسوقت تھی منتظر خلیفہ کے تشریف لانے کے تھے حکم کیا کہ اس شخص کے کپڑے اوتار کے ہمارے شبخوابی کے کپڑے اسکو پہناؤ اور میرے
پلنگ پر اسکو سلاؤ اور خبردار کوئی شخص متنبہ نہ ہو اس جگہ کا کہ سوئے نہین اور جو کام خدمت میرے بیدار ہونیکے وقت کرتے ہو وہ سب اس شخص کے ساتھ کرنا
جسوقت کہ فجر کو بیدار ہو اسکو میرے قائم مقام سمجھکر سب آداب اور احکام اسکے فوراً بجالانا غرض مجھمین اور اسمین ذرا فرق نہ سمجھنا
اور اسکو مثل میرے امیر المومنین کہا کرنا بیبیون نے عرض کیا موافق ارشاد کے ہم سب بجالائینگے پھر وہ سب اپنی خدمتون اور مقامون کو

تصویر ابو الحسن کی نایبہ سے محل میں متحیر دیکھنے کی
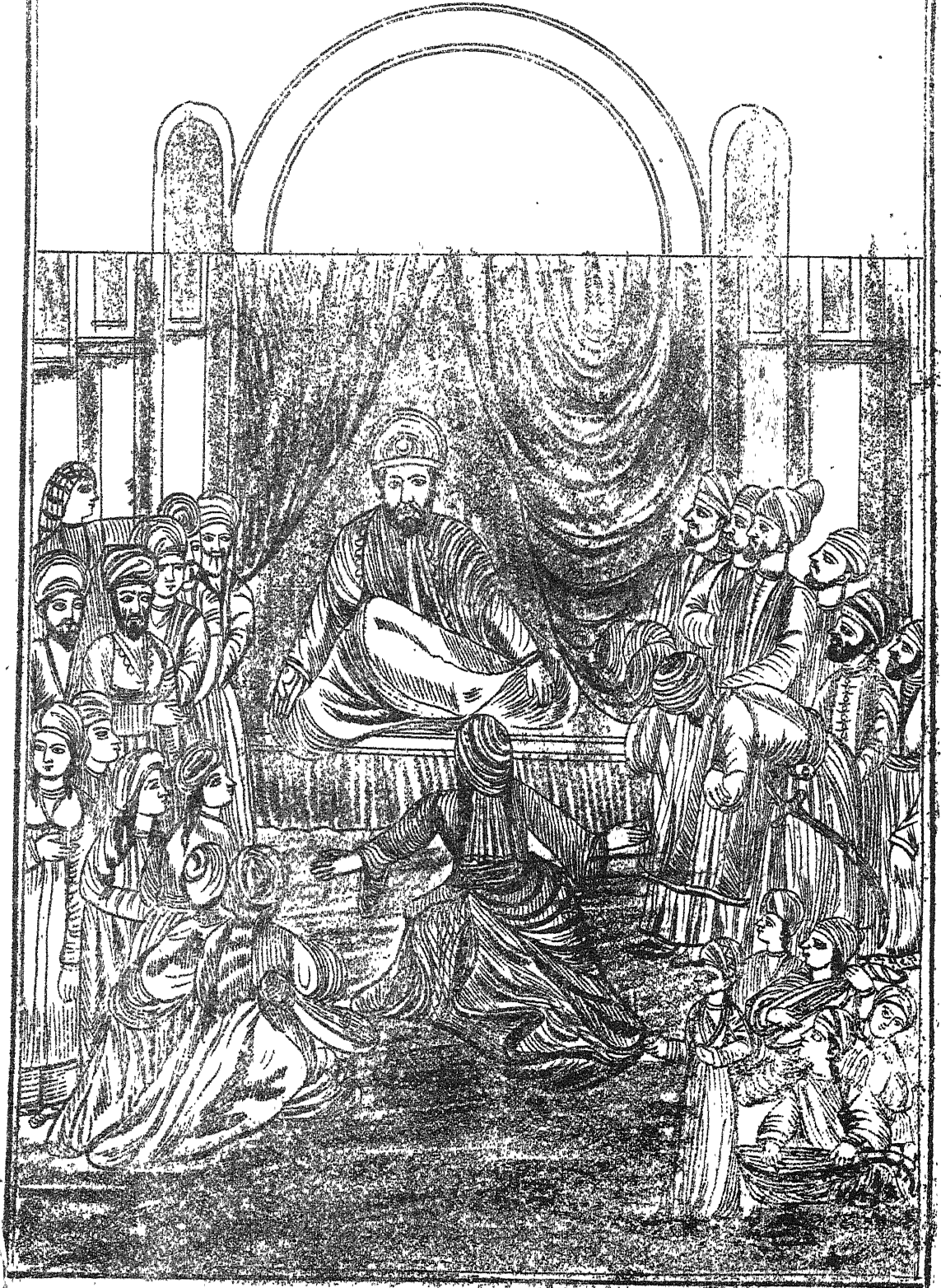
حاضر ہوئے خلیفہ خادمان محل سے یہ سب ماجرا تب کہ سنکے باہر آیا اور جعفر اپنے وزیر اعظم کو بلوا کر فرمایا کہ کل ایک شخص جو میرے پلنگ پر سوتا ہی میرا لباس
پہن تخت سلطنت پر بیٹھے گا اوسکو میرے قائم مقام جانکر تم سب آداب بادشاہی اوسکے حضور مین بجالانا اور تعمیل اوسکے حکمونکی کرنا اور جو
انعام کسیکو دلوائے ہمارے خزانے سے دینا اور سب امرا و ارکان دولت فجر کو حاضر ہوکر اوسکو مجرا کرین اور حاضر رہین اور مسرور خواجہ سرا کو
بھی اسیطرح کا حکم کیا کہ فجر کیوقت جسطرح سے کہ مجکو واسطے نماز کے اوٹھایا کرتا ہی اوس شخص کو بھی لحاظ اور طریق سے بیدار کیجیو یہ سب باتین
کہہ سنکر خلیفہ نے اور مکان مین آرام کیا غرض جب فجر ہوئی خلیفہ سویرے سے اوٹھکر ایسی جا پر بیٹھا جہان سے سب گفتگو اور حرکات ابوالحسن کے دیکھے
اور سنے اور اوسکو کوئی نہ دیکھے سب خواصین چوکیدار پلنگ کی کہ حاضر تھین ابوالحسن کے بیدار ہوتے ہی اپنے اپنے موقع اور قرینے سے حاضر
ہوکر منتظر حکم کی کھڑی ہوئین جب وقت نماز کا ہوا مسرور خواجہ سرا نے اوسکے سرہانے ابوالحسن کے کھڑا ہوا تھا ایک ٹکڑا اسفنج کا کہ سرکے مین ڈوبا ہوا تھا اوسکی
ناک کے پاس لیجاکر سونگھایا ابوالحسن سرکے کی تیزی سے چھینکا سر اوٹھا اور آنکھین کھولکر چاہا کہ بلغم تھوکے کہ ایک خواص نے جلدی سے سونے کے
اوگالدان مین اوسکو لے لیا تاکہ قالین پر گرکے فرش کو خراب نکرے فجر کیوقت معمول تھا کہ خلیفہ کو اسی طرح سے اسفنج کے ٹکڑے کو سونگھاتے تھے تا بیدار ہوکر
نماز فجر کی پڑھے ابوالحسن نے پھر اپنے سر کو تکیے پر رکھکر شمعونکی روشنی مین کہ کچھہ اوسوقت تک روشن تھین ایک بہت وسیع دالان کہ نہایت خوب
سجا اور آراستہ تھا دیکھا اوسکی چھت اقسام تصاویر سے منقش تھی اور گرد اوسکے حاشیہ طلائی تھا اور فرش اوسکا عمدہ قالینون کا اور جا بجا
اوسمین مرصع نگار اور منقش تصاویر سے لگی ہوئی تھین ابوالحسن نے خواصین حسین دیکھین کہ سامنے اوسکے دست بستہ کھڑی ہین بعضون کے
ہاتھہ مین اوگالدان رچھل وغیرہ تھے اور بعضون کے ہاتھہ مین آلات گانے بجانے کے کہ وقت پر گائین بجائین اور کئی خواجہ سرا لباس زرنگار پہنے ہوئے
ادب سے خاموش کھڑے ہوئے تھے اور جب اوسکی نظر لحاف اور پلنگ پوش پر پڑی دیکھا کہ لحاف و توشک قرمزی رنگ بھاری کمخاب کا تھا گرد اوسکے جھالر
موتیون اور ہیرونکی لگی ہوئی علی ہذا القیاس اور قبچہ اور مسہری وغیرہ لوازمہ پلنگ کا اسی وضع پر زرنگار تھا اور کنارے تکیون کے تاج خلیفہ کا رکھا ہوا
ابوالحسن ساز و سامان اور خواصونکو باین تکلف اور زرق برق دیکھہ نہایت متعجب ہوا اور خیال کیا کہ ان سب کو کیا مین خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین اگر
بیداری ہی تو مین مقرر خلیفہ ہون رات کو اوس مہمان سے ہنسی اور اختلاط مین ذکر خلیفہ ہونیکا آیا تھا شاید وہی خیال میرے دماغ مین اب تلک سمایا ہوا ہی اور
واقع مین کچھہ نہین اسی حیص بیص مین اپنی آنکھین بندکر قصد سونیکا کیا ایک خواجہ سرا نے نزدیک اوسکے آکے دست بستہ ہو عرض کیا کہ امیرالمومنین یہ وقت
آرام کرنیکا نہین وقت نماز کا ہی اور قریب ہی کہ آفتاب نکلے ابوالحسن اس بات کو سنکر نہایت متعجب ہوا اور اپنے تئین سوتا جانکر پھر آنکھین بندکرلین خواجہ سرا نے
کچھہ جواب اوس سے نپایا اور کچھہ آثار بیدار ہونیکے نہ دیکھے بعد ایک لحظے کے پھر کہا امیرالمومنین غلام عرض کرتا ہی کہ یہ وقت حضرت کے بیدار ہونیکا ہی
بیدار ہوکے وضو کیجیے اور نماز پڑھیے آفتاب نکلا چاہتا ہی ابوالحسن نے یہ بات سنکر دل مین کہا تم دھوکے مین ہو سوتے نہین ہین عالم بیداری ہی سوتا آدمی باتین نہین
سنتا مین تو سب باتین سنتا ہون پھر اوسنے آنکھہ کھولکے دیکھا کہ دن نکل آیا اور وہ چیزین جو شمع کی روشنی مین دیکھی تھین دن کے اوجیالے مین دیکھین
پھر تو وہ نہایت خوشی اور شگفتہ روئی سے پلنگ پر اوٹھہ بیٹھا اور معلوم کرگیا کہ میرے واسطے سلطنت حق تعالی نے عطا کی خلیفہ ہارون رشید
وہان پر بیٹھا ہوا سب اوسکے خیالات کو قیاس کرکے سمجھتا اور خوش ہوتا تھا اتنے مین ایک خواص کمسن اوسکے روبرو حاضر ہوکے زمین بوس
ہوئی اور گائنون نے حاضر ہوکے چھوٹے سُر دیکھین بانسلی بجاکے سلامی اوسکی دی شہنائی وغیرہ سازونکی آواز نے ایسا ابوالحسن کو مفتون

کیا کہ وہ ہوش کے اپنے تئین بھول گیا کہ میں کہاں ہون یہ شکوہ پیدا خیال آیا کہ میں سب کچھ دیکھتا ہون اور سنتا ہون سو خیال یا واقع جو ایسا
امر واقع ہو پھر اوسنے دونون آنکھون کو انگلیون سے ملکر کھولا اس میں کیا یہ عجائب سلطنت میں اپنی ... کا پہنے ہوئے اور ایسی بیبیان خوشکل با پری
اقسام ساز بجا رہی ہین جنکو میں دیکھتا اور سنتا ہون کیا حق میں کہاں ہون یہ خواب یا کہانی یا میں اپنے ہوش و حواس میں ہون یا نہیں آخر کو
اوسنے اپنے ہاتھون کو بستر پر سے اوٹھا اور اپنی آنکھون کو کھولا تب مسرور خواجہ سرا ابوالحسن کی حضور میں حاضر ہوا اور سر کو زمین تک جھکا کے بوسہ
دیا اور پھر سر کو اوٹھا کر عرض کیا کہ امیر المومنین آج کیا سبب ہی کہ حضور نے نماز صبح کی نہیں پڑھی شاید آج کی رات حضرت کو کچھ بدخوابی رہی
یا کچھ طبیعت حضور کے دشمنون کی سست تھی اب اوٹھکر دربار میں تشریف لیجلیے اور موافق دستور کے امور سلطنت کو ملاحظہ اور اجرا فرمایئے
ارکان دولت منتظر ہین کہ حضرت برآمد ہون وقت اجلاس کا آپہنچا مسرور کی باتین سنکر ابوالحسن کو یقین ہوا کہ میں بیدار ہون اور یہ جگہ جسمین میں
ہون خواب نہیں سب واقعی ہی مگر پھر تصور کیا کہ یہ سب مجھکو کیونکر حاصل ہوا پھر اوسنے مسرور سے پوچھا کہ تو نے یہ باتین کس سے کہین اور کس کو امیر المومنین کہتا ہی میں تو
تجھے نہیں پہچانتا شاید تونے اور کسی کے دھوکے سے مجھکو اس خطاب سے پکارا مسرور نے کہا ای خداوند نعمت یہ بات آپ کیا ارشاد فرماتے ہین یا غلام کو آزماتے
ہین آپ کیا امیر المومنین نہیں اور بادشاہ تمام عالم کے مشرق سے مغرب تک اور نائب رسول اللہ کے روی زمین پر جو کہ مالک سب کے ہین زمین سے آسمان تک
فدوی خاص الخاص غریب مسرور بہ سو برس سے خانہ زاد اور خدمتگار اس دولت کا ہی وہ تو نہیں اپنے خاوند کو بھول گیا امیدوار ہون کہ غلام پر وہی
نظر عنایت کی رکھیے جیسی کہ قدیم سے فرماتے آتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے کوئی خواب پریشان رات کو دیکھا جسکے سبب سے ایسی باتین خلاف معمول
ارشاد کین ابوالحسن مسرور کی یہ باتین سنکر بہت ہنسا یہانتک کہ پشت اوسکی تکیے سے لگ گئی خلیفہ بھی نہایت خوشی سے چاہتا تھا کہ ٹھٹھا مار کر
ہنسے مگر اپنے تئین ضبط کیا کہ کہیں ابوالحسن اوسکی آواز نہ سن لے غرض ابوالحسن بہت تک ہنستا رہا پھر اپنے بچھونے پر درست ہو کے بیٹھا اور ایک حبشی بچے
خورد سال سے کہ سیاہ رنگ مثل مسرور کے تھا کہا سچ کہو میں کون ہون اوس حبشی بچے نے عرض کیا آپ امیر المومنین اور نائب خاتم المرسلین ہین ابوالحسن نے کہا
تو بڑا جھوٹا ہی اسی سے تیری صورت سیاہ مانند سیاہ کتے کے ہو گئی پھر اوسنے ایک خواص کو کہ نسبت اورون کے نزدیک کھڑی تھی پکارا کہ اے حسینہ ادھر آ
اور اپنا ہاتھ آگے بڑھا کے اوس سے کہا کہ تو میری انگلی کی پور اپنے دانت سے کاٹ تا میں دریافت کرون کہ سوتا ہون یا جاگتا وہ خواص نے جانا کہ خلیفہ بھی چھپا ہوا
اس احوال کو دیکھ رہا ہی نہایت خوش ہو تحمل اور سنجیدگی سے آگے جا کے اوسکی انگلی کی پور آہستہ اپنے دانت کے نیچے دبائی ابوالحسن نے درد سے جلد اپنا ہاتھ
کھینچ لیا اور کہا ای خدا کس کرامات سے میں ایک ہی رات میں خلیفہ بن گیا یہ بات بڑے تعجب کی ہی پھر اوس خواص سے کہا تجکو خدا کی قسم ہی سچ کہو کیا
میں سچ مچ امیر المومنین اور تمہارا صاحب ہون اوسنے کہا کہ حقیقت میں آپ امیر المومنین ہین اور ہم سب آپ کے لونڈی غلام ہین پھر جب
ابوالحسن نے قصد اوٹھنے کا کیا ایک خواجہ سرا نے دوڑ کر اوسکا ہاتھ تھام لیا اور اوسنے اوٹھایا جب وہ کھڑا ہوا سارے محل میں آواز سلام سے
موافق قاعدہ بادشاہی کے غل پڑ گیا سب خواجہ سرا اور خادمان محل نے بعد مجرا کرنے کے دعا دی کہ حق تعالی آپ کے اس دن کو بخیر و خوبی
گذرانے ابوالحسن نے دل میں کہا ای خدا یہ کیا معاملہ ہی کہ کل میں ابوالحسن تھا اور آج میں خلیفہ امیر المومنین بن گیا میرے قیاس میں کچھ
نہیں آتا کہ کیونکر میں رتبہ عالی کو پہونچ گیا پھر خواجہ سراؤن نے اوسے پوشاک خلیفہ کی پہنائی اور سب دونون طرف صف باندھکر دروازے
تک کھڑے ہوئے مسرور آگے ہو کے اوسے دربار عام میں لے گیا ابوالحسن اندر جا کے تخت کے پاس کھڑا ہوا تا کہ لوگ اوسکا

ہاتھ پکڑ تخت پر چڑھا وین دو سمرا جلیل الشان آگے آکر اوسکے بازو پکڑے اور تخت پر بٹھایا بمجرد اجلاس فرمانے کے چاروں طرف سے آواز دعا و تسلیم بلازمونکی بلند ہوئی کہ جسکے سننے سے نہایت وہ خوش ہوا اور دہنی بائین طرف دیکھا کہ بڑے بڑے سرفراز بستہ صف باندھکر کھڑے ہین پھر جب اوسنے موافق دستور خلیفہ ہارون رشید کے دربار مین جاکر جلوس فرمایا اور سبکو دیکھنے اور ہرایک کی عرض معروض سننے لگا وزیر اعظم کہ پیچھے بادشاہ کے بجائے خلیفہ کے حکمرانی کیا کرتا تھا ابوالحسن کو دیکھکر حاضر ہوا اور موافق دستور کے آداب مجرا بجالا کے دعا دی کہ حضرت امیر المومنین ہم پر خدا کا سایہ رہے اور ہزارون برس سلامت رہین جہان مین آپکا بڑا رتبہ اور دوست خوش دشمن پائمال ہون یہ سب حال دیکھکر ابوالحسن کو یقین ہوا کہ مین جاگتا ہون خواب نہین سمجھتا اور یہ مین مقرر خلیفہ ہوگیا جیسا کہ مین چاہتا تھا بے محنت اور مشقت کے خدا نے مجکو بادشاہ کردیا اور حکمرانی شروع کی پہلے وزیر اعظم سے کہ دست بستہ مودب اوسکے روبرو کھڑا تھا کہا کچھ مجکو کہنا ہے اوسنے عرض کیا کہ سب امیر اور سردار ج وغیرہ عملہ سلطانی واسطے عرض کرنے آداب اور بجالانے احکام کے باہر حاضر ہین اگر اجازت ہو تو حضور مین حاضر ہوکر تسلیمات بجالائین ابوالحسن نے فرمایا کہ دروازہ دربار کا کھلوا دو وزیر نے چوبدارونکو حکم کیا کہ سبکو آنے دے پھر سب حاضر ہوکر مجرا گاہ کے آداب کورنش بجالائے اور پھر اپنی اپنی جگہ پر جاکر چپ خاموش کھڑے ہوے جب سبکا مجرا ہوچکا تب وزیر نے کہ تہہ آگے تخت کے تھا عرضیان لوگونکی گذرانین اور حال ہرایک کا معروض کا عرض کرنے لگا قبل اوسکے کہ وزیر اون مقدمات کو طے کرے ابوالحسن نے کوتوال شہر کو بلا کر فرمایا کہ تو فلانے محلے مین جاکر موذن کو جو اوس محلے کی مسجد کا ہے چار سو درے اوسکے پاؤن پر لگا اور چار شخصون کو جو اوس موذن کے مشیر ہین سو سو درے مارکر پھر اون پانچونکا اونٹون پر سوار کرکے سب محلون مین شہر کے تشہیر کرا کے اور منادی کرتے جاوین کہ یہ سزا اون لوگونکی ہے جو اپنے محلے کے لوگونکو ایذا پہنچاوین اور اونپر جھوٹی تہمت کرین بعد تنبیہ اور تشہیر کے اونکو شہر سے نکلوا دے کوتوال نے بموجب حکم ابوالحسن کے اوس محلے مین جاکر پانچون شخصونکو سزا دی اور شہر سے اونکا اخراج کیا خلیفہ نے اس امر کو جائز رکھا اسواسطے کہ ابوالحسن سے اونکی شرارت کا حال اوسے معلوم ہوچکا تھا اس عرصے مین وزیر نے بھی اپنی عرض معروض سے فراغت پائی اور کوتوال نے حاضر ہوکے ابوالحسن سے کہا مین نے بموجب حکم حضور کے موذن فلانے محلے اور اوسکے چار مشیرون کو سزا دے اور تشہیر کرکے شہر بدر کردیا اس امر پر صورت حال کے گواہ مین اہل محلہ سے اپنے ساتھ رکھتا تھا ابوالحسن کے ملاحظے مین لایا ابوالحسن نے اوسکو پڑھا اور نام اہل محلہ اپنے کے پڑھکر پہچانے کو توال سے مسکرا کے فرمایا مین اس امر سے بہت خوش ہوا اور میری خاطر جمع ہوئی خلیفہ بھی چھپے ہوئے اوسکی خوشی کو دیکھتے اور خوش ہوتے تھے بعد اسکے ابوالحسن نے وزیر اعظم سے فرمایا کہ ایکہزار اشرفی فلانے محلے مین اس شہر کے جاکر ابوالحسن کی ماں کو جسکو سب کوئی جانتے پہچانتے ہین بھجوا دے وزیر نے اوسیوقت تھیلی ہزار اشرفی کی اپنے غلام کے ہاتھ ابوالحسن کی ماں کو بھجوا دی جب غلام نے تھیلی اشرفیونکی ابوالحسن کی ماں کو جاکر خلیفہ کیطرف سے دی وہ ضعیفہ اس حال سے کچھ خبر اور اطلاع نہین رکھتی تھی نہایت خوش اور متعجب ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ خلیفہ نے میرے حال پر کمال سرفرازی فرمائی پھر وزیر نے آکے ابوالحسن کو آگاہ کیا کہ بموجب ارشاد حضور کے ہزار اشرفیان ابوالحسن کی ماں کو پہنچا دی گئین ابوالحسن سنکر خوش ہوا جب سب امور درباری سے فراغت ہوئی اہل دربار موافق معمول کے مجرا کر رخصت ہوئے فقط وزیر اور مسرور ابوالحسن کے ساتھ رہگئے اوسوقت ابوالحسن تخت سے باعانت وزیر اور مسرور کے نیچے اوترا اور اوسی مکان مین جسمین پہلے تھا گیا اثناے راہ مین اوسے حاجت مکان ضرور کی ہوئی اس حال کو دریافت کرکے معتمد نے پاخانہ بادشاہی کو کہ نہایت تکلف کا تھا کھولدیا وہ پاخانہ

سنگ مرمر سفید کا اور اوسپر قالین ولایتی اور مخمل کاشانی بچھے ہوئے تھے داروغہ نے اوس مکان کے زربفتی جوڑا جوتی کا کہ خلیفہ اوسی کو پہنکر پاےخانے
مین جایا کرتا تھا لا کر ابوالحسن کے آگے رکھا ابوالحسن کہ اوسکے مصرف سے آگاہ نتھا اون جوتیونکو اوٹھا کر اپنی آستینونمین کہ بہت کشادہ تھین
رکھلیا ابوالحسن کی اس حرکت سے وزیر اعظم مسرور وغیرہ افسرون کو نہایت ہنسی آئی مگر اونھون نے خلیفہ کے خوف سے ضبط کیا آخر وزیر نے
عرض کیا کہ یہ جوتی پہنکر پائخانے کو جاتے ہین پھر وہ اوس جوتی کو پانو مین پہن پائخانے گیا اور جب وہ فراغت کرکے باہر نکلا مسرور آگے
ہوکے اوسے کھانا کھانے کے مکان مین لیگیا جسمین دسترخوان کھانے کا مرتب تھا بمجرد پہونچنے ابوالحسن کے دروازہ اوس طرف کا کھل گیا اور خوجہ سرا
واسطے بلانے مغنیونکے دوڑے خاصے پر بیٹھنے کے ساتھ ہی اونھون نے گانا اور بجانا شروع کیا جسے سنتے ہی ابوالحسن کمال خوش ہوا اور سوچنے لگا کہ آیا ان
سب امورونکو خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین پھر اپنے دل مین کہا کہ یہ تو خواب نہین خواب آدمی نہین دیکھتا مگر جسوقت کہ سوتا ہی اور مین سوتا
نہین مین اپنے ہوش اور حواس مین چلتا پھرتا کہتا سنتا ہون مین نے اس حال مین اپنے تئین خلیفہ کو سونپا اب تک مجکو معلوم تھا کہ مین بادشاہ نہین
میرے سوا اور کوئی مالک ملک اور امر و نہی کا ہی لیکن بسبب اسکے کہ جو مینے کہا فورًا اوسکو بجا لائے اور یہ سب کچھ فقط میرے ہی واسطے معلوم ہوتا ہی
پس میرے سوا اور کوئی حاکم اور فرمانروا نہین ہر ایک چیز اوس جگہ کی حیرت افزا تھی ظروف سنہرے روپہلے جسکو ابوالحسن دیکھکر حیران ہوا سات
خواصین نہایت خوبصورت جوان اپنے ساز لیے ہوئے گرد اوس مکان کے کمال سلیقے اور انداز سے گا بجا رہی تھین اور سات ہی جھاڑ روشنی
کے بہت اچھے چھت مین اوس کمرے کے لٹکتے تھے درمیان مین دسترخوان بڑے تکلف سے بچھا ہوا تھا اور سات انگیٹھیان سونیکی دور دور
رکھی ہوئین جسمین طرح طرح کی خوشبوئین جلائی جاتی تھین اور اوسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا تھا اور سات خواصین جسمین جوان سراپا ناز و انداز پوشاکین
رنگ برنگ پر زرکی پہنے ہوئے گرد اوسکے کھڑین اور ہر ایک کے ہاتھ مین مورچھل اور پنکھیان جواہر کی ڈنڈیونکی تھین جب ابوالحسن اوس مکان مین داخل ہوا ہر قدم پر
ٹھہر کر عجائب اور غرائب چیزونکو دیکھتا اور متحیر ہوتا آخر بیچ مین اوس مکان کے جاکر خاصے پر بیٹھا بمجرد اوسکے بیٹھنے کے وہ ساتون
خواصین اوس نئے خلیفہ کو مورچھل ہلانے لگین ابوالحسن اونھین دیکھکر نہایت خوش ہوا اور مسکرا کے اونسے کہا باری باری تم مین
سے ایک مورچھل جھلنے کیواسطے کھڑی رہے اور چھہ دسترخوان پہ بیٹھین غرض تین کو دہنی طرف اور تین کو بائین طرف
اپنے بٹھالیا اور اون چیزونکو جو دسترخوان پر چنی ہوئی تھین دیکھکر خوش ہوتا وہ چھہ خواصین بموجب فرمانے کے دسترخوان
پر بیٹھ گئین مگر لحاظ سے خلیفہ کے ہاتھ کھانے مین نہین ڈالا پھر ابوالحسن نے کہکر اونکو شریک کھانیکے کیا اور اونسے اونکا نام
پوچھا اونھون نے عرض کیا ایک کا نام مرگ نین دوسری کا مرجان لب تیسری کا مہتاب چوتھی کا خورشید لقا پانچوین کا زینت العیون چھٹی کا
فرحت جان پھر اوس ساتوین سے جو پنکھا جھل رہی تھی پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اوسنے کہا میرا نام مشتری ہی پھر اوسنے ہر ایک کے نام پر لطیفہ کہا
خلیفہ بھی ایک مکان مین چھپا ہوا اوسکی باتون اور اختلاط پر خوش ہوتا جب خواصون نے جانا کہ ابوالحسن کھانا کھا چکا
خواجہ سراؤن سے کہ وہان حاضر تھے دوڑکر ایک نے سیلابچی دوسرے نے آفتابہ پانی کا لاکر اوسکے ہاتھ دھلوائے پھر اوسکو
وہان سے اور مکان مین لے گئے اور اوسمین تصویرین طلائی اوستادون کی بنائی ہوئین قرینے سے جابجا لگی ہوئی
تھین بمجرد داخل ہونے ابوالحسن کے اوس مکان مین گائنون نے گانا بجانا شروع کیا اور اوس مکان مین سات

قندیلین جنمین ہر بیگار ساتھ جگہ لٹکتی تھین اونکے نیچے دسترخوان بچھا ہوا تھا جسپر سات قابین سونیکی میوون خشک وتر سے
بھری ہوئی رکھی تھین اور وہان سات خواصین اور پہلی خواصون سے زیادہ طرحدار و حسین کھڑی دیکھین ابوالحسن اونکو دیکھکر زیادہ متحیر ہوا
اور دسترخوان پر بیٹھکر اونکو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا اور اونکے نام پوچھے اونھون نے بھی مثل پہلی خواصون کے اپنے نام بتائے پھر میوے
اوٹھاکر ہر ایک کو دینے لگا اور اونکو کھلوا تا گیا پھر اوس بارہ دری سے اوٹھکر مسرور کے ساتھ تیسری بارہ دری مین گیا وہ بھی مثل اون دو اول
کے آراستہ تھی وہان بھی سات طائفے گانے بجانے والیونکے نظر آئے اور سات خادمہ حسین سات پیالے سونے کے جسمین افشرے رنگ برنگ اور
شربت طرح طرح کے بھرے تھے لیے ہوے کھڑی تھین ابوالحسن کے دسترخوان پر بیٹھتے ہی گائنون نے گانا بجانا شروع کیا اوسنے تھوڑا بہت شربت
اور افشرہ بھی پیا اور سب سے کہا تم ان شربتونکو جسکو جو اچھا لگے پی جاؤ اسکے بعد ساقیونکے نام پوچھے اور اونکے نام سنکر بھی خوش ہوا پھر دیر تک خواصون سے
گفتگو اور اختلاط کرتا رہا اور خلیفہ بھی اوسکی ان باتون اور حرکات سے خوش ہوتا جب دن آخر ہوا ابوالحسن جو تھے مکان مین گیا وہ بھی مانند اور مکانون کے ہر ایک
چیز سے آراستہ تھا وہان سات فانوسین جنمین ہر بیگار جنمین شمعین کافوری روشن تھین اور سوا ان فانوسون کے روشنی اسقدر تھی کہ اوس بارہ دری مین عالم روز کا
نظر آتا تھا اور جو لطف کہ اسمین تھے مکان مین دیکھا اور نہ سنا تھا اس بارہ دری مین بھی سات طائفے گانے بجانے ناچنے والیونکے تھے کہ نہایت
خوبی اور انداز سے گاتے بجاتے جسکی صدا سے انسان بے اختیار ہو جاتا اور سوا اونکے سات خواصین اور اوسی حسن و جمال کی سونے کی تشترونمین طرح طرح کے
کلچے اور سنبوسے اور شیرینی وغیرہ لیے ہوے کھڑی تھین اور اسباب گزک کا کہ بعد پینے شراب کے ضروری اونکے پاس موجود تھا پھر ابوالحسن نے اوس
بارہ دری مین ایک جا پر سات صراحی نقرے کی دیکھین کہ نفیس شراب سے بھری ہوئی رکھی ہین اور سات ہی گلاس بلور کے نہایت صنعت اور کاریگری کے
بنے ہوئے ہر ایک صراحی کے پاس دھرے ہین ابوالحسن نے اون تینون مکانونمین سوے پانی کے اور کچھ نہ پیا تھا شہر بغداد کی رسم تھی کہ سر شام شراب مخفی پیتے
تھے اور دن کو اوس سے نہایت اجتناب کرتے تھے غرض جب ابوالحسن چوتھے مکان مین جاکر بیٹھا وہان سات خواصین نازنین کمال ناز اور بانکپنے سے کھڑی تھین
جنکے دیکھنے سے ابوالحسن کا دم اولٹ گیا اون سب سے کہ جنکو آگے دیکھا تھا خوبصورت زیادہ پا کے اونپر فریفتہ ہوا اور چاہا کہ اونسے باتین
کرے مگر شور و غل اور آواز گانے اور سازون خصوصًا طبلون اور سارنگی کی آواز سے اوسکو کچھ سنائی نہین دیتا تھا اسواسطے اوسنے
ہاتھون سے دستک دے کر گانے بجانیکو موقوف کیا اور جبکہ خاموش ہو گئے اوسنے اوس خواص کو جو نزدیک اوسکے کھڑی تھی
ہاتھ پکڑکے پاس اپنے بٹھالیا اور نام اوسکا پوچھا اوسنے کہا امیر المومنین نام میرا سلک مروارید ہے ابوالحسن نے کہا تمھارے دانت
سلک مروارید سے صفائی مین زیادہ رکھتے ہین جسنے تیرا یہ نام رکھا بڑی غلطی کی چاہیے تھا کہ اس سے بہتر نام ہوتا اب تو ایک گلاس شراب کا بھرکر مجھے
دے تا مین تیرے نازنین اور نازک ہاتھ سے پیون سلک مروارید نے جلدی سے گلاس بھرکے ابوالحسن کو دیا اوسنے اوس گلاس کو پیا پھر اوس سے
کہا اب تو ایک گلاس آپ پی اوسنے گلاس بھرکے قبل اسکے کہ پیے ایک گیت گایا ابوالحسن اوسے سنکر نہایت خوش ہوا پھر اوسنے اوسی طرح سے وقت
میوہ اوٹھاکے دوسری ایک خواص کو دیا اور پاس اپنے بٹھاکے نام اوسکا پوچھا اوسنے کہا نام میرا کوکب الصبح ہے ابوالحسن نے کہا تیری آنکھ
تیری کوکب سے زیادہ روشن ہے تیرا نام چاہیے تھا کہ اس سے بڑھکے ہوتا پھر اوسنے ایک گلاس کوکب الصبح کے ہاتھ سے پیا اور اسیطرح سے
تیسری خواص کو جسکا نام ضوء النہار تھا بلایا اور اوسکے ہاتھ سے بھی ایک گلاس بڑی خوشی سے نوش کیا ابوالحسن نے جب کئی

گلاس اونکے ہاتھ سے پیا مسرور نے جب آیا خلیفہ ہارون رشید کے پھر ایک گلاس شراب بھرا اور اوسمین سفوف بیہوشی کا ملا
اوسکے پاس لائی اور کہا اے امیر المومنین اس گلاس کو بھی میرے ہاتھ سے پیجیے اور قبل اسکے کہ تم پیو مین ایک گیت گاتی ہون جو گیت آج صبح کے
وقت مینے بنایا ہے اور ابتک کسی نے اوسے نہین سنا پھر وہ خواص بانسلی ہاتھ مین لیکر بجانے لگی اور اوسے بانسلی مین اوس گیت کو اوس کیفیت سے
گایا کہ ابوالحسن نے شروع سے آخر تک اوسکو سنکر وجد کیا پھر دو بارہ اوس سے وہ گیت گوایا اور نہایت خوش ہوا جب خواص وہ گیت گا چکی
ابوالحسن نے چاہا کہ بعد اوس گلاس پینے کے اوسکی تعریف کرے لیکن تاثیر سے سفوف کی سونہ کھولکر رہ گیا کچھ بات نکر سکا آنکھین اوسکی بند ہوگئین
ہاتھ اوسکے پھیل گئے جیسا کہ کوئی شخص غافل سوتا ہو غرض اوسکی وہی حالت ہوگئی جیسی کہ روز اول ہوئی تھی گلاس اوسکے ہاتھ سے چھٹکر قریب
تھا کہ زمین پر گر پڑے مگر خواص نے اوس گلاس کو دوڑ کر تھام لیا خلیفہ ابوالحسن کو بیہوش دیکھکر اپنی جگہ سے وہان آیا اور پوشاک بادشاہی کو اوسکے
بدن سے اوتروا کر اوسکے خاص کپڑے اوسکو پہنوائے اور اوس غلام کو فرمایا کہ اسکو اوسیطرح سے لیجا کر اسکے دیوانخانے مین لٹادے او روقت پھرنے کے
دروازہ اسکے دیوانخانے کا کھلا چھوڑ دے وہ غلام ابوالحسن کو اوٹھا اور کاندھے پر رکھ چور دروازے سے محل کے اوسکے گھر لے گیا اور اوسکو اوسکے بستر
پر لٹا دیا اور دوڑ کر محل کیطرف پھر گیا تاکہ اس حال سے خلیفہ کو اطلاع کرے پھر خلیفہ نے اپنے مقربون سے کہا کہ ابوالحسن اسیے عا مانگتا تھا ایک دن
کیواسطے خلیفہ ہووے تاکہ اپنے محلے کے موذن اور چار بڈھونکو جو اوسکے صلاح کار ہین سزا دے کہ ابوالحسن اور اوس محلے کے آدمیونکو اونکے ہاتھ سے
بڑی تکلیف پہونچتی تھی اسلیے مینے اس تدبیر سے ایکدن کیواسطے اوسکو خلیفہ بنایا اور اوسنے سوافق اپنی آرزو کے اوس موذن اور اوسکے رفیقون کو
سزا دی ابوالحسن رات تک اوسی غفلت اور بیہوشی مین اوس سفوف کی تاثیر سے پڑا رہا جب صبح ہوئی اور دن چڑھا اوسنے آنکھ کھولکر اپنے تئین گھر مین
دیکھا نہایت متحیر ہوا اسلئے کہ مسرور اور کوکب الصبح ضوء النہار مرجان لب مہتاب وغیرہ خواصون محل بادشاہی کو جو اوسکی خدمت مین حاضر تھین اور
اونکے نام اوسے یاد تھے پکارنے لگا کہ تم کہان ہو میرے پاس آؤ غرض اوسنے ایسے شور و غل سے خواصون اور خواجہ سراؤنکو پکارنا شروع کیا کہ اوسکی
مان آواز سنکر اوسکے پاس دوڑی آئی اور ابوالحسن سے کہا اے فرزند تجکو کیا ہوگیا کہ تو ایسی باتین کرتا ہے ابوالحسن نے اپنا سر اوٹھا کر اپنی مان کیطرف
نہایت تکبر اور غرور سے دیکھا اور کہا اے نیکبخت بی بی تو کسے اپنا فرزند کہتی ہے اوسکی مان نے کہا مین تجکو اپنا فرزند کہتی ہون کیا تو میرا فرزند
نہین ہے عجب بات ہے کہ تو ایکدن مین مجکو بھول گیا ابوالحسن نے کہا اے نامعقول عورت کیا مین تیرا بیٹا ہون تو ایسی بے لحاظ بات میری
نسبت کہتی ہے تیری یہ باتین جھوٹی ہین مین ابوالحسن نہین ہون مین امیر المومنین ہون اوسکی مان نے کہا بیٹا چپ ایسی بڑی بات سونہ سے
نہ نکال ابھی تجکو دیوانہ سمجھ لوگ پکڑ کر سزا دینگے ابوالحسن نے کہا مین دیوانہ نہین جیسا کہ تو خیال کرتی ہے میرے ہوش و حواس بجا ہین پھر مین
تجسے کہتا ہون کہ مین خلیفہ اور نائب رسول کا ہون کہ جو مالک دونون جہان کا ہے اوسکی مان نے کہا افسوس کہ تیرے حواس ٹھکانے نہین تجھے
سایہ کسی جن کا ہوگیا ہے یا شیطان نے تجھ مین حلول کیا جسکے سبب سے تو ایسی بہکی باتین کرنے لگا تیرا خدا حافظ ہے تو میرا بیٹا ابوالحسن ہے
اور مین مان ہون اور سب علامتون سے جو وہ بتا سکتی تھی اسے آگاہ کیا اور اوسکی غلطی ثابت کی تاکہ وہ اپنے ہوش مین آوے پھر اوسنے
کہا تو نہین دیکھتا کہ یہ گھر تیرا ہے یا محل خلیفہ کا تو ہمیشہ اسی گھر مین جب سے کہ تو پیدا ہوا ہے میرے ساتھ رہا کیا جو باتین کہ مینے
تجسے کہی ہین اونمین سوچ اور وہ باتین جو تو کہتا ہے چھوڑ یہ مرتبہ تجکو نہ ہے اور نہ کبھی ہوگا پھر کبھی ایسا ندکو کسی سے نکر یو ابوالحسن

نے اپنی مان کی باتین سنکر آنکھین کھولین اور اپنا سر اپنے ہاتھ پر رکھکے سوچنے لگا جیسا کہ کوئی شخص کسی امر کو بھول گیا ہو اور اوسے
سوچے پھر اپنی مان سے کہنے لگا کہ جو تو نے کہا وہ سب سچ ہے اور مین یہ بھی جانتا ہون کہ مین ابو الحسن ہون اور تو میری مان ہے اور اپنے گھر مین ہون
پھر چارون طرف دیکھکر کہا کہ اسمین کچھ شک نہین کہ مین ابو الحسن ہون لیکن معلوم نہین کس سبب سے میرے دماغ مین باتین سمائی ہین اوسکی
مان کو تصور ہوا کہ شاید میرے بیٹے کو کوئی بیماری دماغ کی ہوئی جسکے سبب سے ایسی بہکی باتین کرتا ہے یا اسنے کوئی خواب دیکھا یہ خیال کرکے
وہ ہنسنے لگی اور اوس سے پوچھا بیٹا تو نے آج کی رات کو کیا خواب دیکھا تھا ابو الحسن نے برعکس اوسکے اپنی مان کو گھرک کے کہا ای نامعقول عورت
تو سمجھکے نہین بولتی تو کیا جھک مارتی ہے مین ہرگز تیرا بیٹا نہین ہون اور نہ تو میری مان ہے تو نے بہت بڑی گستاخی کی کہ مجھے اپنا بیٹا تصور کیا تو نہین
جانتی کہ مین امیر المومنین ہون تو اب تک دھوکے اور شبہے مین ہے اوس ضعیفہ نے کہا خدا کے واسطے بیٹا اپنی زبان کو ایسی باتون سے بند کر کیا تو نے
قصہ ہمارے موذن کا جو ہمارے محلے کی مسجد مین ہے اور اوسکے چارون رفیقون کا نہین سنا کہ اپنے محلے کے لوگونکو دھمکاتے تھے اور اونھین فضیحت پہنچاتے
تھے کل کوتوال نے آکر اون پانچون آدمیونکو گرفتار کیا چار سو درّے موذن کو اور سو سو اون چارون بڈھونکو لگائے پھر اولٹا اونٹ پر سوار کر کے سارے شہر مین
تشہیر کیا اور اسکے بعد اون سبکو بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ شہر بدر کر دیا مین ڈرتی ہون بیٹا کہ کہین تیرا بھی یہی حال ہو ابو الحسن کی مان یہ نہین جانتی تھی
کہ موذن وغیرہ کی سزا اور جلا وطنی اوسکے حکم سے ہوئی صرف واسطے اوسکے ڈرانے کے اوسنے اس قصے کو ابو الحسن سے نقل کیا اور یہ بھی نہین جانتی تھی کہ
یاد دہی اس گذشتہ کی اور موجب ازدیاد خوف کا ہوگا الغرض ابو الحسن اس قصے کو اپنی مان سے سنکر کہنے لگا اب تم خوب طرح سے جانو کہ مین
نہ تمھارا بیٹا ہون اور نہ ابو الحسن بلکہ امیر المومنین ہون چاہیے کہ اب تجھے بھی اس دعوے مین جو مین کرتا ہون کچھ شک اور شبہہ باقی نرہیگا اسواسطے
کہ اوس موذن اور اوسکے چارون شریرونکو سزا میرے ہی حکم سے ہوئی ہے اب مین بیشک امیر المومنین ہون اسکو خواب نجانو کوتوال کو مین نے ہی حکم اوس
موذن وغیرہ کی سزا کا دیا تھا اور اوسنے فی الفور میرے حکم کی تعمیل کی تیرے ہی قول سے میرا امیر المومنین ہونا ثابت ہوا ابو الحسن کی مان کچھ
نہ سمجھی کہ ابو الحسن آگے سے زیادہ موذن کی سزا کا حال سنکر اپنی بات پر کیون مستقل ہوا مگر اوس سے کہا بیٹا خدا تیرے حال پر رحم کرے کوئی
ان باتونکو سنکر تیرے حق مین کیا کہیگا ابو الحسن یہ باتین اپنی مان سے سنکر نہایت غصے ہوا اور کہا او زن فرتوت چپ رہ ورنہ اوٹھکر ایسی تجھکو سزا
دونگا کہ یاد کریگی مین بیشک امیر المومنین ہون اوس نیک بی بی نے جانا کہ ابو الحسن آگے سے زیادہ بہکا اور اسکے دماغ مین نہایت شورش اور اختلال
پیدا ہوا اور درد فرزندی سے رونے لگی ابو الحسن کہ اوس خیال مین غرق اور ڈوبا ہوا تھا ذرا اپنی مان کے رونے پر خیال نکرکے اور سر رشتہ تعظیم و تکریم کا ہاتھ سے
چھوڑ اوسی غضب مین اوٹھ کھڑا ہوا اور ایک لاٹھی اوٹھا کر اپنی مان سے کہا ای ملعونہ سچ بتا کہ مین کون ہون اوس ضعیفہ نے پیار سے اوسکی طرف
دیکھکر کہا کہ تو میرا بیٹا ابو الحسن ہے اور مین وہی ہون کہ جسنے تجھے جنا اور دودھ پلایا تھا تو نے غلطی سے اپنا خطاب اتنا بڑھا
دیا بلکہ خطاب امیر المومنین کا خاص واسطے خلیفہ ہارون رشید کے ہے جسکے مین اور تو اور سب لوگ فرمانبردار ہین اور وہ خاوند اور خداوند نعمت
ہے ابھی کل اوسنے غلام کے ہاتھ ایک توڑا اشرفیونکا مجھے بھیج دیا ہم تم خدا سے ایسے امیر المومنین کے واسطے دعا خیر کرین کہ جسنے
ہمپر ایسی عنایت فرمائی ابو الحسن کو اشرفیونکا حال سننے سے زیادہ یقین اپنے امیر المومنین ہونیکا ہوا اسواسطے کہ وزیر جعفر نے اوسکے
حکم سے اشرفیان اوسکی مان کو بھجوائی تھین پھر اپنی مان سے کہا کہ بڑائی ہتگارہ اب بھی تجھے یقین میرے خلیفہ

ہونے کا نہین آتا کہ کل مینے ہی اپنے وزیر جعفر کے ہاتھہ ہزار اشرفیان تجھے بھیج دی تھین اور جو حکم کہ مین کرتا تھا فی الفور اوسکی تعمیل ہوتی
تھی باوجود ان سب باتون کے تو مجھے اپنا بیٹا کہتی ہے تجکو جھوٹ بولنے کی سزا مجھے دینا ضرور ہوا یہ کہکے ابو الحسن نے اپنی ماں کا ہاتھہ پکڑ کے
لکڑی سے خوب مارا وہ غریب ضعیفہ چلا چلا کے رونے لگی اوسکے رونے کی آواز سنکر محلے کے لوگ دوڑے آئے مگر ابو الحسن مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ مین
امیر المومنین ہون اور وہ ضعیفہ مار کھاتی جاتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ نہین تو میرا بیٹا ہے جب ہمسائے کے لوگ اوسکے مکان مین پہونچے ابو الحسن کا تھوڑا سا غصہ
کم ہوا وہ لکڑی اوسکے ہاتھہ سے چھین اون دونون کے درمیان مین آئے اور کہا کہ ابو الحسن تجکو کیا ہوگیا ہے خدا سے نہین ڈرتا ہے اور نہین سمجھتا
کہ کوئی بیٹا سعادتمند اپنی ماں پر ہاتھہ اوٹھاتا ہے تجکو شرم نہ آئی کہ اپنی ماں کو ایسا مارا اور وہ تجکو کسقدر پیار کرتی ہے ابو الحسن نہایت غصے مین آ اور آنکھین
نکالکر کہنے لگا ابو الحسن کون ہے جسے تم کہتے ہو کیا یہ نام تمنے میرا رکھا ہے ابو الحسن کے اس بات کو سنکر ہمسائے کے آدمی گھبرائے اور کہا کیا تو اس محلے
اور گھر مین نہین رہتا اور یہ بی بی تیری ماں نہین اور تجھے اسنے نہین جنا ابو الحسن نے کہا مین اس عورت فلیل کو نہین پہچانتا اور نہ تمھین جانتا ہون کہ تم
کون بلا ہو اور مین ابو الحسن نہین امیر المومنین ہون اگر تم اس بات سے واقف نہین ہوگے تمکو اس سے آگاہ کرونگا اس بات سے سبھون نے جانا کہ یہ دیوانہ
ہوگیا جیسا کہ اسنے اپنی ماں کو مارا ہم سبکو بھی ماریگا اونمین سے ایک شخص نے دوڑ کر داروغہ کو خبر کی داروغہ یہ سنکر ابو الحسن کے گھر دوڑا آیا جب
آدمیون نے اوسے پکڑا ابو الحسن نے چاہا کہ اونکے ہاتھہ سے اپنے تئین چھوڑا کر بھاگے داروغہ جیلخانہ نے یہ حال دیکھکر دو چار کوڑے زور سے اوسکو مارے
جنکے لگنے سے ابو الحسن نے دم نہ مارا چپکا ہو رہا پھر تو داروغہ اوسے بندھوا کے پاؤن مین بیڑی اور ہاتھہ مین ہتھکڑی اور گلے مین زنجیر ڈالکے گھر سے
اوسکو قید خانے مین لے چلا ابو الحسن نے اپنے تئین مجمع مین لوگون کے دیکھا کوئی تو اوسکو گھونسا مارتا تھا اور کوئی طمانچہ اور کوئی اوسے گالی دیتا جیسا کہ
سودائیون کے ساتھہ معاملہ کرتے ہین اوسکے ساتھہ کرنے لگے جب اوسنے اسطرح کی مار کھائی اور ذلت اوٹھائی اپنے دل مین کہنے لگا کہ خلق نے
مجھے دیوانہ اور سودائی بنایا اور مین اپنے ہوش و حواس مین ہون الغرض جب ابو الحسن مانند دیوانون کے قید ہوا داروغہ نے اوسکے جنونکو شدید سمجھکر
لوہے کے پنجرے مین قید کیا اور ہر روز پچاس تازیانے اوسکے پیٹھہ اور مونڈھون پر مارا کرتا مہینے تک اسی حالت مین داروغہ روز اوسکو مارکر پوچھتا
کہ اب تو اپنے ہوش و حواس مین آیا کہ اب بھی تو اپنے تئین امیر المومنین سمجھتا ہے ابو الحسن نے کہا مین دیوانہ نہین ہون یہی قسمتی تھی کہ اسقدر مار کھائی
اور رسوا ہوا ابو الحسن کی ماں ہر روز اوسکے دیکھنے کو قید خانے مین جاتی اور اوسکو ایسی قید شدید مین دیکھکر روتی پھر جب اوس ضعیفہ نے دیکھا کہ یہ روز بروز
دبلا ہوتا جاتا ہے نہ دنکو اسکو آرام اور نہ رات کو چین اور ہمیشہ آہ و نالے درد سے کیا کرتا ہے پیٹھہ اور بازو اسکے مار سے سیاہ اور مجروح ہو گئے اور اس قید تنگ
مین جس پہلو بیٹھا یا لیٹا ہے آرام نہین پاتا کئی بار اسکے بدن کی کھال مار سے اودھڑ گئی غرض اوسکی ماں کو اوسپر بہت رحم آیا اور چاہا
کہ واسطے امتحان کے اوس سے بات چیت کرے تا دریافت ہووے کہ یہ اپنے ہوش مین آیا ہے یا نہین چنانچہ اوس سے بات چیت کیا کرتی
ابو الحسن بھی اون سب باتونکو جو محل مین خلیفہ کے دیکھی سنی تھین بھول گیا اور سمجھا کہ وہ سب خواب و خیال تھا اگر خواب نہوتا تو مین
اپنے تئین بعد بیدار ہونے کے کیون اپنے گھر مین پاتا اور کس واسطے سب خواصین وغیرہ میری حضور مین حاضر نہوتین مگر یہ ہوا کہ میرے
حکم سے موذن اور چار اوسکے ساتھی سزا دیے گئے اور وزیر جعفر نے ہزار اشرفیان میری ماں کو لا کر دین مجھے کچھ شک مین
ڈالتے ہین کہ مین خلیفہ ہون لیکن پھر مجھے حیرت ہے کہ کسکو خواب سمجھون اور کسکو نہ سمجھون ایکروز ابو الحسن انھین خیال

واقف نہین تھا کہ اوسکی مان حسب معمول کے اوسے دیکھنے کو آئی اور نہایت لاغر و ضعیف دیکھکے بہ نسبت اون دنون کے بہت ہی ابو الحسن نے
اوسکو سلام بڑی تعظیم سے جیسا کہ ہمیشہ کیا کرتا تھا کیا اوسکی مان نے کچھ آثار صحت کے پاکر پوچھا ای فرزند اب تیرا کیا حال ہی وہ خیال جسنے تجھے بے
حال کو پہنچایا اب تو تیرے سر مین نہین اوسنے کہا اماں جان میرا قصور معاف فرماؤ اور جو گستاخی کہ بہ نسبت تمھارے سرزد ہوئی اوس سے درگذر کرو
اور یہی عرض ہی اپنے ہمسایون کی خدمت مین کہ جو کچھ کہ مینے کہا وہ سب خواب و خیال تھا مین خلیفہ نہین ابو الحسن تمھارا بیٹا ہون اور تم میری مان ہو
اور اسیطرح کی بہت سی باتین کہین کہ جسکے سننے سے اوسکی مان نہایت خوش اور مطمئن ہوئی کہ میرا بیٹا خدا کے فضل و کرم سے اب ہوش کی باتین
کرتا ہی پھر خوش ہوکے اوسنے ابو الحسن سے کہا میرے خیال مین گذرتا ہی کہ وہ مسافر جسکو تونے اپنا مہمان کیا تھا فجر کو وہ تیرے بے بند کیے دروازے
دیوانخانے کے چلا گیا ہوا اور شیطان نے دیوانخانے مین آکر تجکو بہکا دیا جسکے سبب سے تونے وہ باتین کہین ابو الحسن نے کہا اب تک مجھے یقین تھا کہ وہ سوداگر
موصلی دروازہ میرے دیوانخانے کا بند کر گیا ہوگا اب معلوم ہوا کہ وہ کھلا ہوا چھوڑ گیا تھا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ مقرر شیطان نے دیوانخانے مین
دروازے کی راہ سے آکر مجکو بہکایا پھر کیف خدا نے خیر کی اب مین اچھا ہون جلد مجکو یہان سے نکال غرض داروغہ نے ابو الحسن کی مان کے کہنے سے اوسکو چھوڑ دیا
ابو الحسن مان کے ساتھ چھٹکر اپنے گھر آیا اور بعد کتنے روز کے غذاے لطیف سے اوسمین طاقت آئی پھر موافق اپنے دستور سابق کے ہر روز ایک نیا مہمان
اپنے گھر بلا لاتا شب کو اوسے کھانا اپنے ساتھ کھلاکے فجر کو رخصت کر دیتا ایکدن پہلی تاریخ مہینے کی تھی واسطے تلاش کرنے مہمان کے پل کیطرف گیا
اتفاقا اوسدن بھی خلیفہ ہارون رشید موافق دستور قدیم کے بھیس مین سوداگر موصل کے پل کیطرف سے ہوکر گذرا ابو الحسن نے کہ آگے سے واسطے تلاش
مہمان کے وہان بیٹھا ہوا تھا دور سے خلیفہ کو دیکھا اور پہچانا کہ یہی وہی سوداگر موصلی ہی جسکے سبب سے مینے یہ سب آفتین اوٹھائین اگر یہ دروازہ میرے دیوانخانے
کا کھولکر نجاتا شیطان آکر مجکو نہ بہکاتا اوسکو دیکھتے ہی کانپا اور دل مین اپنے کہا کہ خدا اس شخص سے مجکو اپنی حفظ و امان مین رکھے اوسکی طرف
سے مونہ پھیر کر دریا کی موجونکو دیکھنے لگا اور اپنے تئین چھپا لیا تا کہ وہ اوسے نہ دیکھے اور خلیفہ ہارون رشید ابو الحسن کی تلاش مین تھا کہ پھر اوسکو
محل مین لیجاکے اوسکا تماشا دیکھے اور جو اوسنے اذیت اوٹھائی ہی اوسکی تلافی کرے اور ایسا ساتھ سلوک کے پیش آئے کہ وہ عمر بھر کو مستغنی ہو جائے
الغرض خلیفہ نے بھی اوسکو دور سے دیکھ لیا اور اوسکے نزدیک جاکر کھڑا ہوا اور صاحب سلامت کر کے چاہا کہ اوس سے معانقہ کرے ابو الحسن نے اصلا
اوسکی طرف نہ دیکھا اور ناآشنا ہوکے کہا مجکو نہ تمھارا سلام نہ تمھارا معانقہ درکار ہی اپنی راہ لو خلیفہ نے کہا کیا تمنے مجکو نہین پہچانا ایک مہینا گذرا ہی
کہ مجکو تمنے آج ہی کی تاریخ شام کے وقت اپنے گھر لیجاکے بڑے تکلف سے کھانا کھلایا تھا ابو الحسن نے روکھے ہوکے کہا مین تو تمھین نہین پہچانتا
جاؤ اور میان اپنا کام دیکھو خلیفہ سبب روکھائی ابو الحسن کا کچھ نہ سمجھ سکا پھر سوچا کہ شاید وہ بسبب اپنے عہد کے جسے اپنے دل مین ٹھہرا رکھا ہی
کہ سوا ایکبار کے دوسری بار کسی کو اپنے گھر لیجاکے دعوت نکریگا اسلیے بے التفاتی مجھسے کرتا ہی خلیفہ نے کہا تم خوب اپنے دل مین سوچو اور
یاد کرو کہ ہمسے تمسے ملاقات اور شناسائی ہی ہماری ملاقات کو ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا افسوس کہ تم اوسے بالکل بھول گئے معلوم ہوتا ہی
کہ اس عرصے مین تمھین کوئی صدمہ پہنچا کہ اوسکے سبب سے تم مجھسے کنارہ کرتے ہو یقین جانو کہ مین تمھارا نہایت ممنون احسان کا
ہون اگر مجھے کچھ حال تمھارے درد دکھ کا معلوم ہو مین تمھاری مدد دل سے کرون اور شریک درد کا ہون ابو الحسن نے جواب دیا
یہ تو مین نہین جانتا کہ تمسے کچھ میری مدد ہو سکے مگر اسقدر مجھے معلوم ہی کہ تمھارے سبب سے مین دیوانہ ہوا خدا کیواسطے

بھائی مجھسے نہ بولو میرے پاس سے چلے جاؤ اور پھر کبھی نہ آنا خلیفہ نے جھٹ اوسکے گلے لگ کے کہا بھائی اتنا نہ خفا ہو اب مین تمھین
چھوڑکر دوسری جگہ نہین جا سکتا مین نہایت خوش قسمت ہون کہ پھر تمھین اچھی طرح سے دیکھا اور تمھین ضرور ہی کہ آج بھی مجھے اپنے گھر
لیجاکے ویسی ہی دعوت کرو جیسی آگے کی تھی اور مجھے آرزو ہے کہ ایک بار پھر تمھارے ساتھ شراب پیون ابوالحسن نے کہا مجھے کیا غرض کہ پھر
اوس آدمی سے ملون جسکے سبب سے مجھے ضرر پونہچا ہو اور مثل مشہور ہے کہ اپنا نقارہ لیجاؤ اور آپ بجاؤ تمھارے سبب سے مجھے بڑی اذیت
ہوئی مین نہین چاہتا کہ پھر اوسمین مبتلا ہون خلیفہ نے دوسری بار اوسکے گلے لگ کے کہا اے میرے اچھے دوست ابوالحسن تم میرے ساتھ
ترش روئی سے پیش نہ آؤ مجکو اپنا دوست جانو اور بتاؤ کہ میرے سبب سے تمکو کیا ضرر پونہچا مین چاہتا ہون کہ تمھارے درد دکھہ مین شریک اور
معین ہون اور اگر نادانستہ مجھسے کچھہ قصور ہوا ہو تو اوسکی تلافی کرون ابوالحسن خلیفہ کے دم مین آگیا اور اوسکو اپنے نزدیک بٹھالیا اور سب
حال کو ابتدا سے انتہا تک کہا کہ جسے خلیفہ خوب جانتا تھا پھر کہا کہ اس خواب کے دیکھنے سے ایسی میرے دل مین سمائی کہ مین خلیفہ ہون اس دعوے پر
ہمسایون نے مجھے دیوانہ سمجھہ قید کروادیا قید مین مین نے بڑی اذیت پائی اور مجھپر بڑا ظلم ہوا سبب اس اذیت کا تو ہے کہ فجر کو وقت جانے کے
دروازہ میرے دیوانخانیکا کھلا چھوڑکر چلا گیا اور شیطان نے دروازے سے آ مجکو بہکایا اور علاوہ اون مصائب کے مینے اس حالت مین اپنی ماں کو مارا
اور برا بھلا کہا اور اپنے ہمسایونکو گالیان دین اور اونھون نے قید مین خوب مار کھلوائی سبب ان سب امورن کے آپہی ذات شریف ہین الغرض ابوالحسن نے
یہ سب حالات کہ اوسپر گذرے تھے غصے ہوکر خلیفہ سے بیان کیے اور جو خلیفہ آگے سے اون سب باتونپر واقف تھا ابوالحسن کی بھولی باتونپر
قہقہہ مارکر خوب ہنسا ابوالحسن یہ دیکھکر کہنے لگا کہ مین جانتا تھا اے سوداگر موصلی تو میرے ساتھ اظہار محبت کرتا ہے میرا درد دکھہ سنکر افسوس
کریگا اور اپنے قصور پر نادم ہوکے مجھسے اوسکا عذر خواہ ہوگا اور تو برعکس اسکے میری مصیبت کو سنکر ہنستا ہے بہت ناخوش ہوا اور غصے ہوکر کہا
اگر تجکو میرے کہنے کا باور نہو تو میری پیٹھہ اور شانونکو دیکھہ کہ کوڑونکے نشان ابتک موجود ہین خلیفہ نے داغ اوس غریب ابوالحسن کے بدن پر دیکھکر بہت
افسوس کیا اور اوسکی تسلی کرکے پھر اوسکو گلے سے لگایا اور کہا بھائی ابوالحسن مجکو تمھارے مار کے داغ دیکھکر بڑا رنج ہوا مگر جو کچھہ ہونا تھا ہو گیا
اب میرا قصور معاف کرکے مجکو اپنے گھر لیچلو اور میری دعوت کرو فجر کو مین دروازہ دیوانخانے کا بند کرکے چلا جاؤنگا ابوالحسن نے باوجودیکہ سابق
عہد کیا تھا کہ دوبارہ دعوت کسی کی نکریگا علی الخصوص ایسے شخص کی کہ اوس سے اسقدر ملال ہو لیکن اوس غریب کو سوا اسکے کہ خلیفہ کو اپنے گھر لیجائے
کچھہ بن نہ آیا آخر الامر دونون نے وہان سے اٹھکر راہ شہر کی لی اثنائے راہ مین خلیفہ نے ابوالحسن کے مشغول کرنے کے لیے کہا مجھسے تم ہر طرح خاطر جمع
رکھو اور اقرار کرتا ہون کہ کبھی مین اپنے سخن کے خلاف نکرونگا اگر تمھین نچاہیے کہ مجھہ ایسے دوست یکرنگ سے کہ ہر حال مین تمھاری خوشی اور بھلائی چاہتا ہے
بدگمان ہو ابوالحسن نے کہا جو تم نے کہا سچ ہے مگر پھر توقع میری دعوت کی نرکھنا اور یہ سب اذیتین کہ مجھے پونہچین سبب اوسکا تم تھے خلیفہ نے مسکراکے
کہا ابوالحسن تم بڑے بدگمان ہو باوجود اسقدر معذرت کے پھر بھی شکوہ کیے جاتے ہو اسیطرح سے وہ دونون آپسمین باتین کرتے ہوئے شام کو ابوالحسن کے گھر پہنچے
ابوالحسن نے اپنی ماں سے کھانیکو منگواکر دسترخوان پر رکھا اور اپنے مہمان کے ساتھہ بیٹھکر کھانے لگا جب کھانے سے فراغت ہوئی ابوالحسن کی
ماں نے دوسرا دسترخوان سفید بچھا اوسپر میوے اور شراب اور گلاس لاکر اپنے بیٹے کے آگے رکھے پھر وہ اپنے مکان مین چلی گئی اور دونون ہی ابوالحسن
اور خلیفہ نے باہم چند گلاس متواتر پیے اور ہر ایک طرح کی باتین کرتے رہے خلیفہ نے جب دیکھا کہ ابوالحسن نشے مین شراب کے چور ہوا اوس سے پوچھا

کہ تم کبھی کسی پر عاشق بھی ہوئے ہو ابوالحسن نے کہا میں ابتک نہ کسی پر عاشق ہوا اور نہ کیفیت کدخدائی سے واقف ہوں خلیفہ نے کہا پھر کس چیز پر
تمہاری طبیعت رغبت کرتی ہے ابوالحسن نے کہا میری طبیعت اکثر راغب ہے اچھی شراب پر کہ پیوں اور اپنے دوستوں سے اختلاط کروں اور
سوا اسکے میں چاہتا ہوں کہ ایسی بی بی کے ساتھہ شادی کروں جسکو مینے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے ساتھہ بیٹھکر شراب پیتی اور بانسلی میں
گاتی بجاتی اور مجھسے میرے ساتھہ باتیں کرتی مگر میں جانتا ہوں کہ اس طرح کی بی بی ور حسن کی بی بی سوا محل بادشاہ اور وزیر کے کسیکو کب میسر ہوگی
پھر ابوالحسن نے اور گلاس شراب سے بھر کے خلیفہ کو دیا اور کہا یہ آخری جام ہے میرے ہاتھہ سے پیو خلیفہ نے لیکر پیا پھر ایک گلاس اپنے ہاتھہ سے بھر کر اوسمین
تھوڑا سا سفوف بیہوشی کا ملا ابوالحسن کو دیا اور کہا اسکو یاد پر اوس بی بی کے جسے تو نے خواب میں دیکھا تھا پی ابوالحسن نے مسکرا کے وہ گلاس
اپنے ہاتھہ میں لے یاد میں اوس بی بی کے پیا اور غافل ہو کے سو رہا خلیفہ نے اوسی غلام کو کہ اوسکے ہمراہ تھا اشارہ کیا کہ اسکو اوٹھا کے بہت ہوشیاری
کے ساتھہ محل میں لیجا غلام ابوالحسن کو اپنے کاندھے پر اوٹھا کر لیچلا اور خلیفہ اوسکے دیوانخانے سے نکلکر دروازہ بند کر ساتھہ غلام کے ہو لیا جب وہ
محل میں پہونچا غلام سے کہا اسکو چوتھی بارہ دری میں کہ جہاں سے اسکو اوٹھا لیگیا تھا میرے پلنگ پر لٹا دے پھر خواجہ سراؤں سے کہا اسکے کپڑے اوتار کر
پوشاک میری پہناؤ اونھوں نے فی الفور ابوالحسن کے کپڑے اوتار کر خلیفہ کی پوشاک اوسکو پہنا دی خلیفہ فجر کو بیدار ہوتے ہی ابوالحسن کی خوابگاہ میں گیا
اور پوشیدہ ہو کر بیٹھا تاکہ اوسکے ابوالحسن کے حال کو مشاہدہ کرے الغرض جب تاثیر سفوف بیہوشی کی ابوالحسن کے دماغ سے گئی اور وہ بیدار ہوا اور آنکھہ کھولی
سنتے کا اوگا اور ان سوا اسکے اور ساز و سامان ہاں مہیا دیکھا سات طائفے گانیون کے فی الفور اپنے سازونکو بجا کر آواز ملائم گانے لگے ابوالحسن آوازین سنتا ہی
خوش آیند سنکر متحیر ہوا اور آنکھیں کھولیں بعد اوس مصیبت اوٹھانیکے جو وہ عالم پھر دیکھا زیادہ تر متعجب ہوا اور خواصوں اور خواجہ سراؤں کو گرد اپنے کھڑا ہوا
دیکھکر اگلے سمے کو یاد کیا اور اوس کمرے کو بھی دیکھکر سمجھا کہ یہ وہی کمرا ہے جسے مینے آگے خواب میں دیکھا تھا اور وہی روشنی اور وہی طیاری
اور اسباب سامان ہے پھر اوس گانے بجانیکو موقوف کیا تاکہ خلیفہ اپنے مہمان کی صورت اور اوسکی باتیں اچھی طرح سے دیکھے اور سنے اسلیے سب لوگ متعین
خوابگاہ کے چپ اپنی جگہ میں دست بستہ کھڑے تھے ابوالحسن تعجب سے انگشت بدندان ہوا اور کہا افسوس آج میں پھر وہی خواب دیکھتا ہوں جو مینے
آگے دیکھا تھا اور یقین ہے کہ اب بھی مثل سابق کے لوہے کے پنجرے میں قید ہوں اور بیڑی ہتھکڑی پہن کئی دن تک مار کھایا کرونگا وہ شخص
کہ کل شام کو میرے گھر آیا تھا نہایت شریر وہی باعث اس خواب کے دیکھنے اور میری فضیحتی کا ہوا تھا اور باوجود اسکے کہ اوسنے مجھسے بقسم قول
کیا تھا کہ میں جانے کے وقت دروازہ دیوانخانے کا بند کرکے جاونگا لیکن وہ پھر فیلسوفی سے دروازہ کھلا چھوڑ چلا گیا شیطان نے اوس دروازے کی راہ
سے آکے میرے دماغ میں حلول کیا اور ایسا خواب پھر دکھلایا کہ جسکے سبب سے مینے اپنے تئیں خلیفہ قرار دیا اور بہت سے خیال میرے ذہن نشین ہوئے
اوسکی نظر بندی اور سحرسازی سے بار خدایا مجھے محفوظ رکھہ یہ کہکے ابوالحسن نے پھر اپنی آنکھہ بند کرلی اور دیر تک سوچتا رہا بعد ایک دم کے
پھر آنکھہ کھولکر سب وہ کر و فر اور کثرت خواصوں اور خواجہ سراؤں کی دیکھہ متعجب ہوا اور کہا ای خدا مجکو فریب سے شیطان کے بچا پھر آنکھہ بند کر
اپنے دل میں کہا تو اسی طرح سے پڑا رہ کچھہ لعل چال نہیں اگرچہ دوپہر ہو جائے شیطان جھک مار کر آپ چلا جائیگا مگر اون لوگوں نے کہ تعینات
خوابگاہ کے تھے اوسے چپکا پڑا رہنے نہ دیا راحت جان خواص جسکو ابوالحسن نے اگلی صحبت میں دیکھا تھا اوسکے نزدیک آکر بیٹھہ گئی
اور ابوالحسن سے کہا ای امیر المومنین اگر میرا قصور معاف ہو تو میں عرض کروں اب وقت حضرت کے آرام کرنے کا نہیں ہے

بیدار ہو جیسے ہین نکل آیا ہی ابو الحسن نے راحت جان کی آواز پہچانکر کہا شیطان میرے پاس سے اوٹھ نزدیک مت آ شخص کے دھوکے سے تو مجکو امیر المومنین
کہتی ہی راحت جان نے کہا آپ ہی حقیقت مین امیر المومنین ہین اور یہ غلط ہی جو مین کہتی ہون خاص آپکا ہی اس لیے کہ تم حاکم اور بادشاہ سب
مسلمانون دنیا کے ہو جسکی مین غریب کنیز ہون اور آپکو شاید خواب بد دیکھنے کا اتفاق ہوا ہی اوس سبب سے آپ بہکتے ہین اگر اپنی آنکھین
اچھی طرح سے کھولین تو بیشک آپکا یہ خطا رب اور آپکو تحقیق ہو جاوے کہ مین محل خاص مین ہون اور یہ خادمان محل خدمت کے واسطے حاضر ہین اور
آپ کچھ تعجب نکیجیے اسواسطے کہ کل کے دن آپ اسی خوابگاہ مین آرام دیر تک فرمایا تھا ہمنے بخیال بد خوابی جانیکے آپکو بیدار نکیا غرض
راحت جان نے اسطرح کی باتین بہت ابو الحسن سے کہین یہانتک کہ وہ خوابگاہ سے اوٹھ بیٹھا اور آنکھ کھولکر فرش مروارید اور دوسری چیزون اونکو
جنھین آگے دیکھا تھا پہچانا وہ سب نقشہ اوسکے پاس آ کھڑی ہوئین راحت جان نے پھر اوس سے گفتگو شروع کی اور کہا ای امیر المومنین تحقیق آپکے
بیدار ہونیکا ہی آپ دیکھیں کہ دن نکل آیا ابو الحسن نے اپنی آنکھین ملکر اوس سے کہا مین تو امیر المومنین نہین غریب ابو الحسن ہون اور مجکو یہ احوال غیب معلوم
ہوتے برخلاف اسکے مجکو امیر المومنین کیون کہا راحت جان نے جواب دیا کہ ہم ابو الحسن کو مطلق نہین جانتے ہین کہ وہ کون ہی ہمارا ایسا نکہیے آپ امیر المومنین
ہین ابو الحسن نے چارون طرف دیکھکے کہا عجب تماشا ہی کہ مین اپنے تئین اوسی بارہ دری مین پاتا ہون جہان پہلے تھا اور وہی آدمی دیکھتا ہون جنھین
پہلے دیکھا تھا اور بہت ڈرا کہ ایسا واسطہ انکے دیکھنے سے امین پھر وہی صدمے اور مصیبتین اوٹھاؤن میرا خدا حافظ ہی خلیفہ سب کیفیت ابو الحسن کی
اوسکی سنکر چاہتا تھا قہقہہ مارکے ہنسے مگر اپنے تئین ضبط کیا ابو الحسن نے پھر لیٹ کے اپنی آنکھین بند کرلین راحت جان نے کہا حضور بیدار نہین ہوتے باوجودیکہ نوبت
نے بلکہ آپکی حضور مین گزارش کی اور وقت فوت ہوتا ہی سب اہل دربار واسطے مجرے سلام ور دولت پر حاضر ہین آپکا حکم ہی کہ ہم فجر کے ترکے حضور کو
بیدار کردیا کرین پھر دونون عورتون اونھونے بازو ابو الحسن کے پکڑ کے اوٹھا اور بارہ دری کے درمیان مین مسند پر بیجا کے بٹھا دیا اور خود مین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ
کہ روبرو اوسکے ناچنے لگین اور ساز چارون طرف سے بجنا شروع ہوئے پھر تو سازون کی آواز اور گانون کے گانے سے بڑا شور وغل ہوا ابو الحسن اس حال کو
دیکھکر دل مین کہنے لگا کیا مین حقیقت مین امیر المومنین ہون اور چاہتا تھا کہ کچھ بات کرے مگر اوس شور وغل اور باجے ہو مین کچھ سنائی نہین دیتا
تھا تب اوسنے اشارے سے ہاتھ کے کوکب الصبح کو کہ روبرو اوسکے ناچ رہی تھی بلا کر پوچھا کہ سچ کہو مین کون ہون کوکب الصبح نے جواب دیا
ای امیر المومنین اس سوال سے آپ ہمکو آزماتے ہین آپ ہی بتائیے اگر آپ امیر المومنین نہین تو پھر کون ہین آپ اپنے تئین کیون بھول گئے رات کچھ
معمول سے اپنے زیادہ پی لی اگر شراب تو ہم سب اوس امرون کو جو کل کے دن آپنے کیے تھے یاد دلاوین پھر اوسنے بطور استفہام کے کہنا شروع کیا
کہ کل آپ دربار مین نہین گئے اور آپنے کوتوال کو بھیجکر فلانے محلے کے موذن اور چار اوسکے مشیرونکو سزا نہین دلوائی اور آپنے وزیر کے ہاتھ ایکہزار
اشرفیان ابو الحسن کی مان کو نہین بھیجی تھین بارہ دری مین آپ نہین گئے اور فلانا کھانا اور فلانی بات نہین کی اور ہمکو خاوندی کی راہ سے
اپنے ساتھ بٹھاکے کھانا اور میوے نہین دیے اور آپنے ہمارے ہاتھ سے گلاس شراب کے نہین پیے اور ہمارا گانا نہین سنا
یہانتک کہ آپنے پلنگ پر جاکے استراحت فرمائی اور تمام رات ایسے غافل ہوکے سوئے کہ دن ہوگیا پھر بھی آپکی آنکھ نہین کھلتی مرزاینہ
خواص اور دوسری خواصین اور خواجہ سرا سب متفق ہوکے اوسکے کلام کی تائید کرنے لگین اور عرض کیا کہ اب آپ اوٹھیں اور فجر کی نماز پڑھین
ابھی کچھ وقت باقی ہی ابو الحسن نے ان باتونکو سنکر کہا ای سکارو اگرچہ تم حسن و جمال سے بھری ہو مگر عقل و شعور سے خالی ہو کہ مینے ایسا خواب دیکھا بہت

مصیبتین اوٹھائین مدّت تک زندان مین آہنی قفس کے اندر مسلسل بیڑی ہتھکڑی اور طوق سے قید رہا ہر روز پچاس تازیانے مجھپر پڑا کرتے
تھے جس سے میری پیٹھ کی کھال اودھڑ گئی اور داغ سیاہ پڑ گئے تم سب اوسکو خواب خیال کہتے ہو کوکب الصبح نے جواب دیا کہ اس سب حال کو یعنی قید
ہونا اور مار کھانا آپ کے دشمنون نے خواب مین دیکھا ہوگا اسواسطے کہ آپ کل سے کہین نہین گئے تمام رات اسی بارہ دری مین سویا کیے اسوقت
آپکی آنکھ کھلی ہی ابوالحسن نے اوسکی بات سنکر کہا یہ سچ کہتی ہے اور خیال کیا کہ جیسے مین اس محل مین آیا ہون پھر یہان سے باہر نہین نکلا مگر اسمین تردد ہو گیا کہ اوس
حالت جنونکو جسمین قید ہوا اور مار کھائی خواب سمجھون یا اسکو کہ جو بالفعل دیکھ رہا ہون خواب خیال کرون خداوندا مین ابوالحسن ہون یا امیر المؤمنین ہون واقعی
مجھے ظاہر ہو جائے پھر اوسنے اپنے بازو کہ ابتک مار کے نشان اونپر تھے کھولکر اون عورتونکو دکھائے اور کہا تم تجویز کرو کہ سوتے ہوئے شخص کے بدن پر
بھی کہین مار کے نشان پڑتے ہین تم اس امر کو واقعی سمجھو اب تک ان داغون مین مارنے سے درد ہوتا ہے یہ دلیل قوی ہے اس امر کی مین امیر المؤمنین نہین
غریب ابوالحسن ہون اگر کوئی اسے خواب سمجھے تو اس سے دنیا مین کوئی امر عجیب و غریب نہوگا کہ خواب مین مار پڑے اور اوسکا درد اور اثر بیداری مین معلوم ہو
پھر ابوالحسن نے ایک خواص کو بلا کر کہا کہ میرے بُن گوش کو کاٹ تا مین امتیاز کرون کہ جاگتا ہون یا سوتا اوس خواص نے نزدیک جا کے نرمہ گوش اوسکا
دانت سے ایسا کاٹا کہ ابوالحسن درد سے چلّایا اور اوسنے غل کیا اوسکے چلّانے پر ایکبارگی سب ساز بجنے لگے اور سب خواصین خواجہ سرا گانے بجانے کودنے مین
مشغول ہوئے ابوالحسن نے اس حال کو دیکھکر اپنے کپڑے اوتار کر پھینک دیے فقط ایک پاجامہ پہنے رہا اور اون سبکے شریک ہو کر ناچنے تالیان بجانے لگا کبھی اتنا
جھکتا کہ دوہرا ہو جاتا غرض کوئی حالت مسخرے پن کی اوٹھا نہین رکھی خلیفہ اس حال کو ابوالحسن کے دیکھکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا آخر کو اوسنے پکار کر
کہا ابوالحسن بس کر کیا مجھے ہنساتے ہنساتے مار ڈالیگا خلیفہ نے جب یہ بات کہی سب چپ ہو رہے اور سازونکی آواز موقوف ہوگئی ابوالحسن نے
بھی سب کے ساتھ خاموش ہو کر اوس طرف کو دیکھا جہان سے وہ آواز آئی تھی اوس نے وہان خلیفہ کو دیکھکر پہچانا کہ خود بدولت سوداگر موصلی بنے ہوئے تھے
پھر وہ کچھ اپنے دل مین خجل نہین ہوا اور سمجھا کہ مین بیدار ہون خواب نہین دیکھتا اور جو کچھ کہ مجھپر گذرا واقعی تھا اور سمجھا کہ یہ سب بادشاہ کی خوش طبعی
اور خوشنودی سے ہوا پھر خلیفہ کی طرف دیکھکر کہا سبحان اللہ حضرت ہی سوداگر موصلی کے بھیس مین تھے اور آپ ہی سبب میری ان سب فضیحتون اور
مار کھلوانیکے ہوئے خلیفہ نے فرمایا ابوالحسن تو سچ کہتا ہے مین اسکی تلافی قرار واقعی کرونگا اور مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ عوض ان سب باتون کے
تیرے ساتھ ایسا سلوک کرونگا کہ آجتک کسیکے ساتھ نکیا ہوگا خلیفہ یہ کہکے اوس مکان سے نیچے اوتر آیا اور مسرور سے فرمایا کہ ایک جوڑا پوشاک کا
جلد لاکے ابوالحسن کو پہنا وے جب ابوالحسن پوشاک پہن چکا بادشاہ نے اوسے اپنے گلے لگا کے کہا تو میرا بھائی ہے جو تو کہیگا وہی کرونگا ابوالحسن نے
کہا اے امیر المؤمنین پہلے آپ فرمائیے کہ میرے دیوانہ بنانے مین حضور کو کیا فائدہ تھا بادشاہ نے اوسکی تسلی کیواسطے کہا مین پہلی تاریخ ہر مہینے کی
بھیس بدلکر واسطے دریافت کرنے حال نیک و بد شہر کے گلی کوچونمین گشت کیا کرتا ہون چنانچہ فلانی شب کو تو نے مجھے اپنے گھر لیجا کر کھانا مزیدار کھلوایا
تیری گفتگو سے معلوم ہوا کہ تجکو واسطے سزا دینے فلانے موذن اور اوسکے چار رفیقون کے تمنا ہے کہ مجکو خدا ایک دن کے واسطے خلیفہ اور حاکم کر دے
اسواسطے مین تجکو شراب مین دارو بیہوشی پلا کر اپنے محل مین اوٹھا لے گیا اور تجکو خلیفہ بنا کر موذن اور اوسکے رفیقونکو تجسے سزا دلوائی پھر دوسری شب
وہی سفوف بیہوشی پلوا کر تیرے گھر بھجوا دیا تو فجر کو رات کی سب باتین خیال کر کے خلیفہ بن بیٹھا اور ہر ایک کو مارنے اور برا بھلا
کہنے لگا آخر کو قید ہو کر مار کھائی بعد گذرنے ایک مہینے کے دوسری بار پھر مین تیرا مہمان ہوکر اوسی طرح تجکو یہان پر

اوٹھالایا اب تو بہر صورت خاطر جمع رکھہ ابوالحسن نے کہا ای امیر المومنین جو مصائب کہ مجھپر گذرے تمام عمر مجھے یاد رہینگے کہ بدولت خلیفہ کے مین
اس حالت کو پونہچا اور مجھے یقین ہی کہ آپ ہمیشہ میرے حال پر عنایت فرماتے رہینگے مگر میری تمنا یہ ہی کہ مین آپکی خدمتگذاری مین ہون اور ہر وقت
آپکی حضور مین حاضر رہا کرون خلیفہ نے اوسکا حال بے پروائی کا دریافت کر کے کہا تیری اس خواہش کو مینے بدل قبول کیا اور فرمایا تجکو ہر وقت آنیکی
مین نے اجازت دی تجکو کوئی نہین روکیگا ایک مکان رہنے کو دیا اور ہزار اشرفی نقد دیکر درباہہ اوسکا مقرر کیا پھر جب خلیفہ دربار عام مین گیا
ابوالحسن فرصت پا کے اپنے گھر آیا اور اپنی مان سے سارے حال کو ظاہر کیا کہ جو کچھ گذرا خواب نتھا بلکہ سب امر بیداری مین خلیفہ کی خواہش اور مرضی سے
ہوئے اور اوسنے ایک دن اور ایک رات مجھے خلیفہ کر کے سارے احکام میرے جاری کیے اور اب اوسنے مجھے اپنے مصاحبون مین مقرر کر کے سرفراز فرمایا اور
بلا قید جانیکی پروانگی دی پھر یہ قصہ ابوالحسن کا تمام شہر بغداد مین مشہور ہوا اور وہان سے اور شہرونمین پونہچا اور شہر وانسے ملکون دور دراز مین گیا
اور اوس دن سے ابوالحسن خلیفہ کی حضور مین شب و روز حاضر رہنے لگا اوسے اپنی حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی سے نہایت خوش رکھتا یہانتک کہ خلیفہ
ابوالحسن کو ایکدن و بیگم زبیدہ خاتون اپنی بی بی خاص کے لیگیا اور اوسکا سارا قصہ کہا زبیدہ اوسکا حال سنکے بہت خوش ہوئی پھر اکثر خلیفہ کے
ہمراہ زبیدہ کے محل مین جایا کرتا اور اکثر نزہت الارواح کو کہ ایک پیاری کنیز زبیدہ کی تھی بنظر محبت دیکھتا زبیدہ نے اس حال کو خلیفہ سے کہا کہ ابوالحسن
نزہت کو بہت دیکھا کرتا ہی اور وہ بھی ظاہر مین اوس سے راضی نظر آتی ہی اگر صلاح وقت ہو تو اون دونو کا نکاح کیجیے خلیفہ نے کہا بی بی یہ بات تیرے دل کی کہی
اسواسطے کہ مین نے اوس سے وعدہ کیا تھا کہ اوسکو ایک اچھی عورت بصورت بی بی دونگا مگر اب تک اوسکی خواہش سے کسی خاص عورت پر نہین پائی تھی مگر اب تمسے معلوم ہوا
اس سے کیا بہتر ان دونونکی شادی کر دیجاے تا میرا وعدہ وفا ہو اور جسقدر کہ زبیدہ نزہت کو چاہتی تھی اوسیقدر خلیفہ ابوالحسن کو پیار کرتا تھا پھر اون
دونونے ابوالحسن کی شادی نزہت کے ساتھہ بڑے تکلف سے کر دی زبیدہ نے بہت نقد اور اسباب جہیز مین ابوالحسن کو دیا اور خلیفہ نے واسطے خوشنودی
زبیدہ اور پاس خاطر ابوالحسن کے زر و جواہر بہت نزہت کو عنایت فرمایا ابوالحسن نے نزہت کو اوس مکان مین جو خلیفہ نے اوسے رہنے کو دیا تھا لیجا رکھا
اور بطور ولیمے کے کئی دن تک دعوت سب محل والونکی کر ناچ و رنگ اونکو دکھلایا پھر وہ دونون آپسمین بہت پیار و الفت سے رہنے لگے سواے اوس وقت
کے کہ ہر ایک خدمت مین خلیفہ اور زبیدہ کے جاتے ایک دوسرے سے جدا نہوتے حقیقت مین نزہت الارواح نہایت خوش سلیقہ اور صفات پسندیدہ رکھتی تھی اسواسطے
ابوالحسن آگے سے زیادہ اوسپر فریفتہ رہتا اور جو وہ دونون زن و شوہر سخی اور صاحب ہمت تھے ہمیشہ اچھا کھانا کھاتے اور اچھی پوشاک پہنتے
اور نفیس شراب پیا کرتے دسترخوان اونکا صبح و شام بچھا رہتا جو خواص خواجہ سرا محل کے اونکی ملاقات کیواسطے آتے اونکو وہ بے کھانا کھلوائے
رخصت نکرتے اور سوا کھانا کھلانیکے بعضونکو موافق اونکے رتبے کے تحفے دیتے اور بعضونکو انعام و اکرام دیکر خوش کرتے شب کو سواے
کھانون معمولی کے طرح طرح کے میوے مٹھائیان اچار و مربے اونکے دسترخوان پر رہا کرتے گانے بجانیکا بھی شغل رکھتے غرض اسیطرح سے
ایک برس تک اونھون نے اپنی اوقات امیرانہ بسر کی باورچی نے اونکے بہت دنون تک کھانے عمدہ اور نفیس پکائے اور بیدریغ صرف کیا آخر ایک روز
فرد حساب اخراجات باورچی خانیکی لاکر اونکو گذرانی اور اسیطرح سے توشے خانے والے نے کہ اون دونون کی پوشاک مین
صرف کیا تھا اونکو طلب کیا اونھون نے جو کچھ کہ اونکے پاس قسم نقد سے تھا حوالے کیا اوسپر بھی ہزار ونکا قرض اونکے ذمے باقی رہگیا
اور خرچ کیطرف سے سخت تکلیف اوٹھانے لگے ایک ہی برس مین اسراف سے اونکا حال اس درجے کو پونہچا کہ اپنی ضروریات مین محتاج

ہو گئے ابو الحسن بسبب اپنے عہد کرنے کے کہ کبھی خلیفہ سے کچھ نہ مانگونگا اپنا حال خلیفہ کی حضور مین عرض نکر سکتا تھا اور دولت سابق اوس حال
کی قبل شادی کے سب اوسنے اپنی ہاں کھو دی تھی اب غیرت اور شرم سے کچھ ہان سے بھی نہین مانگ سکتا تھا اور نزہت الارواح بھی بسبب اسکے
کہ زبیدہ نے کتخدائی مین اوسکو اسقدر دیا تھا کہ تمام عمر کو کافی ہو مانگ نہین سکتی آخر ابو الحسن نے نزہت الارواح سے کہا اب سوا اسکے کہ کچھ حیلہ کرین
کوئی امید ملنے کی خلیفہ اور خاتون سے نہین مین نے ایک حیلہ سوچا ہی اوسمین ہم تم دونونکو ایک دوسرے کی مدد کرنا ضرور ہی نزہت الارواح کو ابو الحسن کے
اس کہنے سے ایک گونہ تقویت ہوئی اور اوسنے ابو الحسن سے کہا مین تو اس امر مین بالکل مایوس ہو چکی تھی اب تم بتاؤ کہ وہ حیلہ کیا ہی ابو الحسن نے کہا
وہ مکر ایسا ہی کہ وہ دونون کچھ نہ کچھ مقرر ہمکو دینگے اور وہ یہ ہی کہ ہم تم دونون مرین نزہت الارواح نے کہا میان تم اگر چاہو مرو مین تو نہین
مرتی جینے تو ابھی دنیا کا کچھ بھی نہین دیکھا اگر سوا اس حیلے کے اور کوئی تدبیر ہو تو مین البتہ اوسمین تمھاری شریک ہو سکتی ہون ابو الحسن نے کہا آخر تو عورت
کی ذات ہی مرنے کا نام سنکر گھبرا گئی مجھے کیفیت مرنیکی بیان نکرنے دی مرنے سے میری مراد واقعی مرنا نہین بلکہ صرف مکر کرنا ہی نزہت الارواح نے
کہا اگر مرنے سے یہ امر مراد ہی تو اس سے بہتر کوئی حیلہ نہین اب اوس حیلہ کو بیان کرو تا مین بھی اوسکو سمجھون ابو الحسن نے کہا مین لیٹ کے
اپنے تئین مانند مردے کے بناؤنگا تم ایک چادر سفید مین کفنا نا جیسا مین واقع مین مر گیا ہون پھر تم مجھے دالان کے بیچ مین رکھکے ایک
دستار بندھی ہوئی میرے سر پر رکھنا اور میرے پاؤن کو قبلے کی طرف کر دینا اور سب طیاری میری تجہیز و تکفین کی کرکے رونا پیٹنا
اور اپنے کپڑے پھاڑ اور بال سر کے کھول روتی ہوئی زبیدہ خاتون کے پاس جانا وہ بی بی البتہ تیرے رونے کا حال پوچھے گی تو اوس وقت میرے مرنیکا
حال ظاہر کیجیو وہ بی بی بہت کچھ میری تجہیز و تکفین اور فاتحہ و درود کے واسطے تجکو دیویگی تاکہ میرا جنازہ بڑی دھوم سے اوٹھایا جاوے
اور تیرے کپڑے پھٹے ہوئے دیکھکے تھان قیمتی تیری پوشاک کے لیے عنایت کریگی جب تم وہان سے زر اور تھان لیکے آؤگی مین اوٹھ کھڑا
ہونگا اور تم بجا میرے لیٹ کر اپنے تئین مانند مردے کے بنانا مین تمکو کفن پہنا کر خلیفہ کے پاس جا ہی فریب اوسکو دونگا یقین ہی کہ وہ بھی اس
حال کو سنکر زبیدہ سے کم نہ دیگا ابو الحسن جب اس حیلے کا بیان کر چکا نزہت الارواح نے کہا یہ حیلہ بڑے مزے کا ہی خلیفہ اور زبیدہ البتہ
ہم تم دونون کو بہت کچھ دینگے اگر ہم مین سے ایک شخص اس حیلے کو کرے تو بھی مفید مطلب کا ہوگا اور جبکہ ہم دونون باہم ملکے کرینگے
تو یقینا فائدہ کثیر حاصل ہوگا اب دیر نکرو پھر دالان مین ابو الحسن قالین پر چادر سفید بچھا کر چت لیٹ گیا اور پاؤن اپنے دراز کر دیے اور چادر مین
مانند کفن کے اپنے تئین لپیٹ کر مثل جنازے کے بنگیا اور کوئی دقیقہ مرجانیکا باقی نرہا اوسکی بی بی نے پاؤن اوسکے قبلے کی طرف پھیر دیے اور باریک
کپڑے سے مونہ اوسکا چھپا دیا اور دستار اوسکے مونہ پر اسطرح سے رکھی کہ دم اوسکا نہ رکے بعد اسکے اوسنے اپنے سر کی اوڑھنی کو پھاڑ ڈالا اور سر کے
بالونکو کھول بکھیر کے خوب روئی پیٹی اور اسی حالت سے روتی ہوئی زبیدہ کے محل مین گئی اور اوسکی حضور مین حال ابو الحسن کے مرنیکا ظاہر کیا زبیدہ اور سب
خواصین اوسکی یہ حال سنکر بہت افسوس کرنے لگین اور روئین پھر زبیدہ نے رونا موقوف کر نزہت الارواح سے کہا مین جانتی ہون کہ وہ غریب کم معاش تیری
فرمایشون سے موا نزہت الارواح نے کہا مین تو اوسکو دل سے پیار کرتی تھی اور کبھی مین نے اوس سے فرمایش کھانے کپڑے کی نہین کی اپنی اجل سے مرا زبیدہ نے کہ اوسے
بسبب حسن خدمت کے نہایت چاہتی تھی اوسکی بات پر باور کر کے ایکہزار اشرفی نقد اور ایک تھان بھاری کمخاب کا دلوا کر کہا کہ تھان کو اوس کے
جنازے پر ڈالیو اور اشرفیونکو اوسکے فاتحہ درود مین خرچ کریو نزہت وہان سے لے دے کر اپنے گھر آئی اور ابو الحسن سے ظاہر کیا ابو الحسن جلدی سے

اوسکو دیکھکر اٹھا ہوا اشرفیان اور تھان دیکھکر اوسکو بہت خوشی ہوئی پھر نزہت نے کہا اب مین حیلہ کرکے مرتی ہون تو خلیفہ کے پاس جا اور میری خبر مرنیکا حال ظاہر کر اشرفیان اور تھان اوس سے لا ابوالحسن نے اپنی بی بی سے کہا تو مجکو اس امر مین کیا تعلیم کرتی ہی تجھسے زیادہ مجکو ان امور مین عقل ہی اب تو جلد اپنے تئین مردہ بنا پھر دیکھیو مین کیا کام کرتا ہون الغرض ابوالحسن اپنی بی بی کو کفنا کر خلیفہ کیطرف جیسے دربار کے وقت روتا ہوا چلا خلیفہ نے ابوالحسن کو روتا دیکھکر سب کام چھوڑ دیے اوسکی طرف متوجہ ہوا اور سبب رونیکا پوچھا ابوالحسن نے عرض کیا کہ خداوند نعمت نزہت الارواح مر گئی قبلہ گاہ خلیفہ نے سنکر بڑا افسوس کیا اور ابوالحسن کو روتا دیکھکر خلیفہ وزیر جعفر مسرور وغیرہ اہل دربار بھی رونے خصوصاً نزہت الارواح کو کہ خاص پیاری کنیز زبیدہ کی تھی یاد کرکے خلیفہ بہت مغموم ہوا ہزار اشرفی اور ایک بھاری تھان کمخاب کا اوسکو دلوا کر رخصت کیا کہ جلد جا کر میت کی تجہیز و تکفین کر ابوالحسن نے وہان سے ہنسی خوشی تھان اور اشرفیان لا کر نزہت الارواح کو دکھلائین وہ خوش ہوکر اوٹھ بیٹھی خلیفہ اور زبیدہ کو اون دونون کے مرنے سے کمال رنج و ملال تھا یہانتک کہ خلیفہ دربار سے برخاست کر اور مسرور کو ہمراہ اپنے لے زبیدہ کے محل مین گیا اوسے نہایت مغموم پایا اور اشک اوسکے جاری تھے خلیفہ نے اوسکی تسلی کی کہ اگرچہ نزہت الارواح تمھاری کنیز بہت اچھی اور نمک حلال تھی مگر حکم خداوندی سے کیا چارہ صبر اور شکر کرو زبیدہ نزہت الارواح کا مرنا سنکر متعجب ہوئی اور سمجھی کہ شاید خلیفہ کو اس امر مین دھوکا ہوا بجاے مرنے ابوالحسن کے نزہت الارواح کو سمجھا یہ سوچکر خلیفہ سے کہا صاحب نزہت الارواح تو جیتی ہی اوسکا شوہر ابوالحسن جو تمھارا مصاحب ہی مر گیا خلیفہ اگرچہ موت نزہت الارواح کی تحقیق جانتا تھا زبیدہ کے اظہار سے متحیر ہوا اور ہنسنا شروع کیا پھر مسرور سے کہا تو نے سنا جو کہ زبیدہ نے کہا مسرور نے کہا شہزادی کی سمجھ بوجھ سے مجھے بہت تعجب ہی کہ ایسا خلاف فرمایا بجاے نزہت الارواح کے مرنا ابوالحسن کا ظاہر کرتی ہین خلیفہ نے مونہ اپنا پھیر کے پھر زبیدہ سے کہا بی بی تم ابوالحسن کیواسطے نرودو وہ تو بھلا چنگا ہی ابھی اپنی بی بی کے لیے روتا تھا اب تم اپنی پیاری لونڈی کے لیے رو و ابوالحسن تھوڑی دیر ہوئی کہ روتا ہوا میرے پاس آیا تھا مجکو بھی اوسے دیکھکر رونا آیا اور مجھسے اوسنے اپنی زوجہ کے مرنیکا حال بیان کیا چنانچہ مینے ایکہزار اشرفی اور ایک تھان کمخاب کا اوسکو دلوا دیا تاکہ اوسکی تسلی ہو مسرور اوسوقت وہان حاضر تھا یہ سب امر جو مین کہتا ہون اسنے دیکھے اگر تمھین کچھ شک و شبہ ہووے تو اس سے پوچھ لو زبیدہ نے خلیفہ سے کہا تمھارا مزاج خوش طبعی کا ہی مگر یہ وقت ہنسنے کا نہین تم تعزیت میری لونڈی کی کرتے ہو اور واقع مین مرا ہی اوسکا شوہر ابوالحسن ہمکو تمکو چاہیے کہ اوسکے واسطے کڑھین خلیفہ نے کہا بی بی مین خوش طبعی نہین کرتا حقیقت مین ابوالحسن زندہ اور بھلا چنگا ہی تم دھوکے مین ہو زبیدہ نے جواب دیا ایسا نہین جیسا کہ تم کہتے ہو بلکہ مقدمہ برعکس ہی میری کنیز بیوہ زندہ ہی تھوڑی دیر ہوئی کہ وہ روتی ہوئی میرے پاس آئی تھی دیر تک وہ اویلا اپنے شوہر ابوالحسن کے مرنیکی کرتی رہی چنانچہ اوسکا حال دیکھکر مین بھی روئی اور میرا رونا دیکھکر سب میری خواصین روئین اور سب سے آپ اس حال کو پوچھین وہ یہ بھی اون سے معلوم ہوگا کہ مینے ایکہزار اشرفی نقد اور ایک تھان کمخاب کا اوسے دیکے رخصت کیا مجھے جو آپنے مغموم پایا صرف ابوالحسن کے مرجانیکا غم ہی مین چاہتی تھی کہ تمکو اس بات کی اطلاع کر بھیجون اتنے مین تم خود تشریف لائے غرض دیر تک خلیفہ اور زبیدہ کے درمیان مین یہی تکرار ہوتی رہی خلیفہ کہتا کہ ابوالحسن [illegible] ہی نزہت الارواح مری زبیدہ کہتی تھی کہ نہین ابوالحسن مرا نزہت الارواح زندہ ہی آخر الامر خلیفہ نے غیظ مین آکر مسرور سے کہا جلد جا کر خبر ٹھیک لا کہ تو نے کون مرا اور کون زندہ ہی اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ نزہت الارواح مری ہی جب مسرور جا چکا تو خلیفہ نے زبیدہ سے کہا ابھی معلوم ہوا جاتا ہی کہ کون سچا ہی اور کون جھوٹا زبیدہ نے کہا نہین مین ہی سچی ہونگی اور تمکو عنقریب معلوم ہوگا کہ ابوالحسن جو ہر ایک اپنے دعوے پر قائم اور ثابت قدم تھا او

تصویر نزہت الارواح کی قریب مردے کے اور پادشاہ اور وزیر کا استفسار حال کرنا۔

درمیان مین شرط لگائی گئی خلیفہ نے کہا اگر مین ہارون تو ضلانا باغ تمکو دون اور اگر تم ہارو تو مین تمھارا محل تصویرون والا لیلون زبیدہ اس شرط پر
راضی ہوئی اور وہ دونون شرط لگا کے منتظر مسرور کے بیٹھے ابوالحسن آگے سے جانتا تھا کہ اس مقدمے مین ضرور تکرار درمیان خلیفہ اور زبیدہ کے ہوگی اور
نوبت امتحان کی آویگی اسلیے آگے سے اسکی فکر سوچ رکھی تھی اور اپنے مکان مین بیٹھا اپنی بی بی سے باتین کر رہا تھا دروازے کی درار سے مسرور کو آتے
دیکھا کہ سیدھا انھین کے گھر کیطرف آتا ہے اور سمجھ گیا کہ کسلیے خلیفہ نے اوسے بھیجا ہے اپنی بی بی سے کہا کہ جلد تم اپنے تئین پھر ایکبار مردہ بناؤ
نزہت الارواح جلدی سے لیٹ اور کفن پہن مردہ بن گئی اور ابوالحسن نے اوسکے اوپر کمخاب کا تھان جیسے خلیفہ نے دیا تھا ڈالدیا اور دروازہ گھر کا کھولکر
صورت اپنی رونے والونکی بناکر اور رومال اپنی آنکھون پر رکھ سر کی طرف جنازے کے بیٹھ گیا اور اتنے مین مسرور اندر گھر کے آیا اور جنازہ نزہت الارواح
کا دیکھکر دل مین خوش ہوا کہ ہمارا بادشاہ سچا ہے جب ویکہ پونھچا ابوالحسن نے اوٹھکر بڑی تعظیم سے مسرور کے ہاتھونکو بوسہ دیا اور کہا تم دیکھتے ہو کہ مین کیسی
مصیبت اور الم مین مبتلا ہون نزہت الارواح ایسی بی بی جہان سے اوٹھ گئی اور تم بھی اوسکے حال پر بہت مہربانی کیا کرتے تھے مسرور نزہت الارواح
کو یاد کرکے رویا اور اوسکے سر کیطرف سے کپڑے کو اوٹھاکے اوسکی صورت دیکھی اور پھر اوسکے منہ کو چھپا کے کہا مشیت ایزدی سے کسیکو چارہ نہین اور
ہم سب تابع اوسکی مرضی کے ہین اور سبکی بازگشت وہی ہے نزہت الارواح میری بہت اچھی بہن تھی خدا تجھپر رحم کرے پھر ابوالحسن کیطرف متوجہ ہوکے کہا
مستورات کا عجب عالم ہے کہ بے تحقیق کیے ہوے ہر ایک بات پر اصرار کر بیٹھتی ہین اور اپنی ہی بات کہے جاتی ہین اور دوسرے کی بات نہین سنتی ہین باوجود عقل و دانش
کے زبیدہ خاتون کو یہ اصرار ہے کہ تم مرگئے ہو اور نزہت الارواح زندہ ہے بڑی دیر سے اسی امر مین خلیفہ کے ساتھ بحث کر رہی ہین باوجودکہ مینے بھی گواہی دی
اسواسطے کہ تمنے میرے سامنے آکے خلیفہ سے حال اس حادثے کا کہا تھا تو بھی زبیدہ کو باور نہوا اب تک وہ اپنی ہی بات کی پیروی کرتی اور خلیفہ کو جھوٹا جانتی
ہین ابوالحسن نے کہا خدا خلیفہ کو بہت سا سلامت رکھے کہ اونھون نے ایسے حال اور مصیبت مین میری بڑی پرورش کی مین خود حاضر ہوکر حقیقت حال کو
وہان ظاہر کرتا مگر مین لاش کو چھوڑکر جا نہین سکتا مجبور ہون مسرور نے کہا اگر مجھے ضرورت جانیکی خلیفہ کے پاس اور اس حال کے ظاہر کرنیکی نہوتی مین بھی
اس امر خیر مین تمھارا شریک ہوتا تمھارے حاضر ہونیکی خلیفہ کی حضور مین کچھ حاجت نہین اب جاکے حقیقت حال کو مفصل ظاہر کرتا ہون یہ کہکے مسرور رخصت ہوا
اور ابوالحسن دروازے تک اوسکے ساتھ آیا جب وہ دور نکل گیا ابوالحسن نے اپنی بی بی کے اوپر سے تھان اور چادر اوٹھاکے کہا لو اب تم اوٹھ بیٹھو مسرور
گیا مگر مجھے یقین ہے کہ زبیدہ مسرور کے کہنے پہ باور نکرے گی اور اپنے کسی معتمد کو یہان دیکھنے کیواسطے بھیجے گی نزہت الارواح نے جلدی سے اوٹھکر
اپنے کپڑے پہن لیے پھر وہ دونون دروازے کے پاس بیٹھکے درار سے دروازے کی راہ کو دیکھ رہے تھے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے مسرور محل
مین پہونچکر ہنسا اور دونون اپنے ہاتھونکو بجایا یعنی خلیفہ سچا ہوا اور زبیدہ سے بازی جیتا زبیدہ نے ناخوش ہوکے کہا اے غلام حبشی شریر
مقام ہنسنے کا نہین سچ کہہ کہ کون مرا ہے ابوالحسن یا اوسکی بی بی مسرور نے کہا نزہت الارواح موئی اور ابوالحسن اوسکے غم والم مین رہا ہے خلیفہ
یہ بات مسرور سے سنکر اوچھل پڑا اور ٹھٹھا مارکے ہنسا اور زبیدہ سے کہا بی بی اب وہ محل تصویرون والا تمھارا مین جیتا پھر
مسرور سے کہا سب حال وہان کے جانے کا اور جنازہ دیکھنے کا مفصل بیان کر مسرور نے کہا خداوند جس وقت
مین ابوالحسن کے گھر پونہچا دروازہ اوسکا کھلا پایا اور اندر جاکے دیکھا کہ ابوالحسن نزہت الارواح کے جنازے پہ سرہانے
اسوار و زار رہا ہے اور وہ کفنائی ہوئی دالان کے اندر پڑی ہے اور وہ تھان کمخاب کا جو آپ نے ابوالحسن کو عنایت فرمایا

تھا اوسکے بنا سرے پر پڑا ہوا تھا مین نزدیک لاش کے گیا اور سرہانے کی طرف سے کپڑا اوسکے مونہہ سے اوٹھا کے مونہہ کو دیکھا
صورت اوسکی متغیر اور اوسکے سوج پھول گئی تھی پھر مینے کپڑے سے اوسکے مونہہ کو ڈھانپ دیا اور یہانتک چلا آیا ہون جو مینے حضور مین عرض کیا خلیفہ نے
کہا مجھے آگے سے ذرا شک اس امر مین تھا اب تیرے دیکھ آنے سے اور بھی یقین ہو گیا پھر زبیدہ سے کہا اب تمہین بھی یقین نزہت الارواح کے مرنیکا
ہوا ہوگا تمنے شرط ہاری زبیدہ نے خلیفہ سے کہا مجھے ذرا بھی باور اس غلام کے کہنے کا نہین ہے یہ غلام نہایت شریر اور جھوٹا ہے مین اندھی ہون اور
نہ مفقود الحواس مینے اپنی آنکھون سے نزہت الارواح کو دیکھا کہ روتی پیٹتی آئی تھی مینے اوس سے آپ باتین کین اور جو اوسنے کہا مینے سنا مسرور نے کہا
بی بی مجکو قسم ہے تمہاری اور عمر خلیفہ کی کہ دنیا مین کوئی چیز زیادہ اس سے مجکو نہین کہ نزہت الارواح مری اور ابوالحسن زندہ ہے زبیدہ خاتون نے
مسرور پر بہت غصے ہو کر کہا کہ بھلا ابھی تجھے سمجھ لونگی پھر دستک دیکر اپنی خواصونکو بلایا وہ دستک کی آواز سنتے ہی حاضر ہوئین زبیدہ نے اون سے
پوچھا کہ قبل آنے خلیفہ کے کون شخص روتا ہوا یہان حضور مین آیا تھا خواصون نے عرض کیا نزہت الارواح روتی آئی تھی پھر زبیدہ نے اوس خواص سے
جو خزانچی اوسکی تھی پوچھا کہ کسکو مینے اشرفیان اور تھان دونون چیزین دلوائی تھین اوسنے کہا نزہت الارواح کو پھر زبیدہ نے مسرور سے غصے ہو کر کہا
اب معقول تو کیون برخلاف سبکے عرض کرتا ہے اب تیری بات کو یاد کرون یا اپنے خزانچی اور سب خواصون کے کہنے کو سنون مسرور نے
ہر چند برخلاف زبیدہ کے گفتگو کی آخر بلحاظ ادب اور خوف کے خاموش ہو رہا اور خلیفہ زبیدہ کو دیکھکر بہت ہنسا اور کہا کہ جس
عورتونکو ناقص العقل کہا ہے راست کہا بی بی ابھی سی ساعت مسرور اپنی آنکھ سے جاکر دیکھ آیا ہے کہ نزہت الارواح دالان کے اندر موئی پڑی ہے اور ابوالحسن
زندہ بیٹھا رو رہا ہے تجھے یقین نہین آتا اس مقدمے کو مین کچھ نہین سمجھ سکتا زبیدہ نے خلیفہ سے کہا تقصیر میری معاف ہو مسرور
کی بات کا مجھے ذرا یقین نہین وہ تمسے سازش رکھتا ہے تمہاری ہی سی کہیگا اسکے کہنے پر تمنے مجھے نادان اور بیوقوف بنایا مین
عرض کرتی ہون کہ مجھے بھی اجازت ہو تا مین بھی کسی اپنے آدمی کو بھیجکر تحقیق کرون کہ آیا مین راستی پر ہون یا غلطی پر خلیفہ نے کہا
بہت خوب تم بھی کسیکو بھیجکر دریافت کر لو زبیدہ نے اپنی دایہ کو جسکا دودھ پیا تھا اور وہ نہایت معمر اور اوسکی معتمد تھی بلا کر کہا
کہ دائی تم ابوالحسن کے گھر جاؤ اور خوب یہ تحقیق کر کے آؤ کہ ابوالحسن مرا ہے یا نزہت الارواح مین تمہین انعام دونگی دائی سلام کر کے روانہ ہوئی خلیفہ نے
اپنے دل مین کہا کہ دائی کا جانا خوب ہے اوسکی زبان سے سنکر حقیقت حال کی معلوم ہوگی اور مسرور کو معذور رکھے گی اور اوس سے صاف ہو جائیگی ابوالحسن اپنے
دروازے کی جھری سے راستے کی طرف دیکھ رہا تھا دائی کو آتے دیکھکر سمجھا کہ زبیدہ کی طرف سے واسطے دریافت کرنے حال کے آتی ہے جب سنا حال کے ہووے کیا چاہیے اپنی بی بی سے
کہا اب دائی زبیدہ خاتون کیطرف سے آتی ہے مجھے چاہیے کہ اب مین مرون پھر وہ مثل پہلے کے لیٹ گیا اور اپنے تئین مانند مردے کے بنا لیا نزہت الارواح نے اوسے کفن پہنا کے
تھان کمخواب کا جو زبیدہ نے دیا تھا ڈالدیا اور دستار اوسکے مونہہ پر رکھدی اور وہ دائی جلد بموجب حکم زبیدہ خاتون کے ابوالحسن کے گھر مین آئی نزہت الارواح کو دیکھا کہ بال سر کے
نوچے کھسوٹے ہوئے اور آنکھون سے آنسو جاری ہین ماتم کر رہی ہے دائی نے نزدیک اوس مصنوعی بیوہ کے جاکر زبان ملائم اور آواز نرم سے کہا مین اسوقت ماتم پرسی کو تمہارے شوہر
کے نہین آئی ہون اوس جعلی بیوہ نے کہا اے مہربان تم دیکھو مین کس مصیبت اور درد مین مبتلا ہون ابوالحسن کہ جسکے ساتھ خلیفہ اور زبیدہ خاتون نے ازراہ
کمال خاوندی کے میری شادی کر دی تھی انتقال کیا پھر اوسنے پکار کے کہا اے ابوالحسن تم مجھے بیوہ کیے جاتے ہو مین تمہارے بعد کیا کرونگی خدا نے کیا مصیبت نزہت الارواح پر ڈالی
دائی نے دیکھا کہ جو کچھ مین یہان دیکھتی ہون خلاف اوس خبر کے ہے جو مسرور سردار سب خواجہ سراؤن نے خلیفہ سے جاکر کہا پھر اوسنے سر ہلایا اور پکار کے کہا لعنت خدا کی

ہوجیو اوس روسیاہ غلام پر جسنے جھوٹ باتین کہکے خلیفہ اور میری بی بی مین جھگڑا اور فضیحتا ڈالا اور نزہت الارواح سے کہا کہ بچی تمنے کچھ اچنبھے
کی بات اور بھی سُنی اس نامعقول حبشی یعنی مسرور غلام نے جاکر خلیفہ سے ظاہر کیا ہے کہ نزہت الارواح یعنی تیرے دشمن مرے ہین اور ابوالحسن سر تیرا
جیتا ہے اور اسبات پر لڑ جھگڑ کے میری بی بی کو ناخوش کیا نزہت الارواح نے رو کے کہا کاش ای دائی جی مسرور کہتا ہے وہی سچ ہوتا مین آج
ایسے اپنے پیارے خاوند کے سوگ مین مبتلا نہوتی یہ کہکے وہ رونے لگی دائی بھی اوسکو اس حال مین دیکھکے رونے لگی اور ہوشیاری کی
راہ سے جنازے پر ابوالحسن کے سرھانے کیطرف جاکر کپڑا اوٹھایا اور اوسکی صورت دیکھکر پھر جلدی سے ڈھانپ دیا اور کہا ای غریب ابوالحسن تجھپر
خدا رحم کرے اور نزہت الارواح سے کہا خدا حافظ بچی تیرا اگرچہ مین چاہتی ہون کہ تیری ماتمداری مین شریک ہون مگر کیا کرون کہ ایسی ضرورت درپیش ہے جسکے
سبب سے ایک ذرا ٹھہر نہین سکتی زبیدہ خاتون میری منتظر ہوگی اوس غلام نمکحرام نے خلاف اور دروغ گوئی سے اونھین اسوقت نہایت ناخوش
کر رکھا ہے اور اپنی بیوقوفی اور بیحیائی سے اونکے روبرو بقسم کہا کہ تم مرگئی ہو اور ابوالحسن زندہ ہے یہ کہکے دائی آنکھونکو پونچھتی ہوئی زبیدہ کے
محل کی طرف روانہ ہوئی اور ادھر ابوالحسن اوسکے جانے کی خبر سُنکر اوٹھ بیٹھا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ دونون روزنکے پاس جا بیٹھکر ادھر
کی راہ سے راستے کیطرف دیکھنے لگے کہ ایکا ایک گل پھولتا ہے اور کیا امر پیش آتا ہے تا اوسکی تدبیر برقت کیجاوے اور اسی ہوشیاری سے اتنے اپنے تئین فریب بنا گئے زبیدہ کی
دائی باوجود کبرسنی اور بڑھاپے کے جلدی جلدی قدم کو بڑھاتی ہوئی چلی تاکہ خبر جینے نزہت الارواح اور مرنے ابوالحسن کی کہکر زبیدہ خاتون
کو خوش اور خلیفہ کو معقول کرے الغرض محل مین پہونچکر ہانپتی ہوئی زبیدہ کے خلوتخانے مین گئی اور جو کچھ اوسنے وہان دیکھا تھا سب بیبیسے کہا
زبیدہ سب باتین اوسکی سُنکر کہنے لگی کہ اب تو خلیفہ سے بھی جاکر سب حال ظاہر کر کہ وہ ہمین بیوقوف سمجھکر ہنستا ہے کہ سب غلطی اور دھوکے مین ہین
اور اوسکا غلام مسرور راستی پر ہے بسبب اپنے دل مین خوش ہوتا اور بغلین بجاتا کہ اب دائی زبیدہ کی اپنی آنکھونسے دیکھ آئی ہے وہی کہے گی جو مینے ظاہر کیا جب
دائی نے مسرور سے کہا تو برا جھوٹا ہے خاوندونکی حضور مین کیون برخلاف ظاہر کیا نزہت الارواح تو جیتی ہے ابوالحسن کے جنازے کو جو دالان مین رکھا
ہے مین دیکھ آئی ہون اب تو قابل سزا کے ہے غرض دائی نے حد سے زیادہ اوسے ملامت کی مسرور نے اوسکی باتین سُنکر کہا ای بوڑھی بڑھیا تو بڑی دروغگو
ہے تونے ایک بات بھی راست نہین کہی مین اپنی آنکھون سے نزہت الارواح کو مرا ہوا دیکھ آیا ہون دائی نے کہا سبحان اللہ کیا
تو شوخ دیدہ ہے کہ مجھے جھٹلایا مین ابھی ابوالحسن کے گھر سے آتی ہون اوسے مرا ہوا دیکھکر اوسکے قبیلے کو بھلی چنگی اوسکے سرھانے
روتے ہوئے چھوڑ آئی مسرور نے کہا ای جھوٹی مکار تو چاہتی ہے کہ مجھکو فریب دیوے دائی نے کہا مکار جھوٹا تو ہے کہ خلاف بات
خاوندون کے روبرو کہتا ہے زبیدہ نے مسرور کی ملامت اور تشنیع جو اوسکی دائی کو کی تھی سُنکر خلیفہ سے کہا تم اس غلام حبشی کی
شوخی اور مونہ زوری سنتے ہو کہ کیا کیا کچھ میری دائی کو اسنے کہا اور تم کچھ نہین کہتے یہ کہکے زبیدہ نے کھسیانی ہوکے رو دیا خلیفہ
یہ سب گفتگو طرفین کی خصوصاً جو زبیدہ نے کہا تھا سُنکر نہایت تنگ ہوا اور سوچا کہ اس مقدمے مین سوا ے سکوت
کے اب اور کچھ چارہ نہین ہے متحیر ہوکے چپ ہو رہا اور ادھر زبیدہ اور اوسکی دائی اور سب خواصین کہ حاضر تھین اور مسرور سب کے
سب حیرت مین اور سکتے کی حالت مین آکے خاموش ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ نے زبیدہ سے کہا بی بی ہم سب ایک
دوسرے کے آگے جھوٹے اور دروغگو ہین پہلے مین بعد اوسکے تم اور اسی طرح سے مسرور اور دائی ہم مین سے کوئی اس مقدمے

میں قابل اعتماد کے نہیں اب لازم ہے کہ ہم سب کے سب ابوالحسن کے گھر چلیں تا راست و دروغ معلوم ہو اب سب کے سب اوس پر راضی ہوئے پھر وہاں سے
اپنے دلوں سے اوٹھا دیں خلیفہ آگے اور زبیدہ پیچھے ہو کر چلے سب کے آگے مسرور اور سب کے پیچھے دائی اور سب خواصیں زبیدہ کی ساتھ ہولین اثنای راہ میں
پھر درمیان مسرور اور دائی کے اسی امر میں گفتگو ہونے لگی زبیدہ اپنی دائی کی طرف داری کر مسرور کو سخت و سست کہنے لگی مسرور نے کہا بی بی اگر تمھاری
دائی اپنی بات میں سچی ہے تو میرے ساتھ شرط کرے دائی نے کہا بہتر پھر اون دونوں نے ایک ایک تھان کمخاب پر زر کی آپس میں خلیفہ اور
زبیدہ کی حضور میں شرط باندھی کہ جو جھوٹا ہو وہ ہارے اور شرط کو بے عذر دیوے وہ مکان جس میں ابوالحسن اور نزہت الارواح رہتے تھے
زبیدہ کے محل کے مقابل تھا ابوالحسن نے دیکھا کہ خلیفہ جسکے آگے مسرور اور خلیفہ کے پیچھے زبیدہ اور اوسکے پیچھے دائی مع سب خواصوں کے میرے گھر کی طرف
سب کے سب چلے آتے ہیں اوسنے نزہت الارواح سے کہا دیکھ سب کے سب مکان کے قریب آ پہنچے وہ سب کو آتے دیکھ کے اپنے مکان کی طرف دیکھ گھبرائی
اور کہنے لگی کہ اب ہمارا پردہ فاش ہوگا اور ہم دونوں ذلیل ہونگے ابوالحسن نے کہا تم ذرا نگھبراؤ تم بھول گئیں وہ سکو جو میں نے تم سے ابھی کہا تھا اونکے
دروازے تک پہونچتے ہوئے ہم فکر کیے لیتے ہیں پھر ابوالحسن اور نزہت الارواح اپنا اپنا کفن اور تھان کمخاب کا جس طرح سے کہ اونسے ہو سکا پہنکر
دالان کے اندر برابر چت لیٹ کر مردہ بن گئے جب سب لوگ اوسکے باہر کے دروازے پر پہونچے مسرور نے دروازے کو کھولا خلیفہ اور زبیدہ دونے
مسرور اور دائی وغیرہ خواصوں کے ساتھ اندر گھر کے جاکے دیکھا کہ ابوالحسن اور نزہت الارواح دونوں کے دونوں کفنائے ہوئے دالان میں
برابر پڑے ہیں وہ سب اس حال کو دیکھ نہایت متحیر ہوئے کسیکے خیال میں کچھ نہیں آتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے آخر الامر زبیدہ نے خلیفہ سے کہا ہاے
غصت سے دونوں مر گئے پھر اوس نے خلیفہ اور مسرور کیطرف دیکھکر کہا کہ تمھاری حجت اور تکرار اور بار بار آدمیوں کے بھیجنے سے میری پیاری
چہیتی کنیز بھی مر گئی ایک تو اپنے خاوند کے مرنیکے غم میں نیم جان ہو رہی تھی علاوہ تمھارے تجسس اور تلاش کے ڈر سے تمام ہو گئی خلیفہ نے زبیدہ خاتون
سے کہا بی بی ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم کہتی ہو بلکہ نزہت الارواح پہلے مری ہے ابوالحسن کہ اوسپر عاشق تھا اوسکے مرنیکے غم و الم میں اپنے تئیں
ضائع اور ہلاک کیا اب میں جیتا اور تم ہاریں تمھارا محل تصویروالا میرا ہو چکا زبیدہ نے جواب دیا نہیں بلکہ میں شرط جیتی اور تم ہارے وہ تمھارا
باغ میرا ہو چکا اسواسطے کہ ابوالحسن پہلے موا ہے میری دائی نے جاکر گواہی دی تھی کہ یہ ابوالحسن کو موا ہوا دیکھ گئی تھی یہ نزاع و تکرار خلیفہ اور زبیدہ کے درمیان
پھر ہونے لگی اور اسیطرح سے مابین مسرور اور دائی کے ہر ایک کہتا تھا کہ میرا دعوی سچا ہے اور میں شرط جیتا دوسرا اوسکی بات کو رد اور اپنی بات کو ثابت کرتا تھا آخر
خلیفہ سوچکر درمیان اون دونوں جنازوں کے آبیٹھا اور پکار کر کہا کہ میں بقسم اقرار کرتا ہوں کہ ایک ہزار اشرفی نقد ابھی اوسے دونگا جو مجھے ٹھیک بتادے
کہ پہلے اون دونوں میں سے کون مرا خلیفہ کے بات کہنے کے ساتھ ہی اوس جنازے سے جسپر ستار رکھی ہوئی تھی یعنی ابوالحسن کے تابوت سے یہ بات سنی کہ جو پہلے موا
تھا میں ہوں مجھے ہزار اشرفی عنایت کیجیے پھر ایک لمحے کے بعد ابوالحسن کو دیکھا کہ تھان اور کفن کو اپنے بدن سے پھینک خلیفہ کے قدموں پر گر پڑا اور اوسکی بی بی بھی اسیطرح
اوٹھ کر زبیدہ کے پانوں پر گری زبیدہ ڈر گئی اور چلا اوٹھی گھبرا دی کہ خلیفہ کو اور جھکولیں لگے پھر جب اوسکا خوف جاتا رہا تب نزہت الارواح سے کہا کہ ای کمبخت تیرے
سبب سے آجکا دن تمام ہمارا لڑنے جھگڑنے میں گیا خیر میں نے تیرا قصور اور شوخی سب معاف کی اسکو غنیمت جان کہ تجھے زندہ دیکھا اور تندرست پایا اوسیطرح جب
خلیفہ نے آواز ابوالحسن کی سنی ہنسنے لگا اور اون دونوں کو چنگا پاکے نہایت خوش ہوا اور ابوالحسن سے کہا کہ تجھے یہ کیا سوجھی تھی کہ تو نے ایسا مکر کیے مجھے اور زبیدہ کو لڑوایا
اور سب محل کے آدمیوں کو حیران و پریشان کیا اور مجھے ہنساتے ہنساتے مار ڈالا ابوالحسن نے کہا خداوند نعمت میں سب اپنا حال آپکی حضور میں عرض کرتا ہوں

مین عالم تجرد مین بہت اچھی طرح سے رہتا تھا جب سے که حضور نے میری کدخدائی کردی ہی مین انواع اخراجات مین زیربار اور مقروض ہو گیا آپ نے
اور زبیدہ خاتون نے جو عنایت کیا تھا وہ سب کھانے پہننے مین صرف ہو گیا باورچی وغیرہ قرض خواہ ہونے شدت سے آکر ہمپر تقاضا کیا تو ہمنے
ناچار ہوکر جو کچھ که نقد و جنس رکھتے تھے سبکا حساب و کتاب کرکے دیدیا جب کچھ ہمارے پاس نه رہا ناچار ہوکے ہمنے بہت منصوبے لے اور مکر کیے سوائے
اس حیلے کے جو ہمنے بجا لائے کیا کچھ اور نسوجھا اب امیدوار ہین کہ ہماری گستاخی معاف ہو خلیفه اور زبیدہ ابو الحسن کی صاف گوئی سے بہت خوش ہوے
اور کچھه غصه اور خفگی اوسپر نکی ابو الحسن پر اوسکی بی بی کو ساتھه اپنے لیجا کے ہزار اشرفی جسکا وعدہ کیا تھا دین پھر ابو الحسن اور اوسکی بی بی خلیفه
اور زبیدہ کی بخشش سے عمر بھر اپنی بخیر و خوبی ہنسی خوشی رہا کیے ملکه شہرزاد نے جب یه قصه ابو الحسن کا تمام کیا بادشاہ شہریار کی خدمت مین کہا که کل کی رات مین
اور ایک قصه اس سے بھی عجیب و غریب کہونگی جسے آپ سنکے نہایت خوش اور محظوظ ہونگے غرض دوسری شب کو دنیازاد نے حسب دستور اپنی بہن کو قبل طلوع ہونے آفتاب کے
اوسکے وعدے کو یاد دلوایا اور سلطان نے بھی ظاہر کیا که مین بھی اوس قصے کے سننے کا مشتاق ہون ملکه شہرزاد نے اس قصے کو اس طرح سے کہنا شروع کیا

قصه الهٔ دین اور عجیب و غریب چراغ کا

ایک شہر مین توابع چین سے ایک درزی مصطفے نام رہتا تھا اور بجز پیشه خیاطی کے اور کوئی کاروبار نہین کرتا تھا اور بسبب عسرت کے اوس پیشے مین اوسکی
اور اہل و عیال کی بڑی مشکل سے بسر ہوتی اوسکا بیٹا الهٔ دین نام نہایت مجہول اور کھلنڈرا تھا ماں باپ کا کہنا سننا نہین مانتا صبح ہوتے گھر سے
نکل جاتا تمام دن گلیون مین لڑکون کے ساتھه جو اوسکے ہمجولی اور مانند اوسکے نالائق اور نکمّے تھے کھیلا کرتا جب وہ بڑا ہوا اور سن بلوغ کو پہونچا باپ نے
اوسکے ہر چند سعی اور کوشش کی کہ کوئی ہنر اور کسب اوسکو سکھائے ہرگز اوسکا جی اوسکے سیکھنے مین نه لگا آخر ناچار ہوکے اوسکو اپنے ساتھه دکان پر
جسمین وہ بیٹھه کر سیتا لیجایا کرتا اور سینا سکھاتا مگر وہ نه پیار نه مار پیٹ سے سیکھنے مین جی لگاتا اور ہمیشه اپنے باپ کو ناخوش اور ناراض رکھتا جب باپ
اوسکا کسی کام کے لیے دکان سے اوٹھتا وہ دکان سے بھاگ جاتا پھر شام تک نه آتا ہر چند کہ ان حرکتون پر مار کھاتا مگر باز نه آتا آخر الهٔ دین نے کوئی کام نه سیکھا
نالائق محض رہا مصطفے ہمیشه اوسکے حال پر غم و غصه کھایا کرتا کہ یه کمبخت کیونکر اپنی اوقات بعد میرے بسر کریگا اسی کوفت سے بیمار پڑا اور کئی مہینے کے بعد
مر گیا الهٔ دین کی ماں نے دیکھا کہ دکان اس سے سنبھل نه سکے گی اسواسطے اوسنے دکان کو بند کرکے اور اسباب اوسکا بیچ روئی کاتنا شروع کیا اور وہ بیوہ سوت بیچکے
اپنی اور الهٔ دین کی گذران کرتی اوسکی ماں جب کبھی اوسکو کچھه کام کرنیکو کہتی تو وہ اوسکو دھمکاتا اور ڈراتا اور ہمیشه بدمزاجی اور شوخی سے اوسکو دکھه اور
رنج دیا کرتا اور رذالون سے صحبت رکھکے اوقات اپنی بیہودگی مین صرف کرتا یہانتک کہ چودہ برس کی عمر اوسکی ہوئی تو بھی [illegible] سے اوسکو بہرہ
نہوا اور کچھه معاش کی فکر نکی اسی حال مین یکدن موافق اپنے دستور کے وہ لڑکون کے ساتھه بازار مین کھیل رہا تھا که ایک اجنبی شخص راہگیر نے الهٔ دین کو دیکھا
اور وہ شخص فن جادوگری مین کامل تھا اسلیے اوسکو ساحر افریقی کہتے تھے اور وہ رہنے والا افریقه کا تھا دو روز ہوے تھے کہ وہ اوس شہر چین مین سیر جہان کی کرتا
ہوا اوپہونچا تھا اور اوسکو علم رمل اور قیافے مین بھی کمال مہارت تھی اوسنے الهٔ دین کی صورت دیکھکے پہچانا کہ یه لڑکا میرے اوس کام کا ہے جسکی تلاش مین ملک بملک اور شہر بشہر
پھرتا ہون غرض ساحر افریقی نے غائبانه الهٔ دین کے باپ اور اوسکے پیشے کا حال لوگون سے دریافت کرکے ایکدن الهٔ دین کو اکیلا پاکے کہا کہ میان کیا تم مصطفے درزی کے فرزند ہو
الهٔ دین نے اوسکے جواب مین کہا کہ درست ہے مین اوسیکا بیٹا ہون مگر مدت ہوئی کہ اوسنے وفات پائی ہے اس بات کے سنتے ہی اوس ساحر نے الهٔ دین کے گلے مین ہاتھه ڈال دیا اور
اپنے سینے سے لگا دیر تک پیار کیا اور ٹھنڈی سانسین بھر کر رونے لگا الهٔ دین نے اوسے روتا دیکھه پوچھا کہ صاحب تم روتے کیون ہو اوس جادوگر نے کہا اے فرزند مین اسکا سبب کیا

بیان کی دن مین تمھارا چچا ہون اور تمھارا باپ میرا بڑا بھائی تھا بہت برسون سے مین سفر مین ہا اب اس شہر مین صرف اونھین کے دیکھنے کو آیا
تھا اور اپنے دل مین نہایت خوش تھا کہ اونسے اتنی مدت کے بعد ملاقات کرونگا اور وہ بھی مجھے دیکھکر خوش ہونگے اب تمسے اونکے انتقال کا حال سنکر اس قدر رنج
والم مجھے ہوا کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اب وہ آرزو اور خوشی میری خاک مین ملگئی اور میری یہ سب محنت سفر کی برباد و ضائع ہوئی اب خدا تجھے جیتا رکھے کہ
تیری صورت تیرے باپ سے بہت ملتی ہی اور سب نشانیان اوسکی تجھہ مین پاتا ہون بہرکیف تجھے دیکھنے سے میرے دلکی تسلی ہوئی پھر اوس
جادوگر نے اپنی جیب مین ہاتھہ ڈالکر ایک مٹھی بھرکے پیسے دیے اور پوچھا کہ میان تمھاری ماں کہان رہتی ہی تم اپنی ماں سے جاکر پہلے میرا سلام اسکے بعد
میری طرف سے کہنا کہ کل اگر فرصت مجھے ملیگی مین مقرر آؤنگا دیکھنے سے اوسجگہ کے جہان میرا بڑا بھائی رہتا تھا اور بیٹھتا تھا اور جہان پر اوسنے قضا کی
اپنے دلکو تشفی دونگا یہ کہکے وہ افریقی چلا گیا اور الہ دین دوڑکر اپنی ماں کے پاس آیا اور اوس سے پوچھا کہ اماں کوئی ہمارا چچا بھی ہی اوسنے کہا بیٹا تمھارا
کوئی چچا نہین بلکہ دنیا مین سوا میرے اور تیرے غریب باپ کے کوئی اقربا ون سے تیرے نہین ہی تب الہ دین نے کہا ابھی ایک آدمی مجھے یہ بات کہتا ہوا ملا تھا
کہ مین تیرے باپ کا بھائی اور تیرا چچا ہون اور جب اوسنے مجھسے باپ کے مرنیکی خبر سنی مجھے گلے لگا کے بہت رویا اور مجھے پیار کرکے اپنی جیب سے نکالکر پیسے دیے اور تمھین بہت
سلام کہا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ بشرط فرصت کل مین مقرر تمھارے گھر آؤنگا اور وہ نہایت مشتاق اس گھر کے دیکھنے کا ہی خصوصًا اوسجگہ کا جہان میرا باپ رہتا
اور اوٹھتا بیٹھتا تھا الہ دین کی ماں نے کہا تیرے باپ کا ایک بھائی تھا سو مدت ہوئی تیرے باپ کی عین حیات مین مرگیا اور مینے اوس سے نہین سنا تھا کہ کوئی اوسکا
اور بھی بھائی ہی دوسرے دن پھر اوس جادوگر نے الہ دین سے کہ بازار مین لڑکون کے ساتھہ کھیل رہا تھا ملاقات کی اور اوسکو گلے لگا کر دو اشرفیان دین اور کہا کہ
فرزند تو انکو اپنی ماں کو دیکر کہنا کہ آج شام کو مین تمھارے گھر آؤنگا تم اشرفی بھنا کے کھانا پکا رکھنا جسکو ہم تم ملکے کھائینگے پہلے مجھے اپنے گھر کا پتا بتاؤ
کہ کس کوچے مین ہی الہ دین نے اوسے ٹھیک اپنے گھر کا پتا بتا دیا جادوگر اوس سے دریافت کر چلا گیا الہ دین نے وہ اشرفیان اپنی ماں کو لا کے دین اور
اپنے چچا مصنوعی کے ارادے سے اوسکو آگاہ کیا اوسکی ماں اسباب و سامان اچھے کھانون کا بازار سے خرید کر لائی اور جو ظروف کہ قسم چینی
اور مسی اوسکے گھر مین نتھے اپنے ہمسایون کے گھر سے مانگ لا کے فراہم کیے اور کھانا پکانے مین تمام دن مشغول رہی جب قریب شام کے سب چیزین
طیار ہو چکین اوسنے الہ دین سے کہا شاید تیرا چچا گھر کے ڈھونڈھنے مین بہلتا پھرتا ہوگا تو اوسے اپنے ساتھہ گھر مین لے آ الہ دین نے اگرچہ ٹھیک پتا اپنے
گھر کا اوس ساحر کو بتا رکھا تھا پھر بھی وہ اوسکے لانے کے واسطے طیار ہوا جب دروازے کے پاس پہونچا سنا کہ کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹاتا ہی اوسنے
دروازہ کھولکر دیکھا کہ وہی افریقی ہی کہ دو شیشے شراب کے اور کچھہ میوے ہاتھہ مین لیے ہوے آیا پھر اوس افریقی نے وہ سب چیزین الہ دین کو دین اور خود اندر گھر کے
آیا اور جھک کر سلام الہ دین کی ماں کو کیا اور پوچھا کہ کس جگہہ الان مین میرا بھائی مصطفے ہمیشہ بیٹھا کرتا تھا اوسنے اوسکی نشستگاہ کو بتا دیا
اوس ساحر نے پہلے اوس جگہہ پر سر اپنا زمین سے لگایا اور کئی بار اوسے چوما اور بہت رو کے کہا مین کتنا بے نصیب ہون کہ باوجود اسقدر مسافت طی کرنیکے مجھے
تمھارا دیدار میسر نہوا قبل اسکے کہ اس شہر مین پہونچون رحلت فرمائی الہ دین کی ماں نے جعلی بھائی کو اوسجگہ پر جہان اوسکا شوہر بیٹھا کرتا تھا واسطے بیٹھنے کے کہا
اوسنے کہا کہ مین کیونکر ایسی جگہہ پر بیٹھہ سکتا ہون کہ جس جا پر میرا بزرگ اور عزیز بھائی بیٹھا کرتا تھا مین اس جگہہ کو ایسا بزرگ اور عزیز جانتا ہون جیسا کہ اونھین جانتا تھا
پھر الہ دین کی ماں نے اس بات مین کچھہ زیادہ مبالغہ نکیا اور کہا جس جگہہ تمھارا جی چاہے وہان تم بیٹھو پھر وہ ساحر ایک مناسب جگہہ پر بیٹھہ گیا اور الہ دین کی ماں سے
باتین شروع کین کہ بھابھی صاحبہ تمکو اس امر سے وحشت نہو کہ تمنے مجکو آگے نہین دیکھا اسواسطے کہ پورے چالیس برس گذرنے ہین کہ مین نے

اس شہر کو جسمین پیدا ہوا تھا چھوڑا اور اس مدت مین پہلے مینے سفر ہندوستان کیا بعد اسکے پارس کا پھر عرب کا اور مصر کا اور بعد سیر و سفر ان
سب ملکون اور شہرون عجیب کے افریقیہ کو گیا وہان کے لوگونکو خوش وضع اور قابل دیکھکر وہین بود وباش اختیار کی مگر باوجود اسکے اپنے شہر کو کہ وطن
اور مولد میرا ہی نہین بھولا اور نہ اپنے عزیزون اور دوستونکو خصوصاً اپنے بڑے بھائی کو نہین فراموش کیا ہمیشہ اونھین کی یاد مین رہتا تھا اور یہ
تمنا تھی کہ پھر جاکر اونھین دیکھون اور اون سے معانقہ کرون اسلیے بڑی محنت ومشقت سے ایسا سفر دور ودراز کرکے یہان آیا اور اونکی خبر
وفات کی سنکر عجب صدمہ میرے دل کو پونہچا جسکو بیان نہین کرسکتا افسوس کہ اب میری یہ سب سعی اور کوشش رایگان گئی مگر فی الجملہ کچھہ صورت
اطمینان کی الہ دین کے دیکھنے سے نظر آئی کہ میرا بھتیجا ہی اور سب آثار اور علامات میرے بھائی کے اسکی صورت مین پائے جاتے ہین یہی سبب ہی
کہ مینے ایکبارگی دیکھنے سے اسکو کہ بہت لڑکون مین کھیل رہا تھا پہچان لیا کہ یہ میرے بھائیکا بیٹا ہی اس سے تمنے سنا ہوگا کہ کسقدر رنج اونکے
خبر مرنیکی سنکر مجھے ہوا مگر شکر خدا کا کہ اوسکے بیٹے کو دیکھکر نہایت مجھے تسلی ہوئی گویا کہ اوسی کو دیکھا جب اوس افریقی نے معلوم کیا کہ بہت ذکر اور افسوس کرنے سے
الہ دین کی مان کا دل بھر آیا اور اوسے یاد کرکے رونے لگی اسواسطے اوسنے وہ مذکور موقوف کرکے اور ہی مطلب کو شروع کیا اور سونہ طرف الہ دین کے پھیر کے اوسکا نام پوچھا
اوسنے کہا میرا نام الہ دین ہی پھر اوسنے الہ دین سے پوچھا کہ میان تم کیا کام کرتے ہو اور کونسا ہنر اور پیشہ تمھین معلوم ہی الہ دین یہ بات سنکر خجالت سے جواب
نہ دے سکا اور سر اپنا نیچے کرلیا مگر مان نے اوسکی کہا کہ الہ دین نہایت مجہول لڑکا ہی اسکے باپ نے اپنی زندگی مین بہت کوشش کی کہ اسے اپنا پیشہ
سکھاوے لیکن اسنے ہرگز نہ سیکھا اور اوقات اپنی بالکل کھیل مین کھوئی تمام دن لڑکون مین کھیلا کرتا ہی جیسا کہ تمنے دیکھا اب چاہیے کہ تم اسے کچھہ سمجھاؤ
اور کہو سنو کہ کچھہ اچھی راہ لگے کھیل اور واہیات شغل چھوڑ دے البتہ تمسے مربی شفیق کا کہنا سنکے اچھی راہ لگیگا اور اپنے پیشے کے سیکھنے مین دل لگائیگا
اسواسطے کہ یہ خوب جانتا ہی کہ میرا باپ کچھہ نقد و اسباب ایسا چھوڑ کر نہین مرا کہ جس سے ہم اپنی اوقات بسر کرین اور یہ بھی سمجھتا ہی کہ مین چرخا کاتا
کرتی ہون اسپر بھی بڑی دشواری سے روٹی میسر ہوتی ہی مینے بارہا کھسیانی ہوکے چاہا کہ اسے اپنے گھر سے نکالدون تا وہ مضطر ہوکے کہین تلاش روزی
کی کرے مگر درد فرزندی سے یہ بھی گوارا نہین ہوتا یہ کہکے وہ نیکبخت عورت رونے لگی مگر افریقی نے کہا الہ دین بیٹا کیا یہ باتین سچ ہین تجکو لازم ہی کہ واسطے
حاصل کرنے قوت کے محنت اور کوشش کرو یہان بہت طرح کے پیشے اور کسب ہین اگر ایک کسب کو تمھارا جی نچاہے تو دوسرا کسب اختیار کرو
شاید وہ پیشہ جسے تمھارا باپ کرتا تھا تمھین پسند نہین آتا اگر چاہتے ہو کہ اوس سے اچھے اور سودمند پیشے کو اختیار کرو تو مجھسے نہ چھپاؤ صاف کہو
تا مین تمھاری اوسمین مدد کرون جب اوسنے دیکھا کہ الہ دین کچھہ جواب نہین دیتا کہا کہ میان اگر تم چاہتے ہو کہ کوئی اچھا پیشہ سیکھو یا چاہتے ہو کہ ذی رتبہ اور صاحب
عزت ہو تو مین تمھین دکان بزازے کی کردون جسمین اچھے اچھے تھان اور ہر قسم کا کپڑا ہو اور تم اوسمین بیٹھکر خرید و فروخت کرکے اپنی اوقات عزت وحرمت
سے بسر کیا کرو اپنے دل کی بات مجھسے کہو مین جو تمسے اقرار کرتا ہون اوسکو انشاء اللہ تعالی پورا کرونگا الہ دین اوس ساحر کی یہ بات سنکر بہت خوش ہوا
اسواسطے کہ وہ جانتا تھا جو سوداگر ایسی دکان رکھتے ہین اور خرید و فروخت کپڑے کی کرتے ہین بڑی فراغت اور عزت و حرمت سے اونکی زندگانی
بسر ہوتی ہی اور اچھی پوشاکین پہنتے ہین اور طرح طرح کی نعمتین کھاتے ہین اسواسطے اوس ساحر کو کہا کہ اگر ایسی عنایت میرے حال پر کروگے تو
مدت العمر مین تمھارا ممنون احسان کا رہونگا ساحر نے کہا اگر تمنے اس امر کو پسند کیا کل مین تمکو اچھی پوشاک پہنا ایک سوداگر کے پاس واسطے ملاقات کے لیجلونگا اور ایک دکان
چوک مین تمھین بکرایہ لے دونگا الہ دین کی مان کہ ابتک افریقی کو حقیقت مین اپنے شوہر کا بھائی نہین جانتی تھی بہ نسبت اپنے

فرزند کے اوسکو اس سے تب مین مہربان پاکر لے اوسکی ممنون ہوئی اور اوسے دولتمند سمجھکر الہ دین کا ہاتھ اوسکے ہاتھ مین پکڑا کر کہا جو بہتر اوسکے
حق مین سمجھو کرو یہ کہکے آپ متوجہ کھانا نکالنے کی ہوئی آخر سب کھانے سلیقے سے چنکر اوسکے آگے رکھے اور تینون نے ملکے کھانا کھایا جب اوس سے
فراغت ہوئی جادوگر نے کہا اب رات بہت آئی مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکے الہ دین اور اوسکی ماں سے رخصت ہوکے گیا دوسرے دن وہ افریقی
موافق اپنے وعدے کے پہر مصطفے درزی کی بیوہ کے گھر آیا اور الہ دین کو اپنے ساتھ اوس سوداگر کی دکان پر جسمین جوڑے سب قسم کے سیے ہوے
طیار رہتے تھے لیگیا اور الہ دین سے کہا تو اپنے قد کے موافق اور انداز کا جوڑا پسند کرتا مین تجھے لیدون الہ دین نے اپنی سخاوت اور جود سے اپنے
چچا کے خوش ہوکر ایک جوڑے کو پسند کیا افریقی نے وہ جوڑا مع سامان کے مول لیکر الہ دین کو دیا الہ دین اوس جوڑے کو پہنکر سر سے پانوتک اپنے تئین دیکھکے نہایت خوش ہوا
اور اپنے جعلی چچا کا شکر بجا لایا پہر وہ ساحر اوسے وہان سے اپنے ساتھ کر چوک مین لیگیا جہان بڑے بڑے سوداگرون کی دکانین تہین اور الہ دین سے کہا
اگر تم چاہتے ہو کہ تم بھی مثل ان سوداگرون کے ہو تو اکثر یہان آیا کرو اور انکا رویہ و طریق خرید و فروخت کا دیکھو پہر اوسے ایک بڑی مشہور سرا مین جہان مسافر اور
پردیسی اترا اور رہا کرتے تھے لیگیا اور وہان سے بادشاہی مکانونکو لیجا کے دکھلایا اور سارے شہر مین پھیر کے اوس سرا مین جہان وہ افریقی آپ رہتا
تہا لے گیا وہان اون سوداگرون سے کہ تعارف اور شناسائی رکھتا تہا اپنے بھتیجے کو ملایا اور سبھون نے ملکر کھانا کھایا جب شام کا وقت دیکھا تب الہ دین
نے اپنے چچا سے رخصت مانگی تا اپنے گھر جاوے افریقی اوسکے اکیلے جانیکا روادار نہوا اور آپ ساتھ ہوکے اوسکو گھر تک پہنچانے آیا الہ دین کی ماں اوسے اوس اچھی
پوشاک پہنے ہوے دیکھکر بہت خوش ہوئی اور ہزار دعائین افریقی کو دین اور کہا مین تمہاری جوانمردی کا شکر بجا نہین لا سکتی میرے لڑکے کا سنوارنا اور اتنی عنایت کرنی تہا
جو تمنے اسکے ساتھ کی میرا لڑکا ہمیشہ تمہاری شکرگذاری اور فرمانبرداری مین رہا کریگا اور جس راہ پر تم لگاوگے اوسی راہ چلیگا جادوگر نے کہا الہ دین بہت
اچھا لڑکا ہی جو مین کہونگا وہی کریگا افسوس ہی کہ مین کل کے دن اپنا وعدہ ایفا نہین کر سکتا اسواسطے کہ کل جمعے کا دن ہی سب دکانین بند
ہونگی کوئی دکان الہ دین کیواسطے کرایہ نہین لے سکتی اور کچھ اسباب اسکے لیے خرید نہین کر سکتا کل کے دن سب دکاندار اپنے سیر تماشے مین مشغول
ہونگے انشاء اللہ تعالی ہم سب ان کامونکو پرسون کرینگے کل کے دن مین الہ دین کو اپنے ساتھ باغونکی سیر کیواسطے لیجاونگا اسنے اون باغون
اور راستونکو نہین دیکھا اب تک لڑکون مین کھیلا کیا ہی اب اوسے چاہیے کہ اچھے آدمیونکی صحبت مین بیٹھا کرے یہ کہکے وہ جادوگر رخصت ہوا الہ دین نے اپنے تئین
اچھی پوشاک پہنے ہوے دیکھا اور باغونکی سیر کرنیکی خبر سنی نہایت خوش اور باغ باغ ہوا اسواسطے کہ اوس غریب نے سوا اندر وار کے گھر کے اور کچھ نہین دیکھا تہا
اور کبھی قصبات اور شہر کے دروازے تب جا نہین گیا الغرض دوسرے روز فجر کو الہ دین نے اوٹھکر اپنے کپڑے پہنے اور منتظر اپنے چچا کا بیٹھا بعد انتظار کے
وہ گھبرایا اور دروازہ کھولکر اوسکی راہ دیکھنے لگا اتنے مین دیکھا کہ وہ ساحر چلا آتا ہی الہ دین اندر جاکے ماں سے رخصت ہوا اور دروازہ گھر کا بند کرکے اوس
ساحر کیطرف گیا ساحر نے اوسے نہایت پیار و الفت سے پکارا اور کہا کہ آج مین تجھے کیا کیا اچھے مکان اور باغ سبز دکھاتا ہون کہ کبھی تونے نہ دیکھے ہونگے پہر اوسے
اپنے ساتھ مکانونکی سیر سے محظوظ کرتا ہوا بہت دور لیگیا جب الہ دین نئے محل اور نئے باغ دیکھتا خوش ہوکے کہتا کہ چچا جان یہ کیا اچھے مکان اور کیا خوب باغ
مین یہانتک کہ جاتے جاتے اوس شہر سے باہر ہوے اور تھک گئے وہ ساحر ہوشیار عیار واسطے اپنے کام کے جو ابھی اور آگے دور جانا تہا ایک باغ مین دم لینے
کیواسطے کنارے حوض شیرین کے بیٹھ گیا اور مکر کی راہ سے الہ دین کو کہا کہ میرے پیارے بھتیجے تم بہت ماندے ہوے ہو اور مین بھی تھک گیا ہون آؤ
ذرا یہان بیٹھکے دم لین اور بعد سستانے کے پہر آگے کو چلین یہ کہکے اوسنے اپنی کمر سے رومال جسمین طرح طرح کے میوے اور

تصویر ساحر افریقی کی مع الہ دین کے قریب غار کے

اور کچھ کلچے بندھے ہوئے تھے نکالے اور اون سبھونکو آگے اپنے رکھکے آدھے کلچے الہ دین کو دیے اور آدھے آپ لیے اور الہ دین سے کہا کہ میوے جسقدر
ہو اچھے چنکر کھاؤ درمیان کھانیکے اپنے بنائے ہوئے بھتیجے کو نصیحت اور پند کرتا تھا کہ میان تم لڑکونمین کھیلا کرو اچھے لوگون اور دانشمندون کی
صحبت مین بیٹھیو اونکی باتونپر دھیان رکھو اور اونکے فیض صحبت سے فائدے اوٹھاؤ پھر تم جلدی ایک آدمی معقول و فہمیدہ بنجاؤگے جب یہ باتین سنا کر چکے وہ ساحر
دم دلاسا دیتا ہوا الہ دین کو بہت دور لیگیا اور شہر بہت دور چھٹ گیا پہاڑ دکھائی دینے لگے الہ دین کبھی اتنی دور نہ چلا تھا تھک گیا اور پوچھنے لگا
چچا جان اور کتنی دور جاؤگے ہم باغونسے بہت دور نکل آئے ساحر نے کہا بھتیجے گھبراؤ نہین تھوڑی دور کچھ نہین اور ایک باغ دکھاؤنگا کہ جسکے آگے
یہ سب باغ گرد اور ناچیز ہین اور وہ یہانسے چندان دور نہین تو جب اوسکو دیکھیگا آپ دوڑکر اوسمین جائیگا غرض وہ ساحر الہ دین کو پھسلاتے ہوئے ہاتھ پکڑکر کھینچے
لیے جاتا تھا اور اوسکے جی بہلانیکے لیے قصے اور کہانی بھی کہتا جاتا آخر وہ ایک جنگل اور میدان مین کہ درمیان دو پہاڑون کے واقع تھا پونہچے
اور یہ خاص وہی جگہ ہی جہان الہ دین کے لیجانیکا ارادہ رکھتا تھا اور جسکے واسطے افریقہ سے اسقدر مسافت طی کرکے چین مین آیا غرض وہان پہونچکے
اوسنے الہ دین سے کہا کہ اس جگہ وہ باغ ہی جسمین مین تجھے عجیب و غریب چیزین دکھلاؤنگا اور دیکھکر بہت خوش ہوگا مین آگ لینیکے واسطے جاتا ہون تو سوکھی
لکڑیان چنکر رکھ تاکہ مین آکر آگ جلاؤن الہ دین نے بہت خشک لکڑیان سمیٹکر ایک جا اکٹھا کین پھر اوس جادوگر نے آکے اونھین جلایا
اور اوس آگ سے اپنا فتیلہ روشن کیا جب وہ فتیلہ خوب روشن ہوا ساحر افریقی نے کچھ عطر اور خوشبوئین اوس فتیلے پر ڈالین بعد اس عمل کے
ایک گھر ادھوان اوسمین سے اوٹھا اور کچھ الفاظ سحر کے اوس جادوگر نے جسے الہ دین کچھ نہین سمجھتا تھا پڑھنے شروع کیے ایک لحظے کے بعد
اوسکی تاثیر سے زمین ہلی اور جنبش مین آئی اور جسجا پر وہ دونون کھڑے تھے ایک سل مربع پتھر کی برابر ڈیڑھ قدم کے نمود ہوئی جسکے درمیان
ایک کڑا آہنی اوسکے اوٹھانیکے واسطے لگا ہوا تھا الہ دین اوسکو دیکھکر ڈرا اور وہان سے بھاگا اوس ساحر نے دوڑکر اوسکو پکڑا اور غصے سے ایسا سخت
طمانچہ اوسے مارا کہ الہ دین بیٹھ گیا اور اوسکے دانتون سے خون نکلنے لگا غریب الہ دین نے رونا شروع کیا اور کہا چچا جان مینے کیا ایسا قصور کیا تھا
کہ تمنے مجھے اسطرح سے مارا اوسنے کہا میان مین تمہارا چچا ہون تم مجکو بجاے اپنے باپ کے سمجھو میری مار اور غصہ کرنے سے برا نمانو پھر پیار
اور ملایمت سے کہا کہ میان مین تمسے اور کچھ نہین چاہتا سواے اسکے کہ جو مین تمسے کہون اوسے کیا کرو مین تمہین بڑا آدمی بنادونگا غرض ان باتون سے الہ دین کے
دل سے خوف و ہراس دور کیا اور جب دیکھا کہ الہ دین راہ پر آیا اوس سے کہا کہ تمنے دیکھا کہ میرے پڑھنے کی تاثیر سے زمین نے حرکت کی اور یہ پتھر
نکل آیا اب تم یقین کرو کہ اس پتھر کے نیچے ایک مخفی خزانہ خاص تیرے ہی لیے رکھا ہی وہ ایکدن مین تجھے سب امیرون روے زمین سے
بالاتر زیادہ کردیگا اور کوئی شخص جہان مین بجز تیرے ایسا نہین کہ اوس خزانے کو ہاتھ لگا سکے اب تو اس سنگ کو اوٹھا اور اوسکے
نیچے جا مین بھی اوس خزانے مین نہین جا سکتا اور جو اوسکے اندر ہی اوسے نہین لے سکتا سواے تیرے اور کسی کا کام نہین کہ اوس خزانے کو جاکر لیوے
اب جو مین کہون اوسی کے موافق تو عمل کر اوسکے اندر جانے اور آنے مین ذرا دیر نلگے گی اور اسمقدمے مین سواے میرے اور تیرے کسیکو دخل نہین الہ دین نے
چار و ناچار کہا چچا جان مین حاضر ہون جو کچھ تم فرماؤگے مین فوراً اوسکو بجا لاؤنگا ساحر افریقی اس بات سے الہ دین کی خوش ہوا اور اوسے اپنے گلے لگاکے
کہا یہی بات چاہیے اور شاباش ہی میرے پاس آؤ جب وہ اوسکے نزدیک گیا ساحر نے اوسے ایک چھلا دیا کہ اسے اپنی اونگلی مین پہنکر اس پتھر کو یہان سے سرکاؤ
الہ دین نے کہا چچا جان مین اس پتھر بھاری کو اکیلا اوٹھا نسکونگا تم بھی ہاتھ لگاؤ اور زور کرو جادوگر نے کہا ہماری مدد کی تمہین حاجت

نہین اگر ہوتی تو ہم بے کہے تمھارے مدد کرتے تم اپنے باپ دادا کا نام لیکر اسے اوٹھا کر تنکے کیطرح سرکاؤ الہ دین نے بموجب کہنے اوس
جادوگر کے لوہے کے چھلے کو اپنی اونگلی مین پہن اوس پتھر کو وہان سے بہت آسانی کے ساتھ سرکایا اوسکے نیچے سے ایک گڑھا تین چار قدم کا گہرا
نظر پڑا جسکے اندر ایکطرف کو چھوٹا سا دروازہ لگا ہوا تھا اور اوس دروازے کے پائین زینہ تھا جسکے سبب سے آدمی نیچے اوتر جاسکتا جادوگر افریقی نے الہ دین سے
کہا اے میرے اچھے لڑکے تم ان سب باتون کو جو کہتا ہون خوب یاد رکھنا خبردار بھولیو نہین اب تو اس گڑھے مین گھس اس مین تو ایک دروازہ پائیگا اور
اوسکے ساتھ سیڑھی لگی ہوئی ہوگی اوسکے نیچے ایک بڑا مکان گنبددار ہے جسمین تین دالان برابر ہین اور ہر ایک دالان مین دونون طرف چار چار مس کی بہت
بڑی اور وسیع دیگین بھری ہوئی سونے اور چاندی سے رکھی ہین مگر تم اونکو ہاتھ سے نہ چھونا جب پہلے دالان مین جاؤ تو تم اپنی قبا کا دامن گردن
کے خوب مضبوط اپنی کمر سے باندھنا پھر تم دوسرے دالان مین بلا توقف جانا اور اسیطرح سے تیسرے دالان مین اور خبردار اوس مکان کی دیوارون
کو نہ چھونا اگر ذرا سا بھی تمھارا کپڑا اوس سے چھو جائیگا تم فی الفور مرجاؤ گے اسواسطے مین تمھین کہے رکھتا ہون کہ دامن اپنی قبا کا خوب سمیٹ
مضبوط کمر سے باندھ لینا پھر تیسرے دالان مین ایک دروازہ اور ملیگا جب اوسمین سے ہوکے جاؤ گے تو ایک باغ دیکھو گے جسمین بہت خوبصورت درخت
اقسام میوون کے پھلے ہوئے لگے ہین تم سیدھے آگے کو اوس راہ سے کہ تمکو ملیگی چلے جانا آخر کو ایک شہ نشین بہت بلند جسمین پچاس پچاس کا زینہ ہے چڑھ کے
اوپر اوسکے ایک سقف ہے جب تم اوس سقف پر چڑھ جاؤ گے وہان تم ایک طاقچہ پاؤ گے جسمین ایک چراغ جلتا ہوا رکھا ہے تم اوس چراغ کو وہان سے اوٹھا کے
گل کر دینا اور روغن اور بتی اوسکی پھینک کر اپنے گریبان مین رکھ احتیاط سے میرے پاس لے آنا تم ڈریو نہین اوسکے تیل سے تمھارا کپڑا چکنا نہوگا اوسمین روغن نہین
جسوقت تم اوسے طاق سے اوٹھالو گے فوراً وہ خشک ہو جائیگا اور اگر تمھارا جی چاہے اون درختون کے پھل جسقدر لے سکو لیجیو غرض جب وہ جادوگر نے سب باتین
الہ دین کو کہہ کے سمجھائے اور اوسکے خیال مین آئے اوس ساحر نے اوس لوہے کے چھلے کو کہ الہ دین سے لیا تھا پھر اوسکی اونگلی مین پہنا دیا اور کہا کہ اوسکے سبب سے
تم ہر ایک شر سے کہ شاید تم پر پڑے وہان محفوظ رہو گے اور اون سب باتون کو جو مین نے تمسے کہین خوب یاد رکھیو خبردار بھولیو نہین اب اے میرے فرزند دلجمعی سے تم اوس
گڑھے مین گھسو ہم اور تم دونون بڑے آدمی ہوجاتے ہین اور تمام عمر اپنی بادشاہت کرینگے الہ دین نہایت جرأت اور دلیری سے اوس گڑھے مین گھس پڑا اور وہان سیڑھی
سے اوتر کر آگے کو جسمین تین دالان برابر تھے بڑی احتیاط سے گیا اور ڈرتا رہا کہ مبادا کپڑا اوسکا اوس مکان کی دیوارون سے لگجائے جب وہ سب مراتب طے کر کے
باغ کے اندر آیا اوس زینے کی راہ سے چھت پر چڑھ گیا اور وہ چراغ جو طاقچے مین روشن تھا اوٹھا کر اپنے گریبان مین رکھ لیا اور اوسکو جیسا کہ اوس جادوگر نے
کہا تھا بعد بجھنے کے بالکل خشک اور سوکھا پایا پھر اوس چھت سے اوتر باغ مین آیا اور راہ مین جسقدر کہ اوسکے ہاتھ لگے اچھے اچھے پھل چن لیے درختون مین
اوس باغ کے عجیب و غریب ثمر نظر پڑے اور ہر ایک درخت مین کئی رنگ اور کئی قسم کے پھل لگے ہوے تھے بعضے سفید نہایت شفاف اور درخشندہ مانند بلور کے
اور بعضے سرخ اور سبزی مائل اور بعضے سبز اور بعضے نیلے اور بعضے اودے اور بعضے مائل بزردی غرض ہر ایک رنگ اونکا عجیب رنگ دکھاتا تھا چنانچہ
جو سفید تھے وہ حقیقت مین مروارید اور جو چمکتے تھے الماس اور جو بہت سرخ تھے وہ لعل اور سبز زمرد اور جو اور رنگ تھے وہ اور قسم کے سنگ
قیمتی کے مشابہ بلکہ اوس سے بھی افضل نظر آتے تھے الہ دین جو جواہر دیکھے کے صفات اور نہ اونکی قیمت سے مطلع تھا اون پھلونکو مانند انجیر اور انگور وغیرہ
پھلون کے جیسے اوسنے شہر مین بکتے ہوے دیکھے تھے سمجھا تھا اور اسیواسطے اوسنے اونکے لینے مین کہ ہزارون بلکہ لاکھون درختون مین لگے ہوے
زمین پر لٹک رہے تھے حرص اور خواہش اونکی تو سی قدر اوس نے اون پھلون سے ہر رنگ کے لے لیے کہ جتنے اوسکی جیبون

اور آستینون مین بجائے جیبون کو اپنی کمر سے باندھ لیا اور آستینین مونہ پر سے باندھ دین تا کہ کوئی پھل اونمین سے گر نہ پڑے اور کچھ اپنے گریبان اور کمر مین
جہان جسقدر جگہ تھی رکھ لیے پھر اون تینون دالانون کو جلدی سے طی کر کے اوس گڑھے مین آ پونہچا اسواسطے کہ جانتا تھا میرا چچا میرے آنیکا
منتظر ہوگا چنانچہ وہان پہونچکر آواز دی کہ چچا جان مین آیا ہون ہاتھ پکڑ کے مجھے اوپر کو کھینچ لو جادوگر نے اوسے جواب دیا کہ اچھا مین تجھے
نکالتا ہون مگر پہلے تو مجھکو چراغ دیدے الہ دین نے کہا اسوقت مین چراغ کو یہان نہین نکال سکتا باہر آنکر اپنے گریبان سے نکالدونگا تم خاطر
جمع رکھو اور فی الحقیقۃ چراغ نکالدینے مین اوسوقت دشواری تھی اسواسطے کہ اوسنے پہلے چراغ کو اپنے سینے مین رکھا تھا اوسکے بعد بہت سے
پھل وغیرہ رکھکے سب طرف سے کپڑے سے باندھ دیا تھا تا کسی طرف سے کچھ گر نہ پڑے اور جو چڑھنے اوترنے زینون سے اور طی کرنے مسافت اور بوجھ
پھلون کے کہ جیبون اور آستینون مین بھر لیے تھے حیران اور ہانپ رہا تھا یہی اوسدم چاہتا کہ جلد باہر نکلے ہوا سے ٹھنڈا ہو اور جادوگر چاہتا
تھا کہ پہلے چراغ اس سے لیلون بعد اوسکے اوسے اس تہخانے سے نکالون غرض اسی تکرار سے اوس جادوگر کو غصہ ایسا آیا کہ تھوڑی خوشبو لیکر اوس آگ
مین کہ جلتی تھی ڈالدی اور جیسے ہی کلمات سحر کے پڑھکے اشارہ کیا کہ اوس سنگ نے پھر اوس گڑھے کے مونہ پر آکے اوسکو بند کر دیا اور وہ مٹی
اوس جگہ پر آکے برابر زمین کے جیسا کہ آگے تھی ہوگئی اب سننا چاہیے کہ ساحر افریقی حقیقت مین مصطفے درزی کا بھائی نتھا اور نہ وہ چچا الہ دین کا بلکہ
وہ باشندہ ملک افریقہ کا اور وہین پیدا ہوا تھا اور اوس شہر مین جہان وہ رہتا تھا سحر و افسون کے بہت چرچے رہتے تھے اوسنے اپنے سن شعور سے جادو
سیکھنا شروع کیا قریب چالیس برس کے جادو سیکھنے مین اپنی عمر صرف کی اور سوا سحر کے علم نجوم رمل اور حاضرات کا بھی اوسے خوب معلوم تھا اور بہت
کتابین جادو کے فن مین دیکھین آخر کو اوسے جادو کے زور سے معلوم ہوا تھا کہ دنیا مین کسی جا پر ایک عجیب و غریب چراغ ہی جس شخص کے ہاتھ وہ چراغ آوے کئی موکل
اوسکے تابع ہون اور یہ بھی علم رمل سے معلوم ہوا تھا کہ وہ چراغ چین مین ہی فلانی جگہ فلانے تہخانے مین اس بات پر یقین کر کے ملک افریقہ سے چین مین اوس
چراغ کے لینے کے لیے آیا تھا اور یہ بھی اوسکو معلوم ہوا کہ اوس چراغ کو وہ آپ نہین اوس خزانے سے نکال سکتا اسواسطے اوسے تلاش دوسرے
شخص کی ہوئی تا اوسے نکال لاکر دیوے یہی ضرورت اوسے باعث ہوئی کہ الہ دین کو سادہ لوح پاکے اپنا بھتیجا بنایا اور جانا کہ اسی کے ہاتھون مرا
مطلب نکلیگا اور چاہتا تھا کہ جسوقت وہ چراغ میرے ہاتھ لگے واسطے افشا نہونے راز کے اوس غریب الہ دین کو سحر سے جیسا کہ اب زیر زمین کے بند کیا ہی
مار ڈالتا غرض جب وہ ساحر اپنے مقصود کو نہ پہونچا بخوف گرفتاری کے اوسیدن مخفی روانہ ملک افریقہ کا ہوا اسواسطے کہ مبادا کسی اہل شہر نے اوسکے ساتھ
الہ دین کو جاتے دیکھا ہو اور اب اوسے تنہا دیکھ اوس سے مواخذہ کرے اور اسی تشویش مین اپنا اوس چھلے کا جو الہ دین کی اونگلی مین پہنا دیا تھا بھول گیا ظاہر
حکم خدا سے اوسی چھلے نے الہ دین کو بچایا مگر وہ ساحر چراغ پانیسے مایوس ہوا اور فقط یہی حرام مرین یوسف نہین ہی اکثر اس پیشے کے لوگ ایسے امور مین محروم
رہتے ہین الہ دین کہ چشمہ شفقت ایسی بدسلوکی کی اپنے جعلی چچا سے نہین رکھتا تھا اوسکی بدسلوکی سے نہایت متعجب ہوا اور جب اوسنے اپنے تئین زندہ درگور پایا
ہزارون بار چلا کے اپنے چچا سے کہا کہ اپنا چراغ مجھسے لو اور مجھے یہانسے نکالو لیکن یہ سب کہنا اوسکا عبث تھا اسکے جواب مین کچھ اوسنے نہ سنا اور اپنے
تئین بالکل اندھیرے مین پایا گھبرا کے رونے لگا اور زینے کی راہ سے قصد کیا کہ نیچے اوتر کر اوس باغ مین جسے پہلے دیکھا تھا جاوے اور اوسکی روشنی مین ٹھہرے
مگر وہ سب مکانات اور باغ جادو کے کہ دیکھے تھے بالکل غائب ہوگئے اور سب طرف سوائے تاریکی کے کچھ نہ دیکھا کئی بار دہنی طرف سے بائین طرف کو گیا اور
بائین طرف سے دہنی طرف آیا کسی طرف سے راہ نپائی اور نہ ذرا روشنی دیکھی پھر دو چند واویلا کر کے رونے لگا اور بالکل مایوس ہو کے ایک جگہ نشیب

مین اوس زندان کے بیٹھ گیا اور اوسے یقین ہوا کہ اب اس جا سے کسی طرح مجھے نجات نہین اور اسی تاریکی مین مر جاؤنگا دو دن تک بے کھانے پینے کے اوس جا ے تنگ و تار مین رہا تیسرے دن اپنا مرنا یقینی جانکر دونون ہاتھ واسطے دعا کے جناب صمدیت مین اوٹھائے اور باواز بلند کہا لاحول و لا قوۃ الا باللہ یعنی قوت اور توانائی نہین مگر خدا سے اتفاقاً جب دونون ہاتھ اوسکے آپسمین ملے اور ایک کو دوسرے سے رگڑا تو بھی اس اثنا مین الہ دین کی بے علمی مین اوس چھلے کو بھی جسے ساحر افریقی نے اوسکی اونگلی مین پہنا دیا تھا رگڑ پہونچی بمجرد رگڑنے کے ایک جن بد شکل قوی ہیکل وہان زمین سے نکلکر موجود ہوا بلند اسقدر تھا کہ سر اوسکا آسمان سے جا لگا اور اوسنے باواز بلند الہ دین سے کہا تو مجھسے کیا چاہتا ہے مین تیرا فرمان بردار ہون بندہ غلام کے اور اوسکا تابع ہون جسکے ہاتھ مین یہ چھلا ہے مین اور دوسرا موکل بھی اسیطرح اطاعت سے اوس شخص کے باہر نہین جو یہ چھلا پہنے ہے الہ دین نے کہ کبھی ایسی صورت مہیب نہین دیکھی تھی اوس جن کے ظاہر ہونیسے ڈر گیا اور کچھ بات اوس سے نکر سکا آخر جب فی الجملہ وہ اپنے مین آیا تو اوس سے کہا اگر تجھہ مین اتنی طاقت ہی تو مجھے اس جگہہ سے باہر نکال بمجرد اس کہنے کے اوس جن نے الہ دین کو اوس جگہہ سے نکال باہر کھڑا کر دیا الہ دین اپنے تئین باہر گڑھے کے پا کے متحیر ہوا کہ کیونکر مین اوس زندان سے باین آسانی باہر نکل آیا اور اوس گڑھے کا نام و نشان نظر نہین آتا پھر چارون طرف شہر کے دیکھا کہ گرد اوسکے باغ ہین اور اوس راہ کو پہچانا کہ جس راہ سے اوس جادوگر کے ساتھ آیا تھا اوسی راہ کو پکڑ شکر خدا کا بجا لایا پھر روشنی دیکھی اور سطح زمین کی اوسے نظر پڑی جسکے دیکھنے سے بالکل مایوس تھا پھر وہ بسبب ضعف اور ناطاقتی کے بہت دشواری سے اپنے گھر تک پہونچا جب اوسنے قدم اپنے گھر کے دروازے مین رکھا اور ماں کو دیکھا بہت خوش ہوا مگر بسبب اسکے کہ تین رات دن کچھ کھایا پیا نتھا نہایت ناتوانی اور بھوکھ سے غش مین آکر گر پڑا اوسکی ماں نے کہ اوسے تین دن سے نہین دیکھا تھا اور یہ خیال کرکے کہ وہ یا تو گم ہوا یا مر گیا رو رہی تھی اوسے اس حال مین دیکھہ ہمہ تن مصروف اوسکے ہوش مین لانیکی ہوئی جب وہ ہوش مین آیا الہ دین نے پہلے بات اپنی ماں سے یہی کہی کہ کچھ کھانیکو لا تین دن سے مین نے کچھ نہین کھایا اوسکی ماں نے کھانا کہ طیار تھا آگے اوسکے رکھکے کہا کہ ای فرزند کھانا کھانے مین جلدی نکرنا بہت کھانیمین خطرہ ہلاکت کا ہی تھوڑا کھا کے اپنی اشتہا کو تسکین دے اور چپکا ہوکے سو رہ پھر مجھسے بات کیجیو الہ دین نے ماں کے کہنے پر عمل کرکے تھوڑا سا کھانا کھایا اور احتیاط سے تھوڑا پانی پیا اور کہا اوس آدمی نے جو میرے ساتھہ بدسلوکی کی ہی اوسکا بیان بہت طول ہی وہ اپنی دانست مین مجھے جان سے مار گیا یہ شخص وہی ہی جسے تم میرا چچا جانتی تھین اور مین بھی بالکل اوسکے فریب مین آگیا تھا مگر تم یقین تصور کرو کہ وہ شخص بڑا ظالم بیرحم تھا یہ سب پیار کہ میرے ساتھہ اوسکو تھا سراسر جعلسازی تھی فقط وہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے مطلب کیواسطے مجھکو قتل کرے پھر الہ دین نے فی الجملہ اپنے مین طاقت پا کے سب حال تفصیل اپنی ماں سے ظاہر کیا اور وہ پھل ماں کو دیدیے اوسکی ماں بھی اونکی قدر و قیمت سے کچھ واقف نتھی وہ لیکر ایکطرف زمین پر رکھدیے مگر جب تاریکی مین روشنی اونکی مثل چراغ کے روشن اور مانند آفتاب کے تابان دیکھی اوسے معلوم ہوا کہ یہ چیز دیکھنے مین بہت اچھی ہی پھر الہ دین نے جب اول سے آخر تک اپنا سب حال ماں کو کہہ سنایا اوسکی ماں نے اوس ساحر کو بہت برا بھلا کہا اور خدا کا شکر بجا لائی کہ مجھہ غریب بیوہ کے بچے کو اوسکے شر سے بچایا اور بعد دریافت کرنے اس امر کے کہ تین دن سے الہ دین سویا نہین ضرور ہی کہ اب یہ آرام کیواسطے سوئے وہ اوٹھکر اپنے بچھونے پر جا سو رہی الہ دین بھی اوس شب کو خوب غافل ہوکے سویا فجر کو جب بیدار ہوا تو اپنے تئین بھوکھ سے بیتاب پا کے ماں سے کہا کہ مین اسوقت بہت بھوکا ہون کچھ کھانیکو مجھے دو اوسکی ماں نے کہ نہایت مفلس اور تہیدست تھی کہا بیٹا افسوس ہی کہ میرے پاس تو ایک ٹکڑا روٹی کا بھی نہین کہ تجھے ناشتا کرنیکو دون جو کھانا کہ تھا سو تمنے رات کو کھایا اگر ذرا صبر کرو تو مین تھوڑا سا سوت جسے مینے کات رکھا ہی بازار مین لیجا کر بیچون

اور کچھ تمہارے کھانے کے لیے مول لے آؤن الہ دین نے کہا اماجان سوت کا دو دن بیچو آج تم اوس چراغ کو جسے مین کل
اپنے ساتھ لایا ہون لیجا کر بیچو اور اوسکی قیمت سے جنس مول لاؤ کہ تا دن رات کے کھانے کو کافی ہو اوسکی مان نے اوٹھکر وہ چراغ اوٹھالائی اور
اوسے دیکھکر کہا کہ بیٹا یہ چراغ بہت زنگ آلود ہو رہا ہے اگر اسکو ذرا صاف کر کے بیچونگی تو کچھ قیمت زیادہ ملیگی پھر وہ تھوڑا پانی اور ریت لیکر اوسکو
رگڑنے لگی کہ بمجرد اوسکے ملنے کے ایک بدشکل اور قوی ہیکل دیو زور و شور سے زمین کو پھاڑ کر نکلا اور اوس سخت آواز سے کہ جیسے بادل گرجتا ہے
کہا کیا آپ چاہتی ہین اوسکا حکم کرنے مین مانند غلام کے حاضر ہون مین اور اون سبھون کا جنکے ہاتھ مین یہ چراغ ہو مین فرمانبردار ہون اور دوسرے
ہمشکل تابع اس چراغ کے ہین الہ دین کی مان اوس دیو کی شکل دیکھتے ہی بیہوش ہوکے گر پڑی اور غش آگیا الہ دین کہ آگے ایسی شکل ایکبار گڑھے مین
دیکھ چکا تھا اسقدر نہین ڈرا کہ بیہوش ہو جاتا بلکہ اوسنے جھپٹکر ایک ہاتھ سے اپنی مان کو سنبھالا اور ایک ہاتھ سے اوس چراغ کو اوٹھا کے
باستقلال تمام بجائے اپنی مان کے اوسے جواب دیا کہ مین بھوکا ہون کچھ کھانا میرے واسطے جلد لا وہ جن اسبات کے سنتے ہی غائب ہوگیا اور بعد ایک لحظے کے
ایک بڑی سینی نقرئی سر پر رکھے ہوئے موجود ہوا جسمین بارہ قابین چاندی کی کھانون لذیذ سے بھری ہوئین اور چھ روٹیان سفید مانند برف کے
رکابیون نفیس مین رکھی ہوئین اور دو شیشے شراب نفیس اور دو گلاس نقرے کے اوسکے دونون ہاتھون مین غرض اوسنے سینی کھانیکی لا دالان مین
رکھدی اور غائب ہوگیا الہ دین اپنی مان کو کہ اس عرصے مین بیہوش پڑی ہوئی تھی اوسپر پانی چھڑک کر اوسے ہوش مین لایا اور اوس سے کہا کہ اب ذرا
اوٹھ بیٹھو اور کھانا کھاؤ اوسکے کھانے سے طاقت تم مین آویگی دیر نکرو کھانا سرد ہو جائیگا الہ دین کی مان اوس سینی مین بارہ قابین اقسام طعام
سے بھری ہوئین اور چھ روٹیان اور دو بوتل شراب اور دو گلاس دیکھکر بہت متعجب ہوئی اور دل مین سوچنے لگی کہ یہ کھانا کہان سے آیا شاید ہمارے
بادشاہ نے ہمارا حال تکلیف کا سنکر بھیجا ہے الہ دین نے کہا تم اگر اب کھانا شروع کرو مین اس کھانے کا حال تمسے بیان کرونگا پھر وہ دونون مان بیٹے
دسترخوان پر بیٹھ خوب مزے سے اون کھانونکو کہ اون دونون نے خواب مین بھی کبھی نہین دیکھے تھے خوب سیر ہو کر کھایا پھر درمیان کھانے کے
الہ دین کی مان نے وہ قابین اور ظروف دیکھکر متحیر ہوکے پوچھا کہ یہ ظروف کس چیز کے بنے ہین کہ مینے ایسے برتن خوبصورت اور چمکتے نہین دیکھے
پھر اونھون نے وہ کھانے کہ افراط سے تھے خوب کھا کے باقی رکھ چھوڑے اور تین دن تک اوسے کھایا بعد اوسکے الہ دین نے سب حال کھانا آنے اور جو
اوسکے اور جن کے درمیان مین گذرا تھا بیان کیا اوسکی مان یہ حال سنکے حیران ہوئی اور کہا مجھے باور نہین آتا جو تمنے کہا اسواسطے کہ نہ تو مینے
کبھی جن کو دیکھا اور نہ کبھی اپنی جان پہچان والون سے سنا کہ اونھون نے اوسے دیکھا ہو پھر وہ شریر جن میرے روبرو آیا تھا اور جسے مین دیکھ ڈر کے
بیہوش ہوگئی تھی کیونکر یہان آیا اور کسواسطے اوسنے آکے تہ خانے مین ایکبار ظاہر ہوکے تمسے بات کی اور مجھسے کیون مخاطب ہوا الہ دین نے کہا وہ جن جو مجھپر آگے
ظاہر ہوا تھا اور ہے اور یہ جن بالفعل تمپر ظاہر ہوا وہ نہین اگرچہ بظاہر دونون شکل و شباہت مین برابر ہین مگر وضع و لباس مین اون دونونکی بہت فرق ہے
اور وہ دونون فرمانبردار جدا جدا شی کے ہین وہ جو پہلے مجھے نظر آیا تھا وہ تابع اس چھلے کا ہے جو مینے اونگلی مین پہنا جیسا کہ آگے مینے تمسے کہا تھا
اور جو تمپر ظاہر ہوا تھا وہ غلام اور فرمانبردار اس چراغ کا ہے جو تمہارے ہاتھ مین تھا جانتا ہون کہ تمنے اوسکی بات نہین سنی ہوگی اسواسطے کہ تمہین اوسے
دیکھنے کے غش آگیا تھا اوسکی مان نے کہا کیا اسی چراغ کے سبب سے جسکو تم اپنے ساتھ لائے ہو وہ ملعون جن مجھپر ظاہر ہوا تھا خدا کیواسطے بیٹا اس چراغ کو میری نظر
سے دور کرو کہین اور جگہ تم اسکو چھپا کے رکھدو تا میرا ہاتھ کبھی اسکو نہ لگے بلکہ میرے نزدیک صلاح ہے کہ تم اسکو کہین پھینکدو یا کسیکے ہاتھ بیچ ڈالو کہ پھر اسکے چھونے کا تجھ

لگا لیجئے اوس مشکل مصیبت کو نہ دیکھیں اور نہ اوس مصیبت میں پڑیں اور بہتر یہ ہے کہ اس چھلے کو بھی اپنی اونگلی سے اوتار کر پھینک دو ہمکو آشنائی جنون کے
کے ساتھہ کہ شیطان ہیں کرنا ضرور نہیں جیسا کہ ہمارے نبی نے فرمایا ہے علاء الدین نے کہا آئندہ البتہ ہوشیاری کرینگے مگر اس چراغ کو کیونکر پھینکدوں اس لیے
سبب سے تو ہمکو اسقدر فائدے ایسی مفلسی میں حاصل ہوئے اور آئندہ بھی امید اس سے بہتری کی ہے تم خوب سمجھو کہ یہ لغو چیز نہیں ہے جسکے واسطے
پیر جعلی شریر جادوگر نے محنت اور مشقت اوٹھائی اور اتنا سفر دور و دراز اختیار کرکے یہاں آیا یہ سب سعی کوشش اوسکی اسیواسطے تھی
کہ اوسے یہ چراغ عجیب کہ جسے وہ ترجیح دیتا تھا چاندی اور سونے پر ہاتھہ لگے اور وہ خوب اس چراغ کے خواص اور اوصاف سے مطلع تھا اوسنے سوائے
چراغ کے اور کسی چیز کو قسم خزانے اور جواہرات سے کہ اوس تہ خانے میں بیشمار تھے خیال نکیا مگر حق تعالی نے میری مظلومی اور بیکسی کیطرف خیال کرکے اوسکا
نصیب اور یہ دولت مجھے عنایت فرمایا شکر کر اور اس چراغ سے مجھے فائدے اوٹھانے دو اسطرح سے کہ کسیکو معلوم نہو تا محلے کے لوگ عداوت اور حسد نکرین
مگر میں اسکو تمھاری نظر سے چھپا کر ایسی جگہہ رکھونگا کہ بروقت ضرورت کے اسے پاؤں اور اس چھلے کو بھی اپنے سے دور نہیں کرسکتا اسواسطے
کہ بحسب ظاہر یہی باعث میری زندگی کا ہوا ہے کہ پھر تمنے زندہ دیکھا ورنہ میں کبکا اوس تہ خانے میں مر گیا ہوتا اب تم مجھے اجازت دو کہ اسے میں اپنی اونگلی
میں ہوشیاری سے پہنے رہوں کون جانتا ہے کہ کسوقت مجھپر کوئی آفت ناگہانی اور مصیبت ایسی پڑے کہ موجب میری ہلاکت کا ہو اوسوقت بسبب اس چھلے کے
میں اون آفات سے محفوظ رہ سکونگا علاء الدین کی ماں یہ باتیں معقول سنکے خاموش ہو رہی اور کچھہ جواب اوسکا نہ دیا بعد اسکے کہا بیٹا جو تو مناسب جانے کر مگر
مجھے کچھہ سروکار جنات سے نہیں دو روز تک ماں بیٹے نے وہ کھانا جسے جن لایا تھا خوب کھایا تیسرے دن جب کچھہ نرہا علی الصباح علاء الدین کو بھوک
لگی وہ ایک قاب نقرئی لائی ہوئی جن کی اوٹھا اور اپنی قبا میں چھپا بازار کیطرف بیچنے گیا اتفاقاً ایک یہودی سے کہ خرید فروخت اسباب
اور ظروف نقرئی کی کیا کرتا تھا دوچار ہوا علاء الدین نے اوسکو کنارے لیجاکے وہ قاب دکھائی اور کہا تم اسکو مول لوگے وہ یہودی کہ بہت ہوشیار
اور دغاباز تھا اوس قاب کو لیکے پرکھا اوسکی چاندی بہت اچھی اور قسم اول پائی علاء الدین سے پوچھا کہ اس قاب کا تم کیا مانگتے ہو علاء الدین نے کہ اچھی اور بری
چاندی کے نرخ سے مطلق آگاہ نتھا اور آگے کبھی خرید و فروخت اسباب نقرئی کی نہ کی تھی اوس یہودی سے کہا جو تم دوگے میں اوسے لے لونگا اسواسطے
کہ تمکو اسکی قیمت معلوم ہوگی اور مجھے تمپر اعتماد ہے اوس یہودی نے اپنی تھیلی سے ایک اشرفی نکالکر علاء الدین کو دی اگرچہ وہ اشرفی اوس قاب کی
قیمت کے ستر حصے میں سے ایک حصہ تھی مگر علاء الدین نے اوسکو غنیمت جان اور خوش ہوکے لیلیا اوس یہودی دغاباز نے باوجود اسقدر فائدے کے بہت افسوس
کیا کہ کیوں میں نے اشرفی سے کم نہ دیا یہ خیال کرکے پیچھے علاء الدین کے دوڑا کہ کچھہ اوس اشرفی سے بھی اوس سے پھیر لے مگر علاء الدین دور نکل گیا آخر علاء الدین نے اثناے راہ میں
ایک نانبائی سے روٹیاں مول لیں اور اوس اشرفی کو تڑا کر اوسکی قیمت دی پھر گھر میں آکے جو اوس اشرفی سے باقی رہا تھا اپنی ماں کو دیا تاکہ بازار
میں جاکر کئی دن کا کھانے کیواسطے غلہ خرید کر لائے اور چند روز اوس سے اونھوں نے اپنی گذران کی پھر جب کھانا ہو چکا علاء الدین نے دوسری قاب اوسی یہودی
کے ہاتھہ بیچی اور اوس یہودی نے وہی قیمت کہ جو پہلے دی تھی ہر قاب کی دی بخوف اسکے کہ مبادا علاء الدین بھڑک کر پھر اوسکے ہاتھہ نبیچے ایک اشرفی
سے قیمت بھی کم ہر قاب کی نکی غرض جب علاء الدین اون بارہ قابونکو بیچکر بتدریج اپنے خرچ میں لا چکا اب ارادہ سینی کے بیچنے کا جو اون سب قابوں سے دس حصے وزنی تھی کیا مگر
بسبب سنگینی کے اوسے بازار میں لیجا نسکا مجبور اوس یہودی کو اپنے گھر میں لیجا کے وہ سینی دکھلائی اوس نے بعد وزن کرنے کے اوس سینی کی دس اشرفیان علاء الدین کے
ہاتھہ میں رکھدیں اوسنے خوش ہوکے لے لیں اور کچھہ حجت تکرار نکی اور بتدریج وہ دس اشرفیاں اپنے روزمرہ کے صرف میں لایا آگے علاء الدین اپنی اوقات لڑکوں کے ساتھہ کھیل کے ضائع کیا کرتا

تھا مگر بعد اوٹھانے مصیبت کے ساحر افریقی کے ہاتھ سے وہ اکثر بازار کو جاتا اور دانشمند لوگون سے گفتگو کیا کرتا اور کبھی کبھی بڑے بڑے
سوداگرون کی دکانون کے پاس جاکر کھڑا ہوتا تاکہ اونکی باتین اور گفتگو سبطرح کے معاملون کی سنے بعد چند روز کے اوسکو فی الجملہ حالات اور معاملات دنیا سے
اطلاع ہوئی جب وہ دس اشرفیان بالکل صرف کر چکا اوس چراغ کو اوٹھا لایا اور اوسی جگہ پر چراغ کو جہان اوسکی مان نے ملا تھا ریت لیکر آسانی سے ملنے لگا
بمجرد اوسکے ملنے کے وہی جن ملایمت اور سہولیت کے ساتھ اوسکے روبرو حاضر ہوا الہ دین نے بخلاف اپنی مان کے کہ اوسنے اوسے نہایت زور سے رگڑ دیا تھا
اسلیے اوس دفعہ زور و شور سے وہ جن نمود ہوا تھا اوس چراغ کو نرمی سے ملا بہرحال اوس جن نے بملایمت الہ دین سے کہا تو کیا چاہتا ہے مین اوسکے بجالانے
کے لیے حاضر ہون اور مین تیری اور اوسکی اطاعت ہے جسکے ہاتھ مین یہ چراغ ہی باہر نہین مین اور دوسرے موکل تابع اس چراغ کے ہین الہ دین نے کہا مین بھوکا
ہون کچھ کھانا میرے واسطے لا وہ جن اس بات کو سنکر غائب ہوگیا پھر ایک لمحے کے بعد جیسا کہ پہلے لایا تھا اوسیطرح سے ایک خوان کھانیکا لے آیا
اور الہ دین کے سامنے رکھکے پھر غائب ہوگیا جب اوسکی مان کہ کہین باہر گئی تھی گھر مین آئی اور خوان کھانیکا دیکھا تو جانا کہ یہ بھی مثل پہلے کے بدولت
اوسی چراغ کے آیا پھر دونون نے بیٹھکر خوب کھایا اور باقی کو دو دن تک صرف کیا جب وہ کھانا ہو چکا اور کچھ روپیہ پیسا اوسکے پاس نہ تھا جس سے
تدبیر کھانیکی کرے اوسنے ایک قاب لیکر واسطے بیچنے کے اوس یہودی کے پاس جسکے ہاتھ اگلی قابین بیچی تھین جانیکا قصد کیا اثناے راہ مین ایک
زرگر کی دکان کے آگے سے کہ نہایت معمر اور معتبر اور امین اور متدین تھا ہو کر نکلا اوس سنار نے اوسکو اپنی دکان مین بلا کر کہا ای فرزند مین نے
تجھے اکثر کچھ چیز لیجاتے ہوے فلانے یہودی کے پاس دیکھا پھر اودھر سے خالی ہاتھ آتے پایا اور آج بھی کچھ لیے ہوے ادھر کو جاتے ہو ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ تم کچھ بیچنے کو اوسکے پاس جایا کرتے ہو مگر تمھین معلوم نہین کہ وہ یہودی سخت بے ایمان اور دغاباز ہے جسنے اوسکے ساتھ معاملہ کیا
وہ خوب اوسکی بددیانتی سے واقف ہوجاتا ہی غرض میری یہ کہ اگر کچھ چیز تم بیچنے کو لیجاتے ہو مجھے دکھلاؤ اگر قابل میرے لینے کے ہی مین اوسکی
قیمت واجبی تمھین دونگا اور اگر میرے لینے سے باہر ہوگی تو مین اور تاجر کے پاس لیجاونگا جو تم سے دغابازی نکریگا الہ دین نے اوس زرگر کی باتین
سنکر وہ قاب قبا کے دامن سے لپٹی ہوئی نکالکر اوس سنار کو دکھلائی اوس زرگر نے پہلی نظر مین اوسکو پرکھ لیا کہ چاندی اوسکی جید قسم اول ہی الہ دین سے
پوچھا کہ اس قسم کی چیز تو نے کوئی اور بھی اوس یہودی کے ہاتھ بیچی ہی اور اوسنے اوسکی قیمت تجھے کیا دی الہ دین نے کہا بارہ قاب اسی قسم کی اوس یہودی
کے ہاتھ بیچی ہین اور اوسنے فی قاب ایک اشرفی مجھے قیمت دی ہی سنار نے سنکر کہا واے غضب اسقدر دغابازی اوس یہودی نے تمھارے ساتھ کی جسکا کچھ
بیان نہین پھر اوسنے اوس قاب کو وزن کرکے کہا راست قیمت اس قاب کی کہ نقرۂ خالص کی بنی ہی بہتر اشرفی ہی چنانچہ اوسنے تھیلی سے نکال ستر اور دو
اشرفیان الہ دین کو بابت قیمت اوس قاب کے گن دین اور کہا کہ اگر یا تمھین کچھ شبہ ہو تو تم دوسرے زرگر کے پاس لیجاؤ اور اوسے دکھلاؤ
اگر وہ اس قیمت سے جو مین تمھین دیتا ہون زیادہ دیوے تو مین اقرار کرتا ہون کہ دو چند گنہگاری مین اوسکی دون مگر اس امر کی اطلاع اوس یہودی کو نکیجیو
الہ دین سنار کی شکرگزاری کرکے گھر آیا اور پھر کبھی باقی قابون کو اور کسیکے پاس بیچنے نلیگیا اوسی سنار کے پاس بیچین ایک مدت تک اوسی کی قیمت
سے اپنی گذران کی اگرچہ وہ یا اوسکی مان چاہتی تو بسبب اوس چراغ کے دولت بہت فی الفور اونھین میسر ہوتی مگر اونھون نے اپنی اوقات
کئی برس تک قابون کے بیچنے پر رکھی اور مان اوسکی بدستور اپنا چرخا بھی کاتا کی اس عرصے مین الہ دین اکثر چوک کے بزازون صرافون
مین جاکر سیر کیا کرتا خصوصاً جوہریون کی دکان بیٹھکر ہر ایک قسم کے جواہرات کو دیکھتا اور اونکی قیمت کو جو وقت خرید فروخت کے وہ

اکثر ہمین کہا کرتے تھے سنا کرتا اور اون جواہرون کی نسبت اپنے جواہرات کے جنہین بے علمی سے شیشے کے رنگ برنگے ٹکڑے جانتا تھا
کہین بہت کم چمک دمک اور کلانی مین پاتا رفتہ رفتہ اوسکو شعور اور فہم اسبات کا آیا کہ وہ جواہر نایاب ہین جنہین مین اپنے ساتھ کے شیشے
کے ٹکڑے سمجھتا ہون مگر اسبات کو سوچ کے اپنے دل ہی مین رکھتا نہ تو اپنی مان سے کہتا اور نہ دوسرے سے ایکدن الہ دین اوس شہر مین سیر کرتا
پھرتا تھا کہ ناگاہ آواز منادی کی سُنی آج کوئی دکان اپنی نہ کھولے اور نہ اپنے گھر سے باہر نکلے شہزادی بدرالبدور بیٹی بادشاہ کی واسطے غسل
کرنیکے حمام جائیگی اور بعد حمام کرنیکے پھر اپنے محل کو آویگی اس اثنا مین منادی کوئی متنفس مرد کی قسم سے بازار اور گلی کوچون شہر کے نہ نکلے الہ دین
یہ خبر سنکر نہایت مشتاق ہوا کہ شہزادی کو کسیطرح بے حجاب اور بدون برقع کے دیکھے لیکن یہ بات اوسکو ملا نہ میسر تھی اسواسطے اوسنے ایک مکان
متصل حمام کے تلاش کر رکھا تھا اور اوسکے دروازے کی دراز سے بیٹھکر شہزادی کو دیکھے الغرض آگے سے جاکے اوس مکان مین بیٹھ رہا اوسنے تھوڑی
دیر کے بعد شہزادی بھی آپہنچی اور حمام کے نزدیک اپنی خواصون اور خواجہ سراؤن کے درمیان آکر برقع کو اپنے چہرے سے اوٹھا لیا اوس وقت الہ دین نے
دروازے کی درز سے اچھی طرح اوسے دیکھا اب تک الہ دین نے کسی عورت کو بدون برقع کے سواے اپنی مان کے کہ بڑھیا تھی اور جوانی مین بھی خوبصورت
نہ تھی نہ دیکھا تھا دل مین یہی جانتا کہ سب عورتین مانند اوسکی مان کے شکل و شباہت مین ہونگی مگر جب بدرالبدور کو دیکھا تو معلوم کیا کہ حق تعالی نے
ایسی صورتین حسین دلفریب بھی پیدا کی ہین غرض دیکھتے ہی تیر عشق کا اوسکی جان کے پار ہوگیا اور غش کھاکے گر پڑا پھر جب حواس مین آیا اور جانا کہ شہزادی
حمام مین گئی اپنے دل مین کہنے لگا کہ اب ٹھہرنا اس جا پر محض لغو ہے اسواسطے کہ اب حمام سے اپنے مونہہ پر برقع ڈالے ہوے نکلے گی اس صورت مین دیکھنا نہ دیکھنا
اوسکا برابر ہے یہ سوچ کر وہ وہان سے پوشیدہ گھر کیطرف روانہ ہوا جب اپنے گھر پہونچا تو قلق و اضطراب عشق کا اپنی مان سے چھپا نہ سکا آخر اوسکی مان وے
اس حال مین دیکھ نہایت مضطر ہوئی اور اوسکو خلاف دستور کے گریہ و زاری مین مبتلا پاکے نہایت تشویش اور حیرت مین آئی اور اوس سے
پوچھا کہ تجکو کوئی صدمہ پہونچا ہے یا تو کچھ بیمار ہوگیا الہ دین نے اوسکا جواب نہ دیا اور دیر تک خاموش شہزادی بدرالبدور کے تصور مین بیٹھا رہا
مان اوسکی کھانا پکانے مین مشغول تھی اسلیے پھر اوس سے نہ پوچھا جب اوسنے کھانا طیار کرکے دسترخوان پر رکھا اور آپ کھانیکے واسطے بیٹھی الہ دین کو مطلق
متوجہ کھانے کیطرف نہ پایا باصرار کھانیکے لیے اوسے دسترخوان پر بٹھلایا وہ مان کے کہنے سے ذرا سا کھانا کھاکے پھر خاموش بیٹھ رہا مان نے درمیان کھانیکے ہر چند
اوسکا حال استفسار کیا جواب مین اوسنے کچھ نہ بولا اور کھانا کھانیکے بعد بھی باصرار اوسکا حال پوچھتی رہی مگر اوسنے مطلق لب نطق سے آشنا نہ کیے
اور تمام شب خیال مین حسن دلفریب بدرالبدور شہزادی کے تڑپتا رہا دوسرے دن صبح کو روبرو اپنی مان کے کہ حسب معمول اپنا چرخا کاتتی تھی بیٹھکر
اسطرح کہنا شروع کیا کہ اے مادر مہربان اب مین اپنا حال تمسے ظاہر کرتا ہون مجکو کوئی بیماری نہین جیسا کہ تمنے قیاس کیا ہے کل جو شہزادی بدرالبدور
بیٹی ہمارے بادشاہ کی واسطے غسل کرنے کے حمام مین گئی تھی مجھے قبل اوسکے جانے سے اور دکانین بند ہونے اور ممانعت نکلنے آدمیون سے تمنا
دیکھنے شہزادی بدرالبدور کی پیدا ہوئی آخر بیٹھے آگے سے ایک جگہ متصل حمام کے کہ وہان سے مجھے شہزادی کے برقع اوتار کر حمام جانیکا یقین تھا تلاش
کرکے ٹھہرا رکھی تھی لگے اوسکے جانیکے مین وہان اسطرح جا بیٹھا کہ کوئی مجھے نہ دیکھے غرض جب وہ شہزادی حمام کو آئی اور وہین سے برقع اوتارا مین
اوسکی شکل نازنین و دلربا دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا درحقیقت یہ سبب میری خاموشی اور اضطراب کا ہے اسکی تدبیر اور علاج سواے اس
کے نہین کہ درخواست شادی اوس پیاری شہزادی کی اپنے ساتھ بادشاہ سے کرون اوسکی مان نے یہ سب باتین سنین اور ہنسکر کہا بیٹا خاموش ایسی باتین

مونہہ سے نہ نکال تیرے اس کہنے سے معلوم ہوا کہ عقل تیری زائل ہو گئی الہ دین نے جواب دیا مین اپنے ہوش و حواس مین ہون مجھے آگے سے جانتا تھا
کہ تم مجھے اسپر ضرور دیوانہ سمجھو گی مگر جو تم سمجھتی ہو وہ کچھ بات نہین مین مقرر اس امر مین درخواست کرونگا اوسکی مان نے کہا بیٹا کیا اپنی اوقات
بھول گیا تو ایک غریب محتاج درزی کا لڑکا جو ادنی رعایا بادشاہی سے تھا اب تو چاہتا ہی کہ شہزادی کی درخواست نسبت کرے آیا دستور سلاطین سے واقف نہین
کہ وہ اپنی اولاد کی شادی سوا اپنے ہمسرون کے نہین کرتے اگر وہ ایسا نکرین تو اونکی سلطنت مین فتور واقع ہو الہ دین نے کہا امان جان یہ جو تم کہتی ہو
سچ ہی مگر مین بدون درخواست کیے نرہونگا اور تجھین میری طرف سے جا کر درخواست کرو اگر تم اس کام مین کوشش نکروگی تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا
اب جانے ہاتھسے میری زندگی ہی مین اوس شہزادی کے فراق مین مر چکا ہون تم اوسکی بادشاہ سے درخواست کر کے مجھے دوبارہ زندگی بخشو
الہ دین کی مان اوسکی باتین سنکر دل مین بہت پریشان ہوئی اور کہا بیٹا ہمکو وہ کام کرنا چاہیے اور وہ بات مونہہ سے نکالنا جو موجب ہماری
ذلت اور رسوائی کا نہو چہ نسبت خاک را با عالم پاک * کہان تو غریب اور کہان شہزادی اگر تیرے ہم پیشے کی لڑکی ہوتی تو مین البتہ
اوسکی درخواست نسبت کرتی اپنی اور میری حقیقت دیکھ ہم اس لائق ہین کہ جا کر شہزادی کی درخواست نسبت کرین علاوہ ان سب باتون کے دور از عقل ہی مجھ
غریب مین اتنی جرات کہان کہ بادشاہ کی حضور مین جا کر ایسے بڑے امر مین گفتگو کرون جب تیرا باپ کبھی مجھپر غصہ کرتا مین ڈر جاتی اور میرے مونہہ سے بات نہ نکل
سکتی اور سوا اسکے جو کوئی بادشاہون کی حضور مین جائے قبل اظہار مطلب کے چاہیے کہ موافق رتبے بادشاہ کے نذر گذرانے مین کیا نذر اور تحفہ واسطے
عرض کرنے ایسے مطلب عظیم کے گذرانون تجھے نے ایک ایسا امر دشوار اور محال اپنی خاطر مین قرار دیا کہ ہونا اوسکا امکان سے باہر ہو الہ دین نے مان کی
یہ سب باتین سنکر کہا اماجان مین اوس شہزادی کی محبت مین ایسا گرفتار نہین ہوا ہون کہ اوسکو دل سے نکالون اور اوس سے دست بردار ہون اسواسطے
مینے مکرر تمھاری خدمت مین عرض کیا کہ برائے خدا تم ان سب باتونکو اپنے خیال مین نہ لاکے جسطرح سے کہ ممکن ہو جا کر بادشاہ کی حضور مین
درخواست کرو اور واسطے درستی اس امر کے سعی و کوشش بجا لاؤ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ مین اس امر مین کامیاب ہونگا اور یہ جو تمنے کہا کہ قبل عرض
مطلب کے حضور مین سلاطین کی نذر و نیاز گذراننا ضرور ہی اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہین کہ قابل گذراننے بادشاہ کے ہو تو جناب تمنے اون جواہرات کو
جو مین اپنے ساتھ اوس خزانے سے لایا تھا اور تم اونکو ابتک شیشے کے ٹکڑے جانتی ہو کیا نہین دیکھا آیا وہ نذر قابل گذراننے بادشاہ کے
نہین آگے مین بھی اونکے حال سے واقف نتھا مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ ہر ایک رقم اوسمین کی جواہر بے بہا ہی یہ چیزین بجز سلاطین عظام کے اور
کسیکے قابل نہین مجھے انکا حال دیکھنے سے جواہرات کے جو اکثر جوہریون کی دکانونپر جا کر دیکھا کرتا تھا معلوم ہوا کہ اصلا اون جواہرات کو میرے
جواہرات کی نسبت کچھ قدر و منزلت نہین نہ تو اونکے رنگ اور چمک مین اور نہ اونکے قد و مقدار مین مگر افسوس ہی کہ ہم تم دونون اونکی قیمت
سے واقف نہین مجھے خوب معلوم ہی کہ وہ سب جواہرات قابل گذراننے بادشاہون کے ہین تم اون سبکو اوٹھا لاؤ مین ہر ایک کو صاف اور ہر قسم
کو جدا کرکے کسی ظرف مین لگا کر رکھون اوسوقت تمکو اونکی صفائی اور چمک معلوم ہوگی الہ دین کی مان وہ سب جواہرات اور ایک قاب چینی
کی کہ بہت خوبصورت تھی اوٹھا لائی اور اونکو آراستہ کر کے رکھا پھر تو وہ مانند روز روشن کے چمکنے لگے اور نظر اون دونون مان بیٹے کی
اونکے اوپر ٹھہرتی نتھی الہ دین نے اپنی مان سے کہا یہ جواہر واسطے نذر بادشاہ کے موجود ہین میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی اور چیز
نہین کہ قابل نذر گذراننے بادشاہ کے ہو اب اسکے سوا اور کوئی عذر رکھتی ہو تو کہو اوسکی مان باوجود خوبصورتی اور چمک جواہرات کے

نہ دریافت ہوئے قیمت سے متأمل ہوئی اور کہا بیٹا یہ تمہارا ہدیہ ایسا نہیں کہ جس سے تمہارا مطلب حاصل ہو میں ہاں بے نیل مقصود کے پھر آؤنگی اور جو تم سے اسوقت کہتی ہوں وہی ہوگا اور اگر بالفرض مینے جرأت کر کے اظہار تمہارے مطلب کا بادشاہ کی حضور مین کیا وہ میری باتوں پر تمسخر کر کے مجھے مانند دیوانی سودائی عورت کے سمجھ کے اپنے دربار سے نکلوا دیگا یا غضب مین آکے مجھے اور تجھے ہلاک کر ڈالیگا غرض الہ دین کی مان نے اوسکو بہت سمجھایا تاکہ وہ اس ارادے سے باز آوے مگر نقش محبت شہزادی بدر البدور کا ایسا نہیں اوسکے دل مین بیٹھا تھا کہ اوس سے دست بردار ہوتا آخر باصرار و مبالغہ اپنی مان کو اس امر پہ مستعد و آمادہ کیا تا وہ جا کر بادشاہ سے درخواست بدر البدور کی کرے اوسکی مان نے کہا بیٹا مینے مانا کہ مین اوسکی حضور مین حاضر ہوئی اور جرأت کر کے مینے درخواست کی اور اوسنے اوسکو سنکر مجھسے پوچھا تم کہان رہتی ہو اور کتنی دولت تمھارے پاس ہے اور تمھارا حسب و نسب کیا تو اوسوقت مین اوسے کیا جواب دونگی الہ دین نے کہا ایسی باتون کا خیال قبل وقوع کے نکیا چاہیے پہلے دیکھو بادشاہ تمسے ملاقات کے وقت کیونکر پیش آتا ہے اور کیا تمھاری بات کے جواب مین زبان پر لاتا ہے اور اگر اوسنے ابتدا مین سوال ایسے امور کا کیا مین اسکا جواب بخوبی دونگا اسواسطے کہ مجھے اپنے چراغ پر بڑا اعتماد ہے اور جانتا ہون کہ جس امر کی مین اوس سے درخواست کرونگا وہ امر فی الفور مجھے اوسکے سبب سے میسر ہوگا جیسا کہ کئی برس سے تم دیکھتی ہو الہ دین کی مان اس بات کو سنکر خاموش ہوئی اور سوچی کہ شاید بدولت اوس چراغ کے سب امور اسکے بن آوین اور وہ باعث کشود سب عقدہ ون لاینحل کا ہو فی الجملہ اوسکی تسکین ہوئی اور وہ امور کہ اوسکو دشوار اور محال معلوم ہوتے تھے اب اونکو سہل اور آسان سمجھی یہانتک کہ اوسنے الہ دین سے اقرار جانیکا بادشاہ کی حضور مین کیا الہ دین نے مان کے بشرے سے دریافت کر کے کہ وہ اب جانے پر راضی ہوئی کہا سب سے مقدم یہ بات ہے کہ اس راز کو کسی سے نہ کہنا اور بادشاہ سے بھی درخواست تنہائی مین کرنا پھر دونون ماں بیٹے سو رہے مگر بسبب عشق شہزادی کے کہ از بس الہ دین کے دلپر غالب تھا تمام رات اوسے نیند نہ آئی تڑپکر رات کاٹی دوسرے دن فجر کو اوٹھکر مان سے کہا کہ یہ وقت دربار بادشاہ کا ہے جلدی کپڑے پہنکر جا چنانچہ اوس ضعیفہ نے وہ قاب جواہرات کی ایک اچھے سفید رومال مین لپیٹی پھر اوسے اور دوسرے کپڑے مین باندھ اور اوپر سے گرہ دے دربار بادشاہ کی راہ لی اوس وقت وزیر اعظم اور سب بادشاہ کی حضور مین حاضر تھے اتنے مین وہ بھی پہنچی اور خلق کے ساتھ جو اپنے عرض مطلب کو بادشاہ کی حضور مین جمع تھی اندر دیوانخانے کے جو بہت وسیع تھا گئی اور دیکھا کہ ایک طرف بادشاہ کے سامنے سب کھڑے ہوئے اپنا حال لیے واسطے دوسرے کے بادشاہ کی حضور مین عرض کرتے ہین بادشاہ خود بنفس نفیس ہر ایک مقدمے کو سماعت فرماتا اور مقدمات اونکے فیصل کرتا ہے یہانتک کہ جب مقدمے عدالت کے فیصل ہوچکے بادشاہ وہان سے اوٹھکر اپنے مکان خاص مین آیا اور سوا وزیر اعظم کے سب کو رخصت کر کے مقدمے راز کے مخفی سننے لگا اور اوس سے بھی فراغت کر کے محل مین گیا الہ دین کی مان نے دیکھا کہ اب بادشاہ پھر اجلاس دربار مین نہین فرمائیگا اور سب لوگ بھی چلے جاتے ہین اپنے گھر پھر آئی الہ دین نے قاب اوسکے ہاتھ مین دیکھکر جانا کہ میری مان کو نوبت عرض معروض کی نہین آئی گھبرا کے پوچھا اماجان خیر ہے اوس نیکبخت بی بی نے سارا حال دربار کا مفصل الہ دین سے بیان کر کے کہا مینے بادشاہ کو اچھی طرح سے دیکھا اور اوسکے سامنے دیر تک کھڑی رہی کسی نے مجھے روکا نہین اور نہ منع کیا اور بادشاہ بھی مجھے دیر تک دیکھتا رہا مگر اوسنے فرصت نہ پائی کہ مجھسے کچھ پوچھتا اور مینے بھی موقع عرض حال کا نپایا لیکن اتنا معلوم ہوا کہ بادشاہ ہر ایک کا حال سنکے جواب اوسکا بہت شگفتگی کے ساتھ دیتا ہے

اور غریب پروری مین اوسکے شک نہین اونی اعلی سب جاکر اوس سے ہمکلام ہوتے ہین کسی کو جواب سخت نہین دیتا کہ موجب دلگیری کا
ہو آج کا اوسنے بہت مقدمے سُننے تھے زیادہ تاب اوسکو سماعت کی نہین ہی اور وقت عدالت کا بھی ہو چکا تھا اسواسطے اوٹھکر
اپنے محل مین چلا گیا کل پھر جائیگی الہ دین نے ماں کی بہت شکرگذاری کی اور اوسے یقین ہوا کہ مانند اور روز کے یہ بھی بادشاہ سے بخوف و خطر درخواست
اوس بات کی کر گئی ہوگی تو تیسرے دن صبحکو اوسکی ماں پھر بادشاہ کے دربار مین گئی مگر اوسکا جانا محض بیفائدہ تھا اسواسطے کہ وہ روز دربار کا نہ تھا
اور وہان لوگونکی زبانی سنا کہ دو روز تک تعطیل ہی وہ بی بی اپنے گھر پھر آئی اور الہ دین سے حال بند ہونے دربار کا کہا الہ دین اس توقف
کو سُنکر نہایت پریشان خاطر ہوا دو روز کے بعد پھر اوسکی ماں بدستور دربار بادشاہ مین جاکر اوسکے روبرو کھڑی ہوئی مگر اوس روز بھی
بسبب ہجوم داد خواہون کے نہ تو بادشاہ نے اوس سے کچھ پوچھا اور نہ اوسنے فرصت عرض کرنیکی پائی اسیطرح کئی بار متواتر الہ دین کی ماں بادشاہ کی
حضور مین جاتی اور فرصت عرض معروض کی نہ پاتی یہانتک کہ ایکدن بعد انتظام مالی اور ملکی کے بادشاہ نے وزیر اعظم سے کہا کتنے روز
سے مین ایک عورت کو دیکھتا ہون کہ روز عدالت گھر مین آکے چپکی میرے سامنے کھڑی رہتی ہی اور کچھ چیز کپڑے مین لپیٹے ہوئے لیے روز
دربار کیوقت اوسے دیکھتا ہون بعد برخاست کے بے اسکے کہ کچھ کہے سُنے چلی جاتی ہی تو دریافت کر کہ اوسکا کیا مطلب ہی وزیر نے کہ وہ بھی
مثل سلطان کے حال ضعیفہ سے واقف نتھا چاہا کہ اپنی بے علمی کو بادشاہ کے روبرو ظاہر نکرے عرض کیا کہ حضور عورتین ذرا ذرا امر کے لیے بیہودہ
بے معنی نالش کرتی ہین چنانچہ وہ عورت بھی اس قسم کی نالش کرنیکو حضور مین آتی ہوگی شاید کسی نے گوشت یا اور چیز بری یا وزن مین کم اوسکے
ہاتھ بیچی ہوگی اس جواب سے بادشاہ کی تسلی نہوئی دوسرے دن دربار مین بیٹھکر وزیر اعظم سے کہا اگر اب وہ عورت آوے اوسکو میرے پاس لائیو تا مین
اوس سے پوچھون کہ اوسکا مطلب کیا ہی اوسنے عرض کی بہت خوب اور ہاتھ سر پر اپنے رکھا یعنی اگر حکم بادشاہ کا نہ بجالاؤن تو سر الگ کاٹا جاوے
الہ دین کی ماں مانند اور روز کے لباس پر ہیبت پہنے رومال لیے کو ہاتھ مین دربار مین بادشاہ کے حاضر ہوئی اور موافق اپنے معمول کے روبرو بادشاہ
کے کھڑی ہوئی مگر وزیر نے اوسے بادشاہ کے نزدیک بلایا بادشاہ نے خود اوسے دیکھکر وزیر سے کہا کہ وہ عورت آئی ہی اوسکو میرے پاس لے آ تا مین اوسکا
حال پوچھون وزیر نے عرض بیگی سے کہا کہ اوس عورت کو بلاکر بادشاہ کی حضور مین لیجا وہ الہ دین کی ماں کو تخت شاہی کے پاس لیگیا اور آپ اپنی جگہ پر
کہ نزدیک وزیر کے تھی جا کر کھڑا ہوا الہ دین کی ماں نے مانند اور روز کے اپنے سر کو زمین سے لگاکے زیر انداز قالین پر جو بالا انداز تخت کے بچھا ہوا تھا
بوسہ دیا اور اسیطرح سے زمین سے لگی ہوئی پڑی رہی یہانتک کہ بادشاہ نے اوسے حکم اوٹھنے کا کیا وہ اوٹھ کھڑی ہوئی بادشاہ نے
اوس سے پوچھا کہ مین تجکو ایک مدت سے دیکھتا ہون کہ تو روز عدالت گھر مین حاضر ہوتی ہی مطلب بیان کر کس لیے تو آیا کرتی ہی وہ ضعیفہ بادشاہ سے
یہ بات سُن پھر زمین بوس ہوئی اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ روی زمین کے اگر جان بخشی اور بے ادبی میری معاف ہو تو مین اپنے مطلب کو
آپکی حضور مین گذارش کرون مگر وہ مطلب سبکے روبرو عرض نہین کر سکتی ہون بادشاہ نے سبھونکو اشارے سے رخصت کیا فقط وزیر اعظم
بادشاہ کی حضور مین حاضر رہا تب بادشاہ نے اوس ضعیفہ کو کہا تو بدلجمعی تمام اپنے مطلب کو ظاہر کر الہ دین کی ماں نے بادشاہ کو تخلیے مین اپنے حال پر متوجہ
اور مہربان پاکر پھر عرض کیا کہ لونڈی امیدوار ہی کہ اگر میری گذارش سے کچھ حضور کو ملال ہو تو میری گستاخی اور بے ادبی معاف فرمائیگا
بادشاہ نے کہا مینے معاف کیا جو تیرے دل مین ہو اوسکو بیخوف و ہراس ظاہر کر الہ دین کی ماں نے پہلے جسطرح کہ الہ دین نے شہزادی

بدر البدور کو دیکھا تھا ظاہر کیا اسکے بعد کہا کہ وہ اوسے دیکھکر اوسوقت سے اوسکا عاشق زار ہوا ہے اوسکی تمام تر تمنا اور آرزو یہ ہے کہ بیاہ شادی
شہزادی بدر البدور کے ساتھ ہو اسلیے مجھے آپکی حضور مین بھیجا ہے بادشاہ اس خواست کو الہ دین کی مان سے سنکر ذرا چین بجبین اور ناخوش ہوا
اور قبل اسکے کہ اوسکے جواب مین ہست یا نیست کہے اوس ضعیفہ سے پوچھا کہ اس کپڑے مین کیا چیز باندھکر لائی ہے یہ بات سنکر
اوسنے وہ قاب جواہرات کی رومال سے کھول بادشاہ کی حضور مین گذرانی بادشاہ وہ جواہر شفاف اور بڑے دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور
الہ دین کی مان سے خوش ہوکے لے لیے اور ایک ایک کو اوٹھا کر دیکھتا اور کہتا سبحان اللہ ایسے جواہر نفیس گرانبہا بھی دنیا مین خدا نے پیدا کیے
ہین پھر وہ ایک جگہ رکھ وزیر کو بلا کر دکھلائے کہ کبھی ایسے جواہرات تو نے دیکھے ہین وزیر نے کہا دیکھنے کا کیا مذکور ہے غلام نے کبھی سنے بھی
نہین پھر بادشا نے وزیر سے کہا آیا جس شخص نے کہ ایسے جواہرات گذرانے ہین وہ قابل اسکے ہے کہ اوسکی شادی اپنی بدر البدور کے ساتھ
کرون علی الخصوص کہ اوسنے اوسکی درخواست کے یہ ہدیہ بے نظیر گذرانا ہو وزیر کو اس بات سے بہت مضطر اور پریشان خاطر کیا اسواسطے کہ اوسے
یقین تھا کہ بادشاہ بدر البدور کی شادی سوا میرے بیٹے کے اور کسیکے ساتھ نکریگا اب بادشاہ ایسے جواہرات کو پا کر برخلاف اوسکے
فرماتا ہے ایک حیلہ اپنے دل مین سوچکر کان مین بادشاہ کے کہا خداوند یہ تحفہ بنسبت شہزادی کے بہت ناچیز اور حقیر ہے امیدوار ہون کہ تین مہینے
کی مجھے مہلت ملے کہ میرا لڑکا اس سے افضل و اعلی تحفہ آپکی حضور مین گذرانیگا بادشاہ اگرچہ جانتا تھا کہ اسپر وزیر کو ایسا ہدیہ جیسا کہ الہ دین کی
مان نے گذرانا کبھی میسر نہوگا مگر وزیر کی خاطر سے وہ مہلت قبول کرکے الہ دین کی مان سے کہا اب تم اپنے گھر جاکے الہ دین سے کہو کہ ہمنے اوسکی درخواست
قبول و منظور کی مگر سر دست اسباب جہیز کا جو ہم اپنی لڑکی کو دیا چاہتے ہین طیار نہین کم سے کم تین مہینے مین وہ سب سامان طیار ہوگا تین
مہینے کے بعد تم پھر یہان آنا الہ دین کی مان بہت خوش ہوکے اپنے گھر آئی یہ خوشی اوسکو کئی سبب سے حاصل ہوئی ایک تو روز کی ربط سے چھوٹی
دوسرے حسب دلخواہ اپنے جواب بادشاہ سے پایا تیسرے اوس خوف و دہشت سے کہ خدا جانے بادشاہ اس درخواست کے سننے سے خفا ہوکر اوسکو اور
الہ دین کو کیا سزا دیوے رہائی پائی الہ دین نے دور سے اپنی مان کو دیکھکر قبل اسکے کہ خوشخبری اوس سے سنے بفراست دریافت کیا کہ مان میری
فائز المرام پھری ہے اور آج دربار سے بنسبت اور دنون کے سویرے پھرنا اسکا بھی دلیل اسی بات کی ہے اور بشرہ اوسکا بھی بنسبت اور دنون کے
شگفتہ و بشاش نظر آیا جب وہ یک لخت پہنچی الہ دین نے اوس سے پکار کے کہا اماجان کیا خبر ہے اوسکی مان نے درباری لباس اوتار کے کہا بیٹا اب خوش ہونیکی جا ہے
پھر اوسنے تمام حال متوجہ ہونے بادشاہ کا بیان کیا اور کہا آخر کو قبل اسکے کہ سلطان کچھ جواب ہست و نیست کا مجھے دے وزیر اعظم نے بادشاہ کے
کان مین کچھ بات کہی مین اوسوقت بہت ڈری کہ مبادا بادشاہ کو تیری طرف سے کچھ اوسنے بہکایا ہو مگر جب بادشاہ نے شگفتہ پیشانی سے مجھسے کہا کہ اب تم
جاکے اپنے بیٹے سے کہو کہ درخواست اوسکی ہمنے قبول کی تین مہینے کے بعد تم پھر میرے پاس آئیو تب میری خاطر جمع ہوئی الہ دین زبانی اپنی مان کے یہ مژدہ سنکر
نہایت خوش ہوا اور اپنی مان کا شکر بجالایا مگر میعاد تین مہینے کی جو بادشاہ نے کی تھی اشتیاق مین اوس شہزادی کے ایسی دور و دراز معلوم ہوئی کہ گویا
تین برس ہین اور اوسوقت سے وہ دن اور ساعتین گننے لگا بعد گذرنے دو مہینے کے ایکدن شام کو الہ دین کی مان نے قصد چراغ جلانیکا کیا
دیکھا کہ گھر مین تیل نہین اوسے مول لینے بازار گئی وہان کیا دیکھا کہ چارون طرف دھوم دھام شادی کی ہو رہی ہے اور دوکاندار دوکانین
بند کرکے روشنی کرنے مین اپنی دوکانون کے آگے مصروف ہین اور اسباب اور سامان برات کا ایکطرف سے دوسری طرف جاتا ہے اور گلی کوچے مین افسر

لوگ پوشاکین زرین پہنے ہوئے اچھے گھوڑون پر جنکے ساز و یراق طلائی اور نقرئی ہین سوار اور بہت خدمتگار اور پیادے اونکے
ہمراہ بڑے طمطراق سے آتے اور جاتے ہین الہ دین کی مان نے اوس تیلی سے جسکی دکان پر تیل مول لیا تھا پوچھا کہ آج یہ کیسی دھوم دھام ہے
روغن فروش نے کہا اے نیکبخت بی بی تم کدھر سے آئی ہو شاید اس شہر کی رہنے والی نہین یہ بات سب جانتے ہین کہ آج رات کو شادی ابتدائی
وزیر اعظم کے بیٹے کی شہزادی بدر البدور کے ساتھ جو بیٹی ہمارے بادشاہ کی ہے ہوگی اب ایک گھڑی کے بعد شہزادی حمام مین واسطے غسل کرنیکے
آئیگی اسلیے سب افسر اوسکے جلوس کیواسطے طیار ہو کے محل بادشاہی کیطرف جاتے ہین الہ دین کی مان یہ خبر سنتے ہی اپنے گھر دوڑی گئی اور جا کر الہ دین
سے کہا افسوس بیٹا میری محنت اور وہ جواہرات سب ضائع ہوئے بادشاہ نے بڑا فریب کیا اور قول و قرار پر قائم نرہا الہ دین یہ خبر سنکر
نہایت متردد ہوا اور مان سے پوچھا کہ بادشاہ نے کسطرح عہد شکنی کی اوسنے جو کچھ کہ بازار مین دیکھا اور سنا تھا مفصل بیان کیا اور کہا آج کی رات
نکاح وزیر کے بیٹے کا بدر البدور کے ساتھ قرار پایا چنانچہ اسوقت وہ شہزادی واسطے غسل کے حمام مین آیا چاہتی ہے الہ دین کو اس خبر کے سننے سے
بڑا صدمہ ہوا جیسا کہ کسی پر بجلی گرے اور اوسکے صدمے سے حواس اوسکے جاتے رہین محض غش کھا کے گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد جب افاقے مین آیا اپنے دل مین کہا
کہ بڑی شرم اور غیرت کی بات ہے کہ بدر البدور کو میرے سوا اور کوئی بیاہ لیجاوے اب ہمین تغافل کرنا خوب نہین کچھ ایسی تدبیر کیجیے کہ وزیر کا بیٹا بیاہ
نہ لیجانے پاوے سوچتے سوچتے اپنے چراغ کو یاد کیا اور کہا کہ اوسکے سبب سے وزیر زادہ بدر البدور کو لیجا نہین سکتا اس امر کو اپنے دل مین تصور
کر کے مان سے کہا کچھ اندیشہ نکرو وزیر کا بیٹا ہرگز بدر البدور سے متمتع نہو سکیگا تم کھانیکی طیاری کرو مین اپنے مکان مین ایک لمحے کیواسطے
جاتا ہون اوسکی مان سمجھ گئی کہ یہ چراغ نکالیگا اور اوس سے ایسی تدبیر کریگا کہ جس سے وزیر کے بیٹے کی شادی شہزادی بدر البدور سے نہوگی پھر وہ
کھانا پکانے مین مشغول ہوئی اور ادھر الہ دین نے اپنے حجرے مین جاتے ہی اوس چراغ کو وہان سے نکالا اور جس ڈر سے کہ اوسکی مان دیکھکر اوس
جن کو جو موکل اوس چراغ کا تھا ڈر گئی تھی وہ اوسکو اپنے حجرے مین چھپا کر رکھتا تھا القصہ الہ دین نے اوس چراغ کو موافق معمول کے
رگڑا بمجرد رگڑنے کے جن حاضر ہوا اور الہ دین سے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہے مین حاضر ہون جو حکم کرو مین اور موکل اس چراغ کے دونون فوراً اوسکو
بجا لائین الہ دین نے کہا آج تک مینے تمسے سوا چیز کھانے کے اور کوئی کام نہین کہا اب تمھین ایک امر اہم کیواسطے کہتا ہون وہ یہ ہے کہ مینے بیٹی اس
شہر کے بادشاہ کی بدر البدور نام اپنی شادی کیلیے درخواست کی تھی اور اوسنے اقرار اوسکے دینے کا کیا تھا کہ بعد تین مہینے کے مین اوس
شہزادی کی شادی تیرے ساتھ کرونگا اب وہ بادشاہ برخلاف اپنے قول و قرار کے قبل گذرنے اوس مدت کے اپنی لڑکی کی شادی
وزیر اعظم کے لڑکے سے کیے دیتا ہے چنانچہ آج شب کو اون دونو کا نکاح معین ہوا ہے ابھی مینے اس بات کی خبر سنی ہے اب جو مین کہون تو
اوسکو بجا لا یعنی جسوقت دولھا دولھن آج کی شب زفاف کے لیے ایک جا باہم سوئین تو اون دونونکو بچھونے سمیت معلق میرے پاس
اوٹھا لا اوس جن نے کہا یہ تو ادنی بات ہے سوا اسکے اور کچھ حکم ہو الہ دین نے کہا اسوقت سوا اسکے اور کوئی امر نہین کہ تجھے کہون جن
یہ بات سنکر غائب ہوگیا الہ دین حجرے سے نکل اپنی مان کے ساتھ بیٹھ موافق معمول کے ہنسی خوشی کھانا کھانے لگا اور بعد کھانا کھانیکے
دیر تک اپنی مان سے بات چیت اپنی شادی کی بدر البدور کے ساتھ کرتا رہا اور جو مان سے سنا تھا اوسکا کچھ اندیشہ نکیا بعد اسکے مان سے رخصت ہو کے آرام کرنیکے
اپنے حجرے مین گیا مگر جن کے انتظار مین جاگتا رہا جب سب رسمین شادی کی محل مین بادشاہ کے ہو چکین اور رات بہت اون رسومات کے کرنے مین گذری

سردار خواجہ سرا اوسکا وزیرزادے کو حجرۂ عروسی مین لیگیا اور وہ پہلے پلنگ پر جاکر لیٹا اوسکے بعد ملکہ نے اپنی خواصون سمیت عروس کو
اوسی حجرے مین لاکے سب اسوجہ بنسبت دختر دوشیزہ کے ایسے وقت عمل مین لاتے ہین اپنے ہاتھ سے کیے اور اوس دلھن کی پوشاک
اوتار اور کپڑے خواب کے پہنا بغل مین وزیرزادے کے سُلا اور شب بخیر کہکے خواصون سمیت اپنے محل مین آئی خواصون نے جو شہزادی کی متعین
تھین باہر سے دروازہ حجرۂ عروسی کو بند کرلیا بمجرد بند ہونے دروازے کے وہی جن جو کہ واسطے بجالانے حکم علاء الدین کے اوس حجرے مین
موجود ہوا قبل اسکے کہ دولھا کچھ بات دولھن سے کرے یا سونہ اوسکا دیکھے اون دونوکو بچھونے سمیت معلق اوٹھا علاء الدین کے گھر کے
مین لارکھدیا علاء الدین کہ منتظر اسی امر کا بیٹھا اپنے حجرے مین جاگ رہا تھا زیادہ اس سے توقف وزیرزادیکا شہزادی بدر البدور کے ساتھ جائز نرکھکے
جن سے کہا اس وزیرزادے کو لیجاکر پاخانے مین قید کر فجر کو پھر اسے یہانپر لے آئیو جن بمجرد اس حکم کے وزیرزادیکو بچھونے سے اوٹھا کر لیگیا
اور ایک پاخانے مین کہ نہایت متعفن اور غلیظ تھا قید کیا جسکی بد بو سے دماغ وزیرزادیکا پھٹا جاتا اور نہایت تکلیف مین تھا اور ادھر
علاء الدین جب اوس شہزادی کے ساتھ اکیلا اور تنہا ہوا بہت گفتگو اوسکے ساتھ نہ کی اسیقدر اوس شہزادی سے کہا اے میری نازنین پیاری شہزادی
تم ذرا خوف نکرو تمھین یہان کسیطرح کی تکلیف نہین ہوگی مینے بضرورت اس امر کو کیا تاکہ اوس وزیرزادے سے کہ میرا رقیب ہے بچاؤن
بادشاہ نے پہلے اقرار مجھسے کیا تھا کہ تیری شادی میرے ساتھ کرینگے اب برخلاف اپنے قول و قرار کے تجکو وزیرزادے کے ساتھ
بیاہ دیا شہزادی کہ بادشاہ کے اقرار کرنے سے مطلق آگاہ نتھی سنکے چپکی ہو رہی کچھ اسکا جواب نہ دیا بلکہ سہم گئی اور اس حادثے سے
نہایت مضطر ہوئی اور گھبرائی علاء الدین نے بھی اوس سے کچھ اور کہا نہین قبا اور دستار کو اوتار بیچ وزیرزادے کے رکھ بادشاہزادی کے
ساتھ پیٹھ پھیر کے سو رہا اور ایک تلوار اپنے اور اوسکے بیچ مین رکھدی تاکہ وہ شہزادی اس بات کو جانے کہ اگر مین اوس سے ارادہ اوکسی امر بد کا
کرون تو اسی تلوار سے مارا جاؤن علاء الدین کی اس امر سے کہ اپنے رقیب کو شہزادی کے وصل سے باز رکھا نہایت تسلی ہوئی اور بہت آرام سے
اوس شب کو سو یا کیا مگر وہ رات شہزادی بدر البدور کی نہایت رنج و تردد مین کٹی اور سب سے بدتر رات وزیرزادے کی گذری کہ رات بھر بیٹھے پاخانے
مین بند رہا فجر کو علاء الدین کے تئین پھر چراغ رگڑنے کی کچھ حاجت نہ پڑی اسواسطے کہ علی الصباح خود وہ جن حاضر ہوا اور علاء الدین سے کہا خداوند
مین حاضر ہون جو ارشاد ہو اوسے بجالاؤن علاء الدین نے کہا اوس وزیرزادیکو اوس جگہ سے جہان تونے قید کیا ہے جاکر لے آ اور اوسکو پلنگ پر لٹا کے
شہزادی سمیت اوسی حجرۂ عروسی مین پہونچا یہ کہکے علاء الدین تلوار پلنگ سے اوٹھا لایا اور جن بموجب حکم کے وزیرزادے کو پاخانے سے نکال
اور شہزادی کے پہلو مین اوسے لٹا پلنگ سمیت جہان سے کہ لایا تھا چھوڑ آیا سب مصیبتون سے زیادہ مصیبت دولھا دولھن کو اوس جن مہیب شکل اور
ہولناک صورت کا دیکھنا تھا کہ اگر کلیجہ خوف سے پھٹکر وہ دولھا دولھن مرجاتے دور نتھا الغرض جب وہ جن پلنگ عروسی کو اوس حجرے مین چھوڑ گیا اوسی وقت
بادشاہ کو اشتیاق دیکھنے شہزادیکا ہوا تا دریافت کرے کہ شب عروسی اوسکی کیونکر گذری چنانچہ کمرے مین اندر آکر روز بخیر کہا نوشہ کہ پاخانے کی گرمی سے
نیم جان اور مارے سردی کے ہو رہا تھا بادشاہ کی آواز سنتے ہی پلنگ سے کود باہر نکل آیا اور دوسرے مکان مین جہان شب کو اپنی پوشاک اوتار کر خوابگاہ مین آیا تھا
جاکر پوشاک پہن لی پھر بادشاہ اندر گیا اور موافق دستور خاندان اپنے کے مسکرا کر شہزادی سے پوچھا رات تمھاری کیونکر گذری پھر اون
نے آگے بڑھکے شہزادی کی صورت بغور دیکھی پیشانی پر بوسہ دیا اور اندوہگین اور سست پاکے حیران ہوا اور کچھ نسمجھا کہ یہ ملال اوسکو بسبب شرم

تصویر جن کی وزیرزادے اور بدر البدور شہزادی کو حجرۂ عروسی سے

روبرو الہ دین کے اٹھا لانے کی
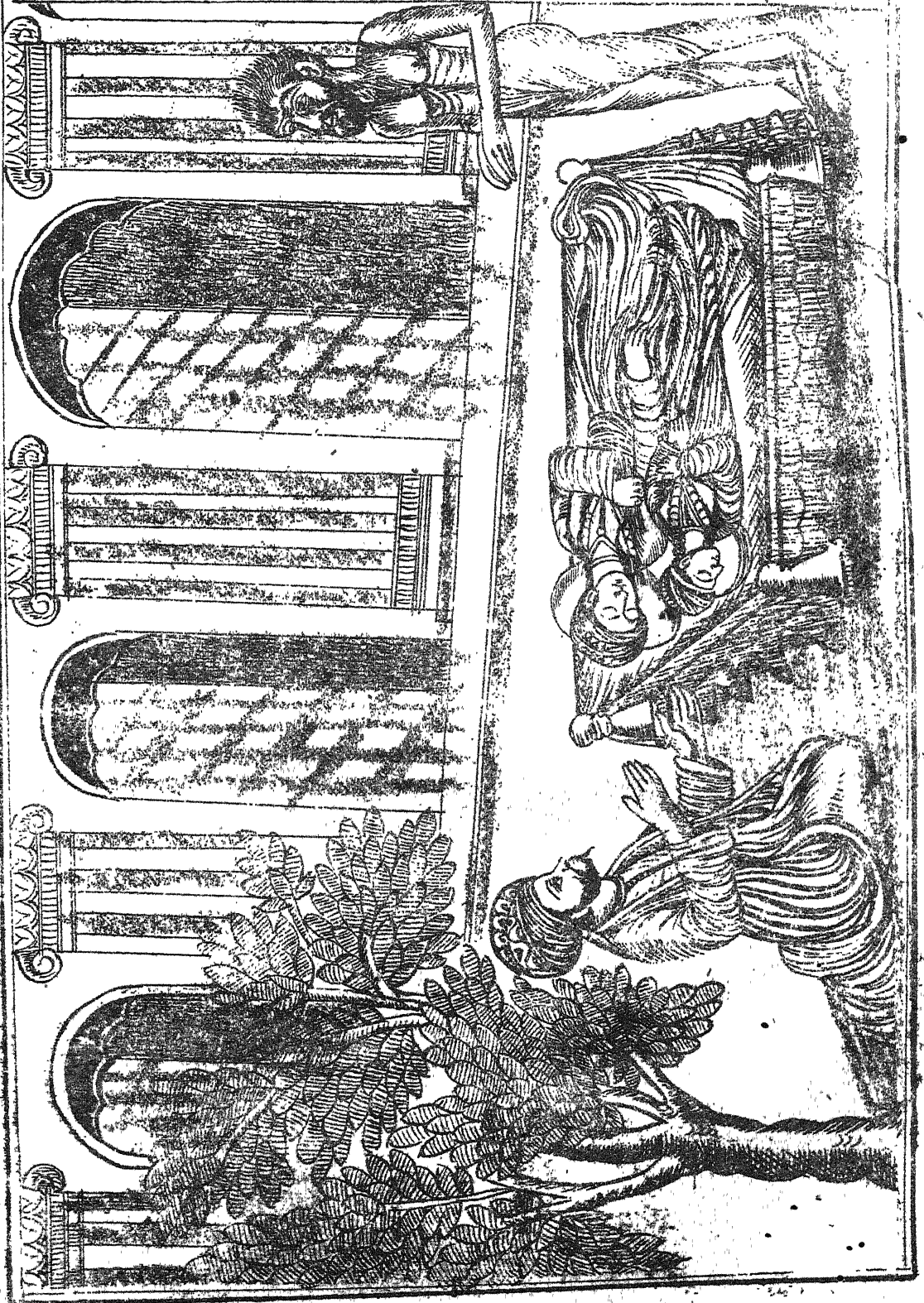
و حیا کیے ہی یا اور کسی سبب سے چاہا کہ یہ حال اوس سے دریافت کرے بدر البدور بسبب ضعف کے بات نکر سکی بادشاہ سمجھا کہ شاید بسبب
شرم کے حال اپنے ماں باپ کا مجھسے نہین کہتی یا کوئی ایسا امر خلاف طبع اوسکے شب کو واقع ہوا جسکے سبب سے وہ خاموش ہے الغرض سلطان وہانسے پھر کر
ملکہ کے پاس گیا اور اوس سے حال شہزادی کا بیان کیا ملکہ نے کہا اس حال سے شہزادی کے گھبراو نہین اکثر ایسی واردات دولھنون پر جنکی
نئی شادی ہوتی ہی ہوا کرتی ہے تین دن تک وہ ایسا ہی حال رہتا ہے مین آپ جاکر شہزادی کا حال دریافت کرکے تمسے کہونگی آخر ملکہ اپنے
مکان سے شہزادی کے حجرے مین گئی اور اوسکو اپنے گلے سے لگایا مگر ملکہ اوسے خاموش اور قلق و اضطراب مین پاکے نہایت متحیر ہوئی
اور تصور کیا کہ ضرور رات کو کچھ صدمہ عظیم اسے پونہچا ہی جسے یہ بیان نہین کرسکتی تب ملکہ نے اوس سے کہا بیٹی شب کی واردات مفصل بیان کرو
تامین اوسکا تدارک کرون اور بہت تشویش و تردد مین ہمین ڈالو جب ملکہ نے اوسے بہت سمجھایا اور کہا سنا تب شہزادی نے ایک آہ سرد بھر کے اسطرح کہنا
شروع کیا اے میری ماں مہربان اگر اس حال اضطرار مین مجھسے کوئی امر تعظیم اور بزرگی کا نسبت تمھاری فوت ہوا ہو تو اوسے معاف کرنا
اسواسطے کہ ایسا ایک امر جدید اور نادر اس رات کو ہوا ہی جسکے سبب مین اپنے ہوش و حواس مین ابتک نہین اور ہنوز اوسکے سبب سے
ترسان اور لرزان ہون پھر اوس شہزادی نے سارا حال رات کا اپنا اور اپنے شوہر کا ملکہ سے ظاہر کیا کہ رات کو جس وقت خواصون نے دروازہ حجرے کا بند کیا
فی الفور اس پلنگ کو جسپر مین اور میرا شوہر تھا یہان کسی نے اوٹھا لیجا کر ایک بڑے حجرے مین رکھا اور میرے شوہر کو مجھسے جدا کرکے ادھر کہین لیگیا پھر مجھے
معلوم نہین کہ اوسکے ساتھ کیا معاملہ کیا اسکے بعد مینے ایک جوان کو دیکھا کہ فی الجملہ باتین میری تسلی کی کرکے ایک تلوار میرے اور اپنے درمیان
مین رکھ بجاے شوہر کے پیٹھ میری طرف سے پھیر کر چپکا سو رہا اور علی الصباح میرے شوہر کو پھر میرے ساتھ لٹا کر یہ پلنگ ایک ساعت مین اس جگہ
لا رکھا جب بادشاہ میرا باپ میرے کمرے مین آیا تھا مین اوسوقت ایسے غم مین مبتلا اور گرفتار تھی کہ کچھ جواب اوس سے نہ دے سکی بلکہ ڈرتی ہون
کہ میرے چپ رہنے اور آداب کے نہ بجا لانے سے مجھسے کچھ خفا اور ناخوش ہوا ہو مگر مجھے یقین ہی کہ جب اونکو حال میری مصیبت کا دریافت ہوگا
البتہ میرا قصور معاف کرینگے اور جو امر کہ مجھسے فروگذاشت ہوا ہوگا اوس سے درگذر ینگے ملکہ یہ حال شہزادی کا سنکر نہایت متحیر ہوئی اور ان
باتون پر اوسکی یقین نہوا کہا خوب ہوا کہ تمنے اس حال کو اپنے باپ سے ظاہر نکیا خبردار اور کسی سے بھی اس حال کو نکہنا والا وہ لوگ تمکو دیوانہ
اور مجنون جانینگے شہزادی نے کہا تم یقین تصور کرو کہ مین اپنے ہوش مین ہون کسیطرح سے میرے حواس مین فتور نہین اگر تمھین یقین نہو تو اس
حال کو میرے شوہر سے جاکر پوچھو وہ بھی تمسے بعینہ یہی حال ظاہر کریگا ملکہ نے کہا بھلا مین اوس سے بھی پوچھونگی اگر اوسنے یہی بات ظاہر کی تو مین
بہت جانونگی جبتک تم اوٹھو اور اپنے دل سے اس وہم کو نکالو اور دور کرو اور درحقیقت یہ امر نہایت عجیب و غریب ہی جسمین تمھین پاتی ہون مین
شب نکاح کو جسکی تمام شہر مین شہرت ہوئی ایسا حادثہ ہوا کیا تم آواز نوبت اور باجون کی سنتی نہین ہو کہ چارون طرف بج رہے ہین اپنے دل کو
خوش کرو اور یہ خواب بے حس جو تمنے دیکھا ہی اپنے دل سے بھلا دو پھر ملکہ شہزادی کا مونہ دھلوا کر بادشاہ کے پاس گئی اور اوس سے ظاہر کیا
کہ رات کو شہزادی نے کچھ خواب برا دیکھا ہی جس سے وہ ڈر گئی اور وزیرزادے کو بلا کر پوچھا کہ کیا تو بھی اوسی خیال مین مبتلا ہی جسمین تیری بی بی گرفتار
ہی اوسنے کہا خداوند مجھے معلوم نہین کہ کس امر مین آپ مجھسے سوال کرتی ہین ملکہ نے کہا جو خواب کہ تیری بی بی نے رات کو دیکھا تھا کیا
تونے بھی وہی خواب دیکھا وزیرزادے نے کہ اس شادی کو بہت غنیمت جانتا اور موجب افتخار اپنے اسلاف و اخلاف کا سمجھتا تھا منا سب نجانا کہ اگر

بات کو کسی سے ظاہر کرے ملکہ سے کہا بیٹی نے کچھ خواب نہین دیکھا اور باوجودیکہ اسقدر تکلیف بسبب قید ہونے کے پائخانے مین
اوس رات کو پائی تھی اپنے تئین ایسا ہنسی خوشی ظاہر کیا کہ ملکہ نے جانا صرف اضغاث خیال مین شہزادی مبتلا ہی وزیرزادے کو اس سے کچھ خبر نہین
اور جو امر محل مین گذرتا الہ دین کو سوکل چراغ کی زبانی معلوم ہو جاتا چنانچہ الہ دین کو یہ حال بھی دریافت ہوا کہ آج کی رات پھر دولہا دولھن کو
باہم ایک جگہ سلاوینگے پس آج انکو بھی اونھین باہم سونے نہ دینا چاہیے شام کو اوسنے اوس چراغ کو لیکر ملا اور دیو جن حاضر ہوا الہ دین نے اوس سے
حکم کیا کہ آج کی رات وزیرزادے اور شہزادی بدرالبدور پھر ایک جگہ باہم ملکے سووینگے تو قبل اسکے کہ کچھ آپس مین وہ بات یا حرکت کرین اون دونو کو
پلنگ سمیت مثل شب گذشتہ کے میرے حجرے مین اوٹھا لائیو جن یہ سنکر اون دونون دولہا دولھن کو بمجرد پلنگ پر لیٹنے کے الہ دین کے مکان مین
پلنگ سمیت اوٹھا کر لیگیا اور وزیرزادہ اوسکے حکم سے پھر اوسی پائخانے مین قید ہوا اور شہزادی بدرالبدور نے الہ دین کو اپنے ساتھ سوتا پایا اور تلوار درمیان مین
اپنے اور اوسکے رکھی ہوئی دیکھی اور فجر کو وہ جن پھر بموجب حکم الہ دین کے اوس وزیرزادے کو پائخانے سے نکال اور ہمپہلو شہزادی کے لٹا پلنگ کو جہان سے
لایا تھا وہین جا کر رکھ آیا بادشاہ کہ پہلی شب کا حال سنکر بڑی تشویش مین تھا فجر ہوتے ہی شہزادی کے کمرے مین واسطے دریافت کرنے
خبر کے گیا اور وزیرزادہ بادشاہ کے آنیکی خبر سنتے ہی پلنگ سے اوتر جلدی باہر نکل آیا اور دوسرے مکان مین واسطے پوشاک پہننے کے گیا سلطان
اندر کمرے کے آکے چاہتا تھا کہ روز بخیر کہے مگر شہزادی بدرالبدور کو اوسی حال مین مثل پہلے دن کے مغموم و ازخودرفتہ پایا صبر نکرسکا اور پوچھا کہ فرزند
تیرا کیا حال ہی مین تجکو اچھا نہین پاتا شہزادی نے کچھ اسکا جواب ندیا بادشاہ نے جانا کہ بہ نسبت کل کے آج زیادہ بدحال ہی رات کو
کوئی حادثہ سخت اسپر واقع ہوا غصے ہوا اور تلوار کو غلاف سے کھینچکر کہا جو تجھپر گذرا ہی مجسے ظاہر کر ورنہ مین تجکو مار ڈالونگا شہزادی تلوار
نکلی ہوئی دیکھکر ڈرگئی اور خوف سے جان کے رو کر بادشاہ سے کہنے لگی اگر مجسے کوئی تقصیر آپکی ہوئے تو امیدوار ہون کہ اوسے عفو فرمائیے اور مجھے یقین ہی
کہ جسوقت مین واردات جو آج کی اور کل کی رات مجھپر گذری ہی عرض کرونگی تو سب غصہ آپکا جاتا رہیگا بادشاہ اس بات کو سنکر ملایم ہوا پھر شہزادی
نے دونون راتون کا حال مفصل اوس سے بیان کیا اور کہا اگر اسمین آپکو مجھپر شک و شبہہ ہو تو میرے شوہر سے پوچھ لیجیے اوسکے اظہار سے میرے کلام کی تصدیق
فرماوینگا بادشاہ نے شہزادی کی تسلی کیواسطے کہا جو تونے کہا مجھے اوسپر یقین ہوا مگر عجیب امر ہی کہ مینے شادی تیری اس رنج والم دینے کے
لیے نہین کی تھی اب تو خاطر جمع رکھ آیندہ رات کو ایسی واردات نہوگی یہ کہکے بادشاہ اپنے کمرے مین آیا اور وزیر کو بلا بھیجا اور اوس سے
کہا کہ تمنے اپنے بیٹے کو دیکھا اور اوس سے کچھ حال سنا وزیر نے کہا مینے تو اوسکی صورت ابتک نہین دیکھی بادشاہ نے وزیر سے وہ سب حال کہ شہزادی
بدرالبدور سے سنا تھا بیان کیا اور فرمایا کہ جو میری بیٹی نے کہا ہی مین اوسکو سچ سمجھتا ہون باوجود اسکے بطور گواہی مجھے منظور ہی کہ تیرے بیٹے سے
بھی اسکا حال سنون اور اوسکی زبانی دریافت کرون کہ وہ کیا کہتا ہی تو جا کر اوس سے سب حال دریافت کر وزیر نے بموجب حکم سلطان کے بیٹے سے وہ حال
پوچھا اور جو کچھ کہ سلطان سے سنا تھا اوس سے ظاہر کیا اور کہا خبردار ذرا اوسکو نہ چھپائیو جو واردات کہ گذری ہو اوسکو مو بمو بیان کر وزیرزادے نے
کہا مین کچھ آپ سے نہ چھپاؤنگا مگر جو کچھ کہ شہزادی نے بادشاہ سے کہا اوسمین کچھ شک نہین دو رات سے کوئی ہمارے پلنگ کو معلق اوٹھا لیجاتا ہی اور اوس
پلنگ کو ایک بڑے سے حجرے مین رکھکر مجھے ایک سڑے پائخانے مین صرف پائجامے سمیت جسے مین پہنے ہوئے ہوتا ہون لیجا کر چھپایا
کرتا ہی وہان مجھے طاقت ہاتھ پاؤن ہلانے کی مطلق نہین رہتی اور پھر مجھے شہزادی کے حال سے خبر نہین ہوتی اگرچہ یہی حال دو چار دن

مجھپر گذریگا پاخانے کی بدبو اور سردی سے مین مرجاؤنگا اور میرے حال پر قیاس حال شہزادی کا کیا چاہیے اب ہماری تفریق شہزادی سے
بہت ضرور ہی مین بعجز والحاح عرض کرتا ہون کہ بادشاہ کی حضور مین عرض کرکے اونھین بھی اس بات پر راضی کرو تا میرے نکاح سے
شہزادی کو جدا کرے اس امر مین کمال احسان ہوگا ورنہ مجھسے زیادہ شہزادی اس سبب سے ضیق مین پڑیگی وزیر نے جب اپنے بیٹے سے حال مصیبت کا
سُنا اور سمجھا کہ دو روز مین تو یہان تک نوبت پہنچی کہ میرا بیٹا دہشت اور تکلیف قید سے بالکل تحلیل ہوگیا اگر دو چار روز اور شہزادی کے
پاس سوئیگا تو اوسکی جان پر حرف آویگا اس سے مناسب یہ کہ اسکے اور شہزادی کے درمیان مین تفریق ہو جائے آیندہ سمجھ لیا جائیگا وزیر اس امر کو
اپنے دل مین قرار دیکے بادشاہ کی حضور مین گیا اور کہا مجھے غلام زادے کے اظہار سے معلوم ہوا کہ جو کچھ حضور نے زبانی شہزادی کے
فرمایا سب راست ہی غلام کے نزدیک مناسب ہی کہ دولہا دولھن کے درمیان مین تفریق کردیجائے تاکہ دونونکی جان محفوظ رہے
اور حکم دیا جائے کہ سب رسمین شادی کی شہر بلکہ تمام قلمرو سے موقوف ہون بادشاہ اس بات پر راضی ہوا اور واسطے موقوف ہونے
امور شادی کے حکم کیا فی الفور سب امور خوشی کے کہ بسبب شادی شہزادی کے گھر گھر اور کوچہ بکوچہ ہو رہے تھے یکبارگی موقوف ہوگئے
یہ خبر وحشت انگیز سنتے ہی سب لوگ متردد ہوئے ایک دوسرے سے چرچا کرنے لگا کہ کیا سبب شادی موقوف ہونیکا ہی پھر سب نے سنا کہ وزیر کا
بیٹا محل بادشاہی سے نکال دیا گیا مگر سوائے الدین کے اسکا سبب کسی کو معلوم نہوا اور فقط وہی اس امر سے خوش ہوا کہ بسبب
اوس چراغ عجیب کے اوسکو یہ بات حاصل ہوئی کہ اپنے رقیب کو شہزادی سے باز رکھا اور جب الدین کو متحقق ہوا کہ وزیر زادہ محل سے نکالدیا گیا
اور وصلت اوسکی شہزادی سے موقوف ہوگئی پھر اوسنے چراغ کو نہ رگڑا اور اوس جن کو نہ بلایا اور اس عرصے مین بادشاہ اور وزیر اعظم امر درخواست
الدین کا واسطے شہزادی بدر البدور کے بھول گئے تھے بلکہ قبل گذرنے اوس میعاد کے جو بادشاہ نے الدین سے کی تھی شادی وزیر زادے سے کردی
اور الدین اشتیاق مین شہزادی کے ایک ایک دن گنتا تھا غرض جب تین مہینے گذر گئے الدین نے اپنی مان کو بادشاہ کی حضور مین بھیجا تا جاکر
یاد دلوائے چنانچہ وہ موافق اپنے معمول کے دربار مین جاکر روبرو بادشاہ کے کھڑی ہوئی بادشاہ نے اوسے دیکھکر پہچانا اور اوسنے وہ درخواست
جو آگے کی تھی بادشاہ کو چاہا کہ یاد دلائے اتنے مین وزیر کسی امر کے عرض کرنے کے لیے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا بادشاہ نے اوسے ٹھہرا کر
کہا وہ عورت جسنے آگے وہ جواہرات گران قیمت مجھے گذرانے تھے پھر آئی ہی تو اوسکو آگے بلاکر پوچھ کہ وہ کیا کہتی ہی وزیر نے چوبدار سے کہا اوس عورت کو
جو کھڑی ہی آگے بلالا چوبدار نے الدین کی مان کو بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا اوسنے موافق معمول سابق کے اپنے تئین زمین پر جھکا کے پایۂ تخت بادشاہ کو
چوما بادشاہ نے اوس سے پوچھا تو کیا مانگتی ہی اوسنے عرض کیا کہ مین نے آگے آپکی حضور مین باریاب ہوکے اپنے بیٹے کیطرف سے جسکا نام الدین ہی درخواست کتخدائی
شہزادی بدر البدور کی حضور مین کی تھی اور آپ اوس درخواست کو قبول فرماکے تین مہینے کی میعاد زبان پر لائے تھے اور فرمایا تھا کہ اس عرصے مین سامان
جہیز کا طیار کرکے مین شادی شہزادی کی تیرے بیٹے کے ساتھ کردونگا اب وہ مدت گذر گئی اسلیے مین آپ کی یاد دہی کو حاضر ہوئی بادشاہ اگرچہ بمجرد
دیکھنے الدین کی مان کے جان گیا تھا کہ وہ واسطے طلب کرنے شہزادی بدر البدور کے آئی ہی اور اب بھی اوسکو زبانی اوس ضعیفہ کے یہی امر معلوم ہوا
دل مین اپنے نہایت متفکر ہوا کہ اب اس عورت کو کیونکر جواب صاف دون اسواسطے کہ آگے مین اقرار کرچکا ہون اب جو انکار کرون تو خلاف مروت کے ہی اور اگر راضی ہون تو
کسطرح سے اپنی بیٹی ایک شخص گمنام کو جسے دیکھا بھی نہین حوالے کردون وزیر اعظم سے اس امر مین صلاح کی وزیر نے عرض کیا کہ آپنے جو سوچا بہت بجا ہی اور الدین کو

اس امر سے باز رکھنا کچھ مشکل نہین حضور الہ دین کو اوسکی ماں کی زبانی کہلا بھیجین میری لڑکی کا مہر یہ ہے اگر تجھسے سر انجام اوسکا ہو سکے تو مضائقہ نہین مین اوسکی شادی تیرے ساتھ کردونگا ورنہ تو پھر کبھی نام اوسکا نہ لیجیو اور جو امر شرط آپکے نزدیک معلوم ہو اور اوسکا انجام الہ دین سے نہو سکے اوسی کو آپ اوس سے طلب فرمائین بادشاہ کو صلاح وزیر کی بہت پسند آئی اور اوسی پر عمل کرکے الہ دین کی ماں سے کہا اے نیکبخت مین تجھسے اقرار کر چکا ہون اور اپنی بات سے پھرتا نہین اور مین طیار ہون کہ اپنی بیٹی کی شادی تیرے بیٹے کے ساتھ کردون مگر اوس شہزادی کی ایک شرط ہے کہ اوسکو تیرا بیٹا پہلے بجالاوے اب تو جاکے اوس سے کہہ کہ بادشاہ اپنے وعدے پر ثابت اور برقرار ہے شرط یہ ہے کہ تو چالیس خوانچے سونے کے کہ سب وہ اونہین قسم کے جواہرات سے جو تمنے آگے میری حضور مین گذرانے تھے بھرے ہوے ہون اور چالیس حبشیون ہمسن کے سرپر رکھے اور آگے ہر ایک حبشی کے ایک ایک غلام سفید رنگ حسین ہم عمر لباس زرین اور جواہرات پہنے ہوئے میری حضور مین بھیجے اب تو اے نیکبخت اپنے بیٹے سے جاکر یہ شرط بیان کر اور جو وہ اس بات کا جواب دے مجھسے آکے جلدی کہہ مین تیرے جواب کا منتظر ہون الہ دین کی مان نے پائے تخت بادشاہ کو بوسہ دیکے اپنے گھر کی راہ لی اور تمام راہ الہ دین کی حماقت پر خیال کرکے ہنستی تھی کہ اب اوسکو اسقدر رنگ برنگ شیشے کے ٹکڑے جنکو آگے اپنے ساتھ اوس خزانے سے لایا تھا میسر ہونگے کہ وہ بادشاہ کو گذرانیگا اسواسطے کہ اب راہ اوس تہ خانے کی بالکل مسدود ہوگئی ہے اور کہان سے اسقدر غلام حبشی اور سفید رنگ اور خوبصورت پاویگا اوسنے ناحق میری اوقات اس درخواست مین ضائع کی یہ خیال اور اندیشہ کرتی ہوئی اپنے گھر پہونچی اور الہ دین سے کہا کیون بیٹا مین تجھے آگے نہین سمجھاتی تھی کہ خیال اپنی شادی کا شہزادی بدر البدور کے ساتھ نکر اگرچہ بادشاہ نے اپنی نیکذاتی سے میرے حال پر بہت عنایت فرمائی جس سے مجھے یقین ہوتا تھا کہ تجھے اس امر مین سرفراز کرے اور تیرا مقصد بر لاوے مگر وزیر نے اوسے بہکا دیا اور اوسکے دل کو تیری طرف سے پھیرا اسواسطے کہ جسوقت مین بادشاہ کے دربار مین حسب معمول حاضر ہوئی بادشاہ نے مجھے اپنے پاس بلاکے پوچھا تو کیا مانگتی ہے مینے عرض کیا آگے مینے آپکی حضور مین حاضر ہوکے فلانے مقدمے مین اپنے بیٹے الہ دین کیطرف سے درخواست کی تھی چنانچہ آپنے اوس درخواست کو منظور کرکے فرمایا تھا کہ بعد تین مہینے کے مین شادی اوسکی بدر البدور کے ساتھ کردونگا اب وہ مدت گذر گئی ہے مین یاد دہی کیواسطے حضور مین آئی ہون بادشاہ نے اس بات کو سنکر وزیر سے کچھ آہستہ کہا خدا جانے وزیر نے بادشاہ کو کیا سمجھایا کہ اوسنے ایسی ایک شرط مجھسے کہی جسکو تو قیامت تک بھی بہم نہ پہونچا سکیگا پھر الہ دین کی ماں نے مفصل اوس شرط کو الہ دین سے ظاہر کیا الہ دین نے کہا اماں یہ شرط تو کچھ بہت دشوار نہین بادشاہ نے دھوکا کھایا کہ دینا شادی بدر البدور کا اس شرط پر موقوف رکھا اسقدر جواہر اور غلام کہ اوسنے مانگے ہین یہ نسبت اوس شہزادی کے جو لاثانی مثل اور نظیر نہین رکھتی بہت تھوڑے ہین اور حقیر ہین مین نام شرط کا سنکر ڈر گیا تھا کہ کوئی مشکل اور دشوار ہوگی اب تم دیکھو کہ کیونکر مین جلد اس شرط کو بہم پہونچاتا ہون اب تم کچھ تدبیر کھانیکی اپنے اور میرے واسطے کرو اوسکی ماں بات سنکر کھانا مول لینے بازار مین گئی پیچھے اوسکے الہ دین نے اوس چراغ کو اوٹھاکر رگڑا بمجرد رگڑنیکے جن نے حاضر ہوکے وہی باتین جو آگے کہا کرتا تھا الہ دین سے کہین الہ دین نے کہا بادشاہ اپنی بیٹی بدر البدور کو دینے کے واسطے طیار ہے مگر قبل دینے کے وہ چالیس خوان طلائی بھرے ہوے پھلون سے اوس باغ کے جہان سے مین اس چراغ کو لایا تھا مانگتا ہے اور چالیس غلام حبشی ہم عمر اون چالیس خوانونکو سر پر اپنے رکھکے میری حضور مین لاوین اور آگے ہر ایک حبشی کے ایک ایک غلام ہمسن سفید رنگ خوبصورت بھاری زرکی پوشاک پہنے ہوئے ہو اب تو جاکے اس فرمایش کو میرے لیے بہم پہونچا تاکہ مین اوسکو قبل برخاست دربار کے بادشاہ کی حضور مین بھیجدون

جن نے الہ دین سے کہا بہت خوب ان سبکو ابھی لایا پھر تھوڑی دیر کے بعد جن چالیس خوان سنہرے جواہرات سے پُر چالیس حبشیون کے
سر پر رکھوا کے اور چالیس غلام سفید رنگ خوبصورت بھاری پوشاکین زرین پہنے ہوئے لا کے حاضر ہوا اور بڑے بڑے موتی الماس لعل اور زمرد وزن
اور قیمت مین مانند اون جواہرات کے جو آگے بادشاہ کی حضور مین گذرانے تھے خوانون مین لایا اور ہر ایک خوان پر تورہ پوش پر بیل
کپڑے زر دوزی کام کا پڑا تھا جب وہ اتنے غلام مع چالیس خوان جواہرات کے الہ دین کے گھر مین لے آیا اوسکے چھوٹے سے گھر مین
وہ خوان دھوپ سے ایسے جھلکتے تھے اور معلوم ہوتے کہ گویا چمن طرح طرح کے پھولونسے کھل رہا ہے پھر اوس جن نے الہ دین سے کہا اگر کچھ
اور حکم ہو تو بجا لاؤن الہ دین نے کہا اب تمہارا کچھ کام نہین جن یہ بات سنکر غائب ہو گیا الہ دین کی مان بازار سے پھر آئی اور اسقدر آدمیونکو
اچھی پوشاکین پہنے ہوئے اپنے گھر مین دیکھہ حیران ہوئی پھر اوسنے وہ کھانا کہ بازار سے مول لائی تھی الان مین رکھکر چاہا کہ برقع اپنے
مونہ سے اوتارے الہ دین نے کہا اماجان وقت ہاتھہ سے جاتا ہے تم یہ خوان جواہرات کے بادشاہ کی حضور مین قبل برخاست دربار کے پونہچاؤ تاکہ وہ
میری چالاکی اور نیازمندی دیکھہ قابل اوس وصلت اور نسبت کا مجھے جانے اوسکی مان نے کہا بہتر ہے تو یہ خوان بترتیب ایک کے بعد ایک روانہ کر اور آگے
ہر ایک خوان کے ایک ایک سفید رنگ غلام ہمراہ لے جب سب خوان الہ دین کے گھر سے باہر نکلے اور پیچھے اوس حبشی غلام کے الہ دین کی مان نے دربار بادشاہی کا
رستہ لیا الہ دین نے دروازہ بند کر کے اپنے کمرے مین بیٹھہ رہا اور خیال کیا کہ دیکھیے بادشاہ بعد گذرنے اِن تحفون کے جو اوسنے آپ طلب کیا تھا مجھے
اپنا داماد بناتا ہے یا نہین غرض ہر ایک غلام ایسا بھاری جوڑا جواہر پہنے ہوئے تھا کہ جو کوئی دیکھتا ہر ایک کے جواہر اور لباس کو ایک کروڑ کا تصور
کرتا جب وہ تحفہ بادشاہ کے محل کیطرف روانہ ہوا بازاری اور شہری جب اونکو بہیئت مجموعی دیکھتے کہ سیدھی قطار سیاہ و سفید غلامونکی جاتی ہے
اونکی نظر نہ خوان پوشون زرنگار اور نہ اون غلامونکے لباس زرین اور جواہرات پر ٹھہرتی اونکے دیکھنے کو ہزار ہا تماشبین چارون طرف سے جمع ہو گئے
پھر جب وہ تحفہ قریب دیوانخانے بادشاہی کے پونہچا اہلکارون نے خبر اوسکی بادشاہ کو پونہچائی بادشاہ نے حکم کیا کہ اون سب کو میری حضور مین
لاؤ وہ اسّی غلام نزدیک دروازے دیوانخانے بادشاہی کے جا کر دو صفین باندھ روبرو بادشاہ کے گئے اور جب قریب تخت کے پونہچے
وہ نصف دائرے کی صورت آگے تخت بادشاہ کے کھڑے ہوئے اور خوانچے جواہرات کے سر سے اوتار کر آداب کورنش بجا لائے بعد اسکے
حبشی غلامون نے اون خوانچونسے تورہ پوش اوتار لیے اور نہایت ادب و لحاظ سے دست بستہ آگے تخت کے کھڑے ہوئے پھر الہ دین کی مان
بھی بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوئی اور بعد زمین بوس ہونے کے بادشاہ سے عرض کیا کہ الہ دین بیٹے نے آپکی حضور مین بعد آداب کے گذارش کی ہے
کہ ہر چند یہ تحفہ محقر قابل پسند شہزادی بدر البدور کے نہین مگر امیدوار ہون کہ آپ از راہ عنایت کے اسے قبول فرمائین کہ موجب میری سرفرازی کا ہے
بادشاہ سب غلام حبشی اور سفید رنگ لباس زرین اور چالیس خوان طلائی چوٹی تک جواہرات گران بہا سے بھرے ہوئے ملاحظہ فرما کے نہایت حیران ہوا اور وزیر سے
کہا کہ جو شخص قدرت بھیجنے ایسے تحفے گران بہا کی رکھتا ہو وہ میرے نزدیک قابل اسکے ہے کہ کتخدائی شہزادی بدر البدور کی اوسکے ساتھ کر دیجائے یا نہین وزیر نے از راہ
حسد کے چاہا کہ بادشاہ کو سمجھا کے دل اوسکا الہ دین کی طرف سے پھیرے اور اس امر مین بہت تدبیر اور کوشش کی مگر بادشاہ نے وزیر کے کہنے پر خیال نفرمایا اور
اوس تحفے کو بہت پسند کر کے قبول کیا اور الہ دین کی مان سے کہا تم جاکر اپنے بیٹے کو یہان لے آؤ مین اوسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون اور جس امر کا مینے
اوس سے وعدہ کیا ہے اوسکو وفا کرونگا الہ دین کی مان یہ خوشخبری سنکر واسطے اطلاع کرنے الہ دین کے گھر کو دوڑی گئی اور ادھر بادشاہ دربار کو برخاست کر کے

محل مین گیا اور خواجہ سراؤن کو جو خاص بدر البدور کے تھے حکم کیا کہ یہ سب خوان جواہرات کے محل مین شہزادی کے لیجاؤ اور آپ بھی واسطے دیکھنے اون جواہرات کے وہین گیا اور اون اسّی غلامونکو محل مین شہزادی کے بلوا کر اپنے سے استادہ کیا شہزادی وہ غلام اور اونکے لباس اور جواہر جو پہنے ہوئے تھے دروازے کی درار سے دیکھکر بہت متعجب اور حیران ہوئی اور جب الہ دین کی مان اپنے گھر مین پہونچی الہ دین سے کہا کہ بیٹا مبارک تیرے تحفے کو بادشاہ اور سب اہل دربار نے دیکھکر بہت پسند کیا اور سبنے بالاتفاق کہا کہ تو سزاوار ہی اس امر کا کہ شہزادی بدر البدور کو تجھے دیوین چنانچہ بادشاہ نے تجھے بلایا ہی تا ہاتھہ شہزادی کا تیرے ہاتھہ مین پکڑا دے اب تو چلنے مین دیر نکر بادشاہ منتظر بیٹھا ہی الہ دین اس مژدے کو سنکر نہایت خوش ہوا اور مان سے کہا ذرا توقف کر مین ابھی چلتا ہون یہ کہکے اندر حجرے کے گیا اور اوس چراغ کو نکال کر رگڑا بمجرد رگڑنے کے وہ جن حاضر ہوا اور موافق معمول کے اظہار اپنی اطاعت کا کرنے لگا الہ دین نے کہا اے جن مین حمام کیا چاہتا ہون تو ایک جوڑا پوشاک کا قابل پہننے بادشاہون جلیل القدر کے میرے قد و قامت کے موافق جلد حاضر کر الہ دین کے یہ بات کہتے ہی اوس جن نے اوسکا ہاتھہ پکڑ ایک حمام مین سنگ مرمر کے کہ بہت خوبصورت اور اقسام رنگ سے آراستہ تھا لیگیا الہ دین جامہ خانے مین کپڑے اوتار اندر حمام کے جو معتدل الحرارت تھا گیا اور خوب مل دل کے نہایا اور طرح طرح کی خوشبوئین اپنے بدن مین ملین اور بتدریج اوس حمام سے نکل اوسی جامہ خانے مین جہان کپڑے اوتارے تھے آیا وہان اوسنے اپنے جسم کو بہ نسبت آگے کے سفید اور ملایم پایا اور چہرہ اوسکا دمکنے لگا اور سارے اعضا مین اوسکے ایک چستی اور چالاکی آگئی اور اوس جگہ ایک جوڑا بہت بھاری کشتی مین رکھا ہوا دیکھا پھر الہ دین نے باعانت اوس جن کے اوسے پہنا اور ہر ایک کپڑے کو دیکھہ نہایت متحیر اور متعجب ہوتا تھا جب پوشاک پہن چکا جن نے اوسے اوسکے گھر مین پہونچا کے پوچھا اب کچھہ اور درکار ہو تو فرماؤ مین اوسکو حاضر کرون الہ دین نے کہا ایک گھوڑا بہت خوبصورت اور قیمتی کہ مثل اوسکے کوئی گھوڑا بادشاہ کے اصطبل مین نہ نکلے اور ساز و سامان اوسکا جواہر نگار قیمتی ایک کرور روپے کا ہو جلد میری سواری کیواسطے لا اور سوا اوسکے بارہ غلام باللباس زرین مانند اگلے غلامون کے خاص میری خدمت کے لیے کہ دہنے بائین اور پیچھے میرے رہین اور بیس غلام جو آگے میرے چلین اور چھہ خواصین لباس فاخرہ پہنے ہوئے مان میری کی خدمت کو اور دو کنیز اور دو جوڑے نفیس شہزادی بدر البدور اور ملکہ کے لیے اور دس توڑے اشرفیون کے نقد جلد میرے واسطے لا کے حاضر کر بمجرد کہنے الہ دین کے وہ جن غائب ہوا اور بعد ایکساعت کے ایک گھوڑا مع زین و ساز کے اور چالیس غلام کہ دس اونمین سے دس توڑے اشرفیون کے لیے ہوئے تھے اور چھہ کنیزین طرح طرح کے جوڑے دست بقچون سنہرے مین بند کیے لیے ہوئے لایا الہ دین نے اونمین سے چار توڑے اشرفیون کے اپنی مان کو دیے تا محل بادشاہی مین وقت ضرورت کے صرف کرے اور چھہ توڑے چھہ غلامونکو دیکے کہا جب مین سوار ہون تم میرے گھر سے بادشاہ کے مکان تک مٹھی بھر بھر کے محتاجون کیطرف پھینکیو اور تم تین دہنی طرف اور تین بائین طرف میرے رہنا اور بیس آگے آگے چلین اور چھہ خواصین اپنی مان کو دیکے کہا کہ یہ خواصین خاص تمہاری خدمت کیواسطے اور وہ جوڑے پوشاکونکے جو انکے پاس ہین تمہارے پہننے کے لیے ہین اور دو جوڑے بھاری مخصوص عروس اور ملکہ اوسکی مان کے واسطے اپنے ساتھہ لیجا کر گذراننا پھر الہ دین نے جن کو رخصت کیا کہ اب تمہارا کچھہ کام نہین آیندہ جو کچھہ ہوگا تمسے کہا جاویگا وہ جن یہ سنکر غائب ہو گیا اور الہ دین نے قبل اپنے سوار ہونیکے ایک غلام کو بھیجکر اپنی روانگی کی خبر بادشاہ کو کہلا بھیجی جب غلام بادشاہ کی حضور مین گیا اور وہان سے پیغام لایا کہ بادشاہ تمہارے منتظر ہین جلد چلیے الہ دین بمجرد پیغام پہونچنے کے گھوڑے پر سوار ہوا اور غلام اوسکے دہنے بائین آگے پیچھے ہوئے الہ دین اگرچہ اپنی عمر بھر کبھی گھوڑے پر سوار نہین ہوا تھا باوجود اسکے تجربہ کی مانند شہسوارون

کے گھوڑے سے پر سوار ہو کے وہ ڈراتا گذرا تا گلیون سے نکل بازار مین پونہچا ہزارون لوگ دیکھنے کیواسطے چارونطرف جمع ہو گئے اور وہ چھ غلام
مٹھی بھر بھر کے اشرفیان دونون طرف الہ دین کے پھینکنے لگے جو محتاج تھے اونھون نے اس سخاوت کو الہ دین کی دیکھ بہت تعجب کیا اور آپس مین
کہنے لگے کہ آج تک کوئی شخص اس جود و سخا کا یہان سے نہین گذرا اور شہر کے لوگ جنھون نے الہ دین کو آگے شکستہ حال اور آوارہ دیکھا تھا
جو اس لباس اور پوشاک اور کروفر مین ہرگز نہ پہچان سکے اور حیران تھے کہ یہ نیا شخص کون اس شوکت و حشمت کے ساتھ جاتا ہی تحفہ بھی
جتنے بادشاہ کی حضور مین ایسے ہی تجمل اور تکلف سے بھیجا اور آپ بھی ایسی پوشاک پہنے ہی کہ کبھی ہمنے بادشاہون کو پہنے نہین دیکھا اور
گھوڑا ویسا ہی قیمتی اور ساز و سامان سب اسکا جواہرات قیمتی سے جڑا ہوا غرض اہل شہر جو خبر سنگے کہ بادشاہ نے شہزادی بدر البدور
کی شادی ساتھ اس جوان کے مقرر کی ہی نہایت خوش ہوے اور بالاتفاق کہنے لگے کہ یہ جوان البتہ سزاوار اس کتخدائی کا ہی پھر جب وہ
اس شان و شوکت کے ساتھ محل مین بادشاہ کے پونہچا اور ادھر سے وزیر اعظم اور بڑے بڑے سردار ملکون کے بادشاہ کی طرف سے
اوسکے استقبال کو آئے الہ دین نے وہان پہونچکر چاہا کہ گھوڑے سے اوترے سبھون نے اوسکو وہان اوترنے سے منع کیا اور آگے
بھی اوسے سوار لیگئے جب قریب تخت بادشاہ کے پونہچا وہان لوگ اوسے گھوڑے سے اوتار بادشاہ کے روبرو درمیان دو صفون کے
کہ امرا اور مصاحب بادشاہی دو طرفہ صف باندھکر کھڑے تھے تخت بادشاہی کے قریب لیگئے بادشاہ الہ دین کی پوشاک اور زیور اور شکل و شباہت
دیکھکر بہت خوش ہوا الہ دین نے چاہا کہ اپنے تئین بادشاہ کے قدمون پر ڈالے مگر بادشاہ نے ہاتھ اوسکا پکڑ تخت پر چڑھا لیا اور داہنی اپنے
اور وزیر کے اوسے بٹھالیا الہ دین نے بادشاہ کی حضور مین عرض کرنا شروع کیا کہ آپنے مجھے کمال سرفراز فرمایا خانہ زاد کی پیدایش اسی شہر کی ہی اور
کثرت عشق شہزادی بدر البدور کے بے وصل اوسکے میری زندگی محال ہی بادشاہ نے الہ دین کو پھر اپنے گلے سے لگا کے جواب دیا کہ اے فرزند کیا تمنے مجھے
بے انصاف سمجھا کہ میری بات پر اعتماد نہین کرتے اور ایک ساعت کے لیے ایسا کہتے ہو تمھاری جان مجکو بہت عزیز اور پیاری ہی اور جیسا کہ مین تمھین
سنتا تھا ویسا ہی پایا یہ کہکے بادشاہ نے اشارہ کیا بمجرد اوسکے اشارے کے چارونطرف نقارے ڈھول نفیری اور دمامے شادیانے کے بجنے لگے پھر
بادشاہ الہ دین کو محل مین لیگیا جہان اسباب دعوت کا سب مہیا تھا بادشاہ اور الہ دین نے دسترخوان پر بیٹھ باہم خاصہ تناول فرمایا پھر وزیر اعظم اور سرداران دولت
نے بھی اپنے اپنے رتبے اور درجے کے بیٹھکر کھانا کھایا بادشاہ ساعت بساعت الہ دین کو دیکھتا اور خوش ہوتا اور ہر قسم کی باتین اوس سے کرتا غرض جب تک
وہ دونون دسترخوان پر تھے باہم باتین کرتے رہے بادشاہ نے گفتگو مین الہ دین کو بہت ہوشیار اور لائق پایا جب کھانے سے فراغت ہوئی
بادشاہ نے شہر کے قاضی کو بلوایا اور نکاحنامہ شہزادی بدر البدور اور الہ دین کا لکھنے کو فرمایا پھر روبرو وزیر اور افسرون کے الہ دین سے گفتگو کی
الہ دین نے جواب ہر ایک بات کا بادشاہ کو اس لطف و خوبی سے دیا کہ ہر ایک نے اوسے پسند کیا اور اوسکی عقل و دانش اور طلاقت و فصاحت پر نہایت
تحسین و آفرین کی جب قبالہ نکاح کا مرتب ہوا اور قاضی نکاح پڑھکے سوار ہو گیا بادشاہ نے الہ دین سے کہا اگر چاہو آج کے دن ہی محل مین رہو تا سب رسم شادی کی عمل
آوین الہ دین نے عرض کیا الہی یہ امر کو میری خوشی اور خواہش پر رکھتے ہین لیکن مین ایک محل واسطے شہزادی کے بنوایا چاہتا ہون کہ موافق اوسکے رتبے اور قدر و منزلت کے
امیدوار ہون کہ کوئی جگہ متصل محل بادشاہی کے تجویز فرمائیے تا کہ مین اوسے بنا کر آپکی حضور مین حاضر ہو اور بادشاہ نے کہا میرے محل کے سامنے بڑا میدان وسیع ہی اوسمین
جہان کہین تم چاہو اپنا محل بنواؤ کمال میری خوشی ہی یہ کہکے بادشاہ نے بعد معانقہ الہ دین کو رخصت کیا الہ دین بادشاہ سے رخصت ہو کر گھوڑے پر سوار اپنے گھر کو

اوسی شوکت وحشمت کے ساتھ اشرفیان لٹاتا اور خیرات کرتا ہوا گیا چارون طرف سے شور وغل مبارکباد کا ہوا جب وہ اپنے گھر پہونچکے
گھوڑے سے اوترا اور اندر گھر کے جا کے خاص اپنے حجرے مین آیا اور اوس چراغ کو ملا بمجرد ملنے کے وہ جن موکل حاضر ہوا اور جو کلمات کہ کہا
کرتا تھا وہ کہے الہ دین نے کہا آج تک جو مینے تجسے کہا تو اوسکو بجا لایا اب مین تجھے کہتا ہون کہ ایک محل میرے واسطے فلانے میدان مین مقابل
محل بادشاہی کے جسقدر جلد اور اچھا بنا سکے بنا تاکہ شہزادی بدر البدور اوسمین آکے رہے اور جس سنگ سے تو چاہے اوس سنگ سے اوسے
بنا اور اوپر اوسکے ایک بڑی بارہ دری گنبددار کہ چار دیواری اوسکی خالص سونے روپے سے ہو اور ہر طرف چھ چھ دروازے طیار کر اور
درزین اون دروازونکی ہیرے اور لعل اور زمرد وغیرہ جواہرات سے جڑی ہون سوا ایک دروازے کے کہ اوسکو سادہ رکھیو اوسمین ہرگز نہ جڑیو غرض
وہ محل اور بارہ دری اس خوبی اور لطافت کی بنائی جائے کہ مثل اوسکے روے زمین پر کہین اور نہ نکلے اور مین چاہتا ہون کہ آگے اوس محل کے
دیوانخانہ ہو اور آگے اوسکے ایک بڑا باغ اور باورچیخانہ اور توشکخانہ اور خزانہ جسمین بیشمار روپے اور اشرفیان ہون سب مکانونمین اسباب اور سامان
ہر ایک قسم کا بادشاہانہ طیار و موجود ہو اور ایک اصطبل جسمین اچھے اچھے قیمتی گھوڑے مع زین وساز اور سائیس وغیرہ خادم اور داروغہ کے
رہین اور باورچیخانے مین بہت باورچی خاصہ پز کہ ہر ایک قسم کا کھانا پکا سکین اور بہت سی خواصین لباس و پوشاک نفیس پہنے ہوے واسطے خدمت
شہزادی کے اور سوا اسکے وہ جو مینے اسوقت بیان کرنے مین کچھ سہو کیا ہو سب جلدی طیار کر اور سب پہونچا کے مجھے خبر دے آفتاب قریب غروب
کے تھا کہ جسوقت الہ دین نے جن کو حکم طیاری محل وغیرہ کا دیا تھا رات کو اشتیاق مین شہزادی بدر البدور کے نہایت بیچین اور بیقرار رہا آخر شب
ذرا آنکھ اوسکی لگ گئی فجر ہوتے ہی بیدار ہوا ساتھ ہی اوسکے جاگنے کے جن نے حاضر ہو کے کہا خداوند آپکا محل طیار ہو چلکے اوسے ملاحظہ فرمائیے کہ موافق
تمہارے فرمانیکے وہ سب مکان طیار ہوے ہین پھر وہ جن الہ دین کو اوٹھا کر اوس نئے محل کے اندر ایک ساعت مین لیگیا الہ دین نے سب مکان وہان خاطر خواہ بادشاہانہ طیار
پائے اور ہر ایک مکان کو اوسنے دیکھا اور ہر ایک جا مین لاکھون کروڑون روپے کا اسباب اور زر نقد بیشمار پایا اور سوا اسکے اوسمین ہر قسم کے داروغہ اور کارگذار مرد اور
عورت کی قسم سے اور لونڈی غلام لباس فاخرہ پہنے ہوے پائے کہ ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف اور مشغول تھا اور اسیطرح سے خزانہ معمور مع خزانچی کے دیکھے جسمین بڑے بڑے
صندوق بھرے ہوے کیسہائے زر سرخ وسفید سے تھے اور ہر ایک چیز کو حسب دلخواہ اپنے مہیا و موجود دیکھکر بہت خوش ہوا پھر وہ جن الہ دین کو اصطبل مین لیگیا وہان
ہزارون گھوڑے چیدہ و منتخب فرگار کے اور داروغہ اور سائیس تھے پھر اوسکو توشکخانے مین جہان ایک ایک چیز ضرورت کی موجود تھی لیگیا غرض جمیع مکانات
تہخانون سے بالاخانون تک الہ دین نے ملاحظہ کیے علی الخصوص بارہ دری جسمین چوبیس دروازے تھے اور اسباب و سامان اوسمین سب طلائی و نقرئی منقش و مرصع زیادہ
اپنی خواہش سے دیکھکر جن سے کہا جو جو مکان اور اسباب مجھے درکار تھے اوس سے زیادہ مینے طیار و موجود پائے مگر ایک امر رہگیا جسکا ذکر مینے تجسے نہین کیا تھا وہ یہ ہے کہ ایک
بڑا قالین مخمل نفیس کا لا کہ دروازے محل بادشاہی سے اس محل کے دروازے تک بچھے اور عرض اوسکا موافق طول اوسکے ہو تاکہ شہزادی بدر البدور
وقت رخصت کے بادشاہ سے اوسی قالین پر ہو کے آوے جن نے کہا ایک ساعت مین اوسے بھی لاتا ہون الہ دین نے تھوڑی دیر کے بعد اوس قالین کو
بابین طول و عرض اوس میدان مین جو مابین محل بادشاہی اور محل الہ دین کے تھا ٹھیک بچھا ہوا پایا پھر اوس جن نے الہ دین کو اوس نئے محل سے اوسکے گھر لیجاکر
پہونچا دیا اور اوس نئے محل کے دروازے جو مقابل دروازون محل بادشاہی کے تھے کھول دیے دربانون بادشاہی نے فجر کو جب دروازے محل کے کھولے تو بجا میدان کے
کہ آگے محل بادشاہی کے تھا اور ہمیشہ اوسے دیکھا کرتے تھے ایک بڑا محل نو طیار دیکھا اونکو اوسکے دیکھنے سے نہایت تعجب اور حیرانی ہوئی اور زیادہ تر

تحیر اونکو اس امر سے ہوا کہ اتنا بڑا قالین مخملی نفیس در زر ایک محل کے دروازے سے دوسرے محل کے دروازے تک بچھا ہوا ہی زبانی اون دربانون کے
ایک لمحے مین خبر عجیب اس محل کی تمام دربار بادشاہی اور اندر محل کے پھیل گئی جب وزیر اعظم دردولت پر آیا وہ بھی الہ دین کا محل دیکھ متحیر ہوا
وہ دوڑ کر یہ خبر بادشاہ سے کہی کہ آپکے محل کے سامنے ایک بڑا محل دھوم دھام کا نظر آتا ہی بعد اسکے کہا خداوند یہ سب کارخانہ جادو اور طلسم کا معلوم
ہوتا ہی بادشاہ نے وزیر سے کہا ایسا ہرگز نہین ہوگا جیسا تم کہتے ہو یہ محل الہ دین کا ہی کہ کل کے دن اوسنے مجھسے اجازت بنانے ایک محل کی شہزادی
بدر البدور کیواسطے مانگی تھی اور مینے اوس سے بنانے کو اسی میدان مین سبکے روبرو کہدیا تھا اوسنے بہت دولت اور زر بیشمار صرف کرکے
اس جلدی مین بنوایا ہی اور وہ ہر روز دولت کے زور سے ایک نیا امر ایسا عمل مین لاتا ہی کہ موجب ہماری حیرت کا ہوجاتا ہی مگر تو حسد کی راہ سے اوسکے
اسکو عمل سحر پر کرتا ہی جو وقت دربار کا پہونچ گیا تھا اسواسطے زیادہ اسبات مین گفتگو نکی اور الہ دین نے اپنے گھر مین پہونچکر جن کو رخصت کیا اور مان کو
کپڑے پہنتے دیکھکر پوچھا کہ اب بادشاہ نے دربار سے فراغت پائی ہوگی تم ان خواصون کو جنھین جن لایا ہی محل مین بادشاہ کے لیجاؤ اور دونون
جوڑے اور زیور عروس کا گذرانو بعد اسکے اوس سے درخواست کرو کہ بادشاہ بھی ہمراہ شہزادی کے میرے نئے گھر مین قدم رنجہ فرمائے الہ دین کی مان نے
پوشاک پرزر مثل بادشاہزادیون کے پہنی اور اوسکی خواصون نے بھی اچھے اچھے جوڑے پہنکر اوپر سے سادی قبا اوڑھ لی اور برقع مونہ پر ڈال محل بادشاہی
کیطرف روانہ ہوئین اور الہ دین بھی اپنا وہی چراغ لیکر خانہ قدیم سے اپنے نئے محل کیطرف ساتھ اوسی شوکت و حشمت اور داد و دہش کے جسطرح پہلے دن
سوار ہوا تھا روانہ ہوا جب الہ دین کی مان محل بادشاہی کے دروازے پر پہونچی چوبدارون نے خبر آنیکی بادشاہ کو پہونچائی بادشاہ نے بمجرد دریافت
کرنے اسبات کے حکم طیاری اور سازون کے بجنے کا دیا چنانچہ نقارے اور ساز خوشی و مبارکبادی کے چارون طرف سے بجنے لگے آواز سے ان باجون کی
سارے شہر مین خوشی پھیل گئی سوداگرون نے اپنی دکانین آراستہ کرکے بندن ہار باندھے اور نفیس قالین بچھائے اور شب کو بڑی روشنی دکانون کے
آگے کی کاریگر اور سب لوگ شہر کے اپنا اپنا کام چھوڑ عروس کی سواری دیکھنے میدان مین جو مابین محل بادشاہی اور محل الہ دین کے تھا جمع ہوئے
اور سب نیا محل الہ دین کا دیکھکر متعجب ہوئے سردار خواجہ سراؤنکا استقبال کرکے الہ دین کی مان کو شہزادی کے کمرے مین لیگیا شہزادی
نے بھی اوسکا استقبال اور اوس سے معانقہ کیا بعد اسکے الہ دین کی مان نے کشتیان جوڑے اور زیور کی گذرانین اور خواصون نے وہ جوڑے اور زیور بدر البدور
کو پہنائے جب وہ شہزادی پوشاک عروسی پہن چکی بادشاہ اوسکے کمرے مین آکے الہ دین کی مان کو بے برقع و حجاب اوس لباس فاخرہ اور زیور گرانبہا
مین دیکھکر نہایت متعجب ہوے اور اپنے دل مین کہا مین جانتا تھا کہ یہ بڑھیا ہوگی لیکن یہ تو ابھی جوان ہی اور حسین بدر البدور کے قریب اور دانشمندی
مین بھی اسکے کچھ فرق نہین آخر الامر شام کو دولھن بادشاہ سے رخصت ہوئی اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر روئے اور الہ دین کے محل کی طرف چلی
الہ دین کی مان بائین طرف ہو اور ایک سو خواصین اچھے اچھے جوڑے پہنے ہوئے پیچھے اوسکے ہولین جب وہ شہزادی محل سے باہر آئی ایک طرف ایک سو
سردار دوسری طرف اسیقدر خواجہ سرا حبشی بڑے طمطراق اور کروفر سے شہزادی کے آگے آگے ہولیے بعد اونکے چار سو غلام بادشاہی با قبائے زرین و کمر زردوزی
کلاہ طلائی سر پر رکھے اونکے بعد شہزادی اور اوسکی خواصین ان سبکے بعد بادشاہی چار ترپ سپاہیون کے ہمراہ ہوئے جنکے ہاتھ مین واسطے
افزایش روشنی کے ایک ایک شمع روشن تھی اوس روشنی سے دونون محل مین دن معلوم ہوتا تھا اور ساتھ اس طیاری اور حشمت کے شہزادی اوس قالین پر
جو الہ دین کے محل سے بادشاہ کے محل تک بچھا ہوا تھا پیادہ پا جاتی تھی اور اودھر ڈومنیان الہ دین کے محل کی چھتون پر سامنے شہزادی کے ترانہ مبارکبادی

کا گا رہی تھین جنکے تالون اور سازون کی آواز دور دور جاتی تھی جب کہ شہزادی اس تجمل اور شوکت سے اوس مکان مین جو مخصوص
عروس کے لیے تھا آئی الدین نہایت خوش ہوکر اوسکی خیر و عافیت پوچھنے کو پونہچا الدین کی مان نے شہزادی کے تئین الہ دین کو پہچنوا دیا اسواسطے
کہ سیکڑون خواصین اور محل دارنیان اچھی اچھی پوشاکین پہنے ہوئے اوسکے نزدیک کھڑی ہوئی تھین الغرض جب دولھا اور دولھن نے اچھی طرح
ایک دوسرے کو دیکھا شہزادی الہ دین کی خوبصورتی اور حسن دیکھکر بہت خوش ہوئی اور الہ دین نے بڑی تعظیم و تکریم سے سنت اوسکی کر کے کہا
کہ یہ شرف اور بخت میرے ہے کہ تم ایسی نازنین شہزادی نے مجھ ایسے نالائق کم نصیب کو سرفراز فرمایا اور حقیقت مین سب حسن او خوبی تمپر
ختم ہے شہزادی نے الہ دین سے کہا اے شہزادے مین فرمانبردار اپنے باپ کی تھی جو امر میرے واسطے اوسکی تجویز مین آیا مینے اوسے قبول کیا
مگر اب جو مینے تمکو بچشم خود دیکھا بدل راضی اور خوشنود ہوئی الہ دین اس جواب سے شہزادی کے بہت خوش ہوا اور اوسکے دل کی
تسلی ہوئی پھر اوس شہزادی کے زیادہ کھڑے رہنیکا روادار نہوا اسواسطے کہ بسبب طے کرنے اسقدر مسافت کے تھک گئی تھی جلد اوسکے
ہاتھ کو بوسہ دیکر بارہ دری مین جہان تیاریان تھی اور کافوری روشن اور خواصین حاضر تھین لیگیا وہان دسترخوان رنگ برنگ کھانونکا بچھا ہوا
اور اوسپر رکابین سونے چاندی کی نفیس کھانون سے بھری ہوئین تھی جو چنی ہوئی دیکھین اور دوسرے ظروف قسم سیلابچی آفتابہ اور گلاس وغیرہ سب طلائی
بہت خوبصورت بنے ہوئے اپنے اپنے موقع سے رکھے ہوئے تھے اور وہ بارہ دری بہ نسبت اور مکانون کے نہایت خوش ترکیب اور خوش اسلوب
بنی تھی اور کل گرد وپیش کے اسباب سے سجی ہوئی شہزادی نے اوسے دیکھکے الہ دین سے کہا شہزادے ہم اپنے باپ کے محل کو جانتے تھے کہ مثل اوسکے پردۂ زمین پر
نہوگا مگر ان مکانون خصوصا اس بارہ دری کے سامنے وہ محل محض ہے حقیقت ہے الہ دین نے شہزادی کو صدر مین دسترخوان پر بٹھا کے
سے خاص شہزادی کیواسطے آراستہ تھا بٹھلایا اور سامنے اوسکے دوسری طرف آپ بیٹھا اور ایکطرف اوسکی مان بیٹھی پھر بیٹھنے شہزادی کے گانیوالیون نے
کہ نہایت خوبصورت تھین اچھے اچھے ستار بجانا شروع کیے اور سازون کی آواز کے ساتھ اپنی آوازین ملا کے گانے لگین جب کھانا کھا چکے
شہزادی نے کہا مینے تمام عمر مین تو ایسے ساز اپنے باپ کے محل مین سنے اور نہ ایسا گانا اور وہ شہزادی یہ نہین جانتی تھی کہ یہ گانے والیان بازار مین
جنھین جن نے کل اوس چراغ عجیب کا پسند کر کے لایا تھا غرض بعد فراغت کے کھانے سے سب اسباب دسترخوان کا جھٹ پٹ اوٹھ گیا اور ایک فوج
رقاصونکا قسم مرد اور عورت سے وہان حاضر ہوا وہ کئی طرح پر ناچے اور عجیب و غریب نقلیں موافق دستور اوس شہر کے کین بعد ایک عورت اور ایک مرد
ملکے خوب ناچے جب آدھی رات گذری تب موافق دستور اوس شہر کے الہ دین اور شہزادی دونون باہم خوب ناچے اسواسطے کہ ملک چین مین رسم قدیم تھی کہ دولھا
دولھن دونون محفل مین آپ بھی ناچیں غرض جب اس رسم سے بھی اونکو فراغت ہوئی الہ دین شہزادی کو کمرے مین خوابگاہ کے لیگیا وہان خواصون نے
شہزادی کو شب خوابی کے کپڑے پہنائے اور اوسے چھپرکھٹ پر لیگئین اور اسیطرح سے دوسری خواصون نے الہ دین کے کپڑے اوتار شب خوابی کے کپڑے
پہنائے اور پھر سب خواصین باہر نکل آئین الہ دین کی تمام رات شہزادی کے ساتھ بڑی عیش و عشرت سے بسر ہوئی دوسرے دن جب صبحکو الہ دین بیدار ہوا خواصون
نے پوشاک اوسکی لا کے حاضر کی اگرچہ بہ نسبت جوڑے پہلے دن کے وضع مین مختلف تھا مگر طیاری اوسکی ویسی ہی تھی اور گھوڑا بھی خاص اوسکی سواری
کیواسطے حاضر کیا الہ دین نے وہ پوشاک پہن اور گھوڑے برق رفتار پر سوار ہو راہ محل بادشاہ کی لی ایک بڑا ہجوم غلامونکا اوسکے ساتھ ہوا بادشاہ نے مثل روز اول
کے اوس سے معانقہ کیا اور تخت پر پاس اپنے بٹھایا اور خاصہ یاد فرمایا تا الہ دین کو کھلواوے الہ دین نے بادشاہ سے عرض کیا آج کے دن مجھے معاف کیجیے

بلکہ امیدوار ہون کہ آج حضرت میرے بندہ خانے مین قدم رنجہ فرمائین مین صرف اسوقت آپکے لینے کیواسطے حاضر ہوا ہون تا محل مین شہزادی کے
وزیر اور دوسرے سردارون سمیت دعوت مین بخاصہ تناول کرین بادشاہ نے اوسکی دعوت کو قبول کیا اور اوٹھکے بلحاظ قرب پیادہ پا بسمت شہزادی
کے محل کیطرف روانہ ہوا دست راست کو اوسکے الہ دین اور دست چپ کیطرف وزیر اعظم اور پیچھے اوسکے بہت مصاحب و مقرب اور آگے سب کے شاطر
اوسکے غرض جب الہ دین کے محل کے اندر داخل ہوا دیکھنے سے ہر ایک مکان کے اوسکا تعجب و تحیر زیادہ ہوتا جاتا تھا یہان تک کہ بارہ دری مین
جہان الہ دین نے طیاری اونکے بٹھلانے اور کھانا کھلانیکے لیے کی تھی پہنچا اوسکی خوبصورتی اور مشبک کاری دیکھکے حیران تھا کہ بالکل الماس
اور زمرد وغیرہ جواہرات اندر اور باہر کیطرف برابر جڑے ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ وزیر سے کہ نزدیک اوسکے تھا کہا ممکن نہین کہ ایسا کوئی مکان ہمارے
محل خاص یا ہمارے قلمرو مین ہو اور ابتک مین نے ایسا مکان لطیف نہین دیکھا وزیر نے عرض کیا پرسون تک قبل اسکے کہ عقد ہو اس محل کا کہین نام و نشان
بھی نہتھا فقط ایک رات کے عرصے مین یہ مکان بااین عظمت و شان سب کے طیار ہوگیا چنانچہ پہلے مینے ہی حضور کو اسکے طیار ہو جانیکی خبر کی تھی بادشاہ
نے فرمایا سچ ہے تم نے مجھے بھی بھولی نہین مگر مین نے ہرگز خیال نہین کیا تھا کہ یہ مکان ایسا خوب ہوگا جسمین بجا سنگ مرمر کے ایک اینٹ سونے کی
اور ایک اینٹ روپے کی لگی ہو اور دروازون مین بجا لوہے پیتل کے جواہرات بیش قیمت جڑے ہوئے پھر بادشاہ نے چاہا کہ نزدیک سے وہ مشبک دیکھے اور اوسکے
وصل کی خط کھیرے چنانچہ چوبیس دروازہ مشبک بجواہرات پائے اور چوبیسوان سادہ اور اس کام سے خالی دیکھکے تعجب کیا اور وزیر سے کہا کہ باوجود
ایسی نفیس بارہ دری اور اس طیاری کے ایک دروازہ سادہ کیونکر باقی رہگیا وزیر نے عرض کی کہ شاید الہ دین کو فرصت اوسکی طیاری کی نہین ملی ہو
سامان اوسکا اوسکے پاس ہوگا آیندہ اوسے طیار کر لیگا الہ دین کہ اسوقت واسطے کسی کام کے گیا تھا جب اوس کام کو کرکے بادشاہ کی حضور مین
حاضر ہوا بادشاہ نے الہ دین سے پوچھا فی الواقع تمھاری بارہ دری اعجوبہ روزگار ہے مگر اسکا سبب بتاؤ کہ تمنے ایک دروازہ سادہ کیون رکھا یا تو کاریگر
اوسکو بھول گیا ہے یا اوسکی درستی کا سامان نہین ملا الہ دین نے کہا یہ کوئی سبب اوسکے سادہ رہنے کا نہین بلکہ میرے حکم سے اس دروازے کو قصداً سادہ
رکھا اسلیے کہ حضور سے تیمناً و تبرکاً اسکی درستی ہو جاوے تاکہ یہ عنایت آپکی ہمیشہ کو یادگار رہے بادشاہ نے کہا اگر تمھاری یہی خواہش ہے تو بخوبی اوسکی
طیاری ہو جائیگی جسقدر جواہر فی الحال اسکی طیاری مین صرف ہونگے مین دونگا یہ کہکے اوسنے حکم کیا کہ جتنے جوہری اور ہوشیار زرگر اس شہر مین ہین
سب حاضر ہون پھر جب بادشاہ اوس بارہ دری سے اوترکر نیچے آیا الہ دین اوس مکان مین لیگیا جہان شہزادی بدر البدور کو شب زفاف مین کھانا
کھلایا تھا اوس مکان مین شہزادی بھی بعد ایک گھڑی کے آئی بادشاہ نے اوسے اس شادی سے بہت خوش و خرم پایا اور اوس مکان مین دو دسترخوان بہت
نفیس بچھے ہوئے تھے جسپر سب اسباب سونے اور جواہر کا تھا بادشاہ پہلے ایک دسترخوان پر مع شہزادی بدر البدور اور الہ دین کے بیٹھا اور وزیر و دوسرے
دسترخوان پر جو بہت دراز تھا سب افسرون بادشاہی کے ساتھ بیٹھ گیا اور سبھون نے کھانا کھانا شروع کیا بادشاہ نے بعد فراغت طعام کے سب
کھانونکی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ مین نے کبھی ایسے کھانے لذیذ نہین کھائے بعد اوسکے چارون طرف بارہ دری کے ناچ شروع ہوا بادشاہ دیر تک اوسکو
دیکھکے نہایت خوش اور محظوظ رہا جب سب امور سے اوسکو فراغت ہوئی اور خاصے پر سے اوٹھکر باہر آیا وزیر نے عرض کیا جوہری اور زرگر شہر کے
جنھین آپنے یاد فرمایا تھا حاضر ہین بادشاہ نے اونکو اپنے ساتھ بارہ دری مین لیجا کر وہ دروازے دکھلائے اور اوس دروازے کو
جو ناطیار تھا دکھلا کر کہا مین چاہتا ہون کہ یہ دروازہ بھی مثل سب کے مشبک جواہرات سے بنے تم اگر اچھی طرح سے کام دوسرے

دروازونکا دیکھو اور بلد جو بیسوین کو بھی ویسا ہی طیار کردو اونھون نے بصد ادب اوس کام کو دیکھکر کہا آپکے اقبال سے بنا سکتے ہین مگر ایسے جواہرات
ہمارے پاس نہین بادشاہ نے کہا جواہرات جسقدر درکار ہونگے مین دونگا جب مین اپنے محل مین جاؤن تم میرے پاس آنا مین تمکو بہت جواہرات
دکھاؤنگا اونمین سے اوس دروازیکے موافق اچھے اچھے انتخاب کر لینا غرض جب بادشاہ اپنے محل مین آیا اون جوہریونکو بلوا کے سب جواہر اپنے
گھر کے اور وہ جواہرات جو الہ دین نے آگے بادشاہ کی حضور مین گذرانے تھے دیے اونھون نے ایک مہینے کے عرصے مین اون سبکو
اوس دروازے مین صرف کیا باوجود اسکے وہ دروازہ نصف سے زیادہ اون سے اسقدر جواہرات مین طیار نہو سکا جب الہ دین نے دیکھا
کہ سب جواہرات بادشاہ اور وزیر کے صرف ہو گئے اوسپر بھی وہ دروازہ مثل اور دروازونکے طیار نہو سکا تب اون کاریگرونسے کہا تم یہ سب
جواہر بادشاہ اور وزیر کے جو تمنے لگائے ہین اوکھاڑ کر لیجاؤ اور بادشاہ وزیر کو دو وہ تھوڑے عرصے مین سب جواہر جو چار ہفتے مین جڑے تھے
اوکھاڑ کر لیگئے اور الہ دین کو تنہا اوس بارہ دری مین چھوڑ دیا اوسنے اوس چراغ کو نکال کر رگڑا بجرد رگڑنیکے جن نے حاضر ہوکے وہی کلمات
اطاعت کے کہے الہ دین نے کہا اے جن مینے تجھسے آگے کہا تھا کہ چوبیسوین دروازے کو تو سادہ رکھیو تونے بموجب میرے حکم کے اوسے ناتمام رکھا تھا
اب مین تجھے حکم کرتا ہون کہ تو اوسکو بھی مانند سب دروازون کے مشبک اور مرصع کر دے وہ جن اس حکم کو سنکر غائب ہو گیا اور الہ دین بھی اوس جگہ
سے اور کہین چلا گیا پھر جو کئی سنٹ کے بعد وہان آیا تو دیکھا وہ دروازہ بھی مثل اور دروازون کے مرتب اور کامل بن گیا پھر اون سب کاریگرون نے
بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوکے سب حال عرض کیا اور وہ جواہرات وزیر کے دیے ہوئے اور بادشاہی اوسکے روبرو لیگئے بادشاہ اس خبر کو سنتے ہی
سوار ہوا اور جلدی الہ دین کے محل مین پہونچکر گھوڑے سے اوترا اور بے اطلاع الہ دین کے اوس بارہ دری پر چڑھ گیا پھر جب الہ دین کو خبر ہوئی
کہ بادشاہ بدون خبر کے محل مین یکایک آ ہی پہونچا گھبرا کے چاہا کہ واسطے استقبال کے جاوے مگر بادشاہ نے اوسے ذرا فرصت ندی دفعۃً اوس
جگہ جہان الہ دین تھا پہونچگیا اور کہا اے فرزند مین صرف واسطے دریافت کرنے اس حال کے آیا ہون کہ تمنے کسواسطے اوس دروازے کو
بننے ندیا اور میرے کاریگرونکو مع جواہرات واپس کر دیا اور ایسی اچھی بارہ دری کو ناقص رکھا اسکا کیا سبب ہی الہ دین نے سبب اوس دروازے کے
سادہ رکھنے کا کہ محض امتحان بادشاہ کی قدرت اور مقدور کا تھا نہ ظاہر کرکے کہا فی الحقیقۃ حضور نے اوس بارہ دری کو آگے ناقص دیکھا تھا
مگر اب اوسکو ملاحظہ فرمائیے کہ اب اوسمین کچھ نقصان ہی یا نہین بادشاہ نے جا کر اوس دروازیکو جو پہلے سادہ تھا دیکھا کہ مانند دوسرے دروازون کے
کامل اور طیار ہی آخر نہ پہچان سکا کہ وہ ناطیار دروازہ کون سا تھا بادشاہ نے نہایت خوشی سے الہ دین کو گلے لگایا اور اوسکی پیشانی کو بوسہ دیا
اور بہت متحیر ہوکے کہا اے فرزند تم عجیب شخص ہو تمسے متواتر ایسے کام ہوئے کہ طاقت بشری سے خارج ہین مثل تمہارے جہان مین کوئی دوسرا نہوگا
الہ دین نے بادشاہ کی تعریف کرنے سے سر نیچے کرکے کہا یہ سب آپ کی عنایت سے ہی اور آپ کا حسن ظن ہی جو ایسا فرماتے ہین والا
مجھ بیچارہ نالائق مین کیا مقدور بنا لینے کا تھا پھر بادشاہ اپنے محل کو جس راہ سے آیا تھا چلا گیا اور الہ دین کو وہین سے رخصت
کیا اور اپنے محل مین پہونچتے ہی وزیر اعظم سے وہ سب امور عجیب و حیرت افزا بیان کیے اور وزیر کو بھی اون سب
امور کا بادشاہ کے کہنے سے یقین ہوا مگر دل مین کارخانہ سحر کا سمجھکے بادشاہ سے عرض کیا کہ الہ دین کے یہ سب کارخانے سحر سے
معلوم ہوتے ہین چنانچہ آگے بھی غلام نے عرض کیا تھا بادشاہ نے کہا تو حسد کی راہ سے کہتا ہی اور اب تک تو شادی

میری لڑکی کی اپنے بیٹے کے ساتھ ہوا اسمین تین یہ سمجھا کہ بادشاہ محض بےخبر اور دھوکے مین ہے بات کسی کی اس مقدمے مین نہین سنتا
اسواسطے اوسنے پھر کبھی ایسے امور مین گفتگو نکی اور سکوت اختیار کیا اور الہ دین کے اسکو بادشاہ کے خیال پہ چھوڑا آخر بادشاہ فجر کو بیدار ہو کے
اوس مکان مین جہان سے محل الہ دین کا صاف نظر آتا جا کر اوسے دیکھتا اور خوش ہوتا اور الہ دین نے مقرر کیا تھا کہ ہفتے مین ایکبار سوار ہوکے شہر مین جاتا اور
ہر طرف کی سیر کرتا کبھی جامع مسجد مین واسطے نماز پڑھنے کے جاتا اور کبھی وزیر کی ملاقات کے لیے چنانچہ اوسنے اس آمد و رفت کے لیے دن معین
کیے تھے اور کبھی اپنے جعلی گھر مین دربار کیا کرتا اور گاہ گاہ امیرون اور سردارون کے گھر مین جایا کرتا اور وہ بھی اوسکے محل مین آکے
دعوتین کھاتے اور الہ دین نے دو غلامونکو مقرر کیا تھا کہ جسوقت مین سوار ہو کے کہین جایا کرون تم بازارون اور رستون مین دونون
طرف مٹھی بھر بھر کے اشرفیان پھینکا کرو اسلیے ایک خلق کثیر اوسکی سواری کے گرد ہوا کرتی بہت لوگ اوسکی سواری کے تجمل اور شوکت کو
دیکھنے کیواسطے آتے اور بہت غریب و محتاج کہ طاقت جانیکی اوسکے محل تک لیجنے مین نہ پاتے وہ سب اوسکی سخاوت اور خیرات سے شہر ہی مین
کامیاب ہوا کرتے اور سوا اسکے ہر ہفتے کے بعد واسطے شکار کے بھی جایا کرتا کبھی قریب شہر کے شکار کھیل کے جلدی چلا آتا اور کبھی دور شہر سے
نکل جاتا اور اہل قریہ کو جسمین سے وہ آتا جاتا اپنے جود و نوال سے مالامال کرتا بسبب اس جود و سخاوت کے سب لوگ شہر اور اطراف کے اوسکے لیے
دعاے خیر کیا کرتے اور ایسا عزیز اوسکو جانتے کہ اوسکے سر کی قسم کھاتے اور وہ ہمیشہ بادشاہ کو اپنے سے خوش رکھا کرتا اور سوا ان سب صفات کے
صفت شجاعت کی بھی اوسمین تھی چاہتا تھا کہ کسیطرح سے اپنا جوہر شجاعت کا بھی بادشاہ کو دکھلاوے جسوقت کوئی غنیم اوسکی سرحد مین سر اوٹھا
بغاوت اور سرکشی کے اوٹھاوے اتفاقاً اوسنے سنا کہ بادشاہ فوج واسطے تسخیر کسی ملک کے جمع کرتا ہی اوسوقت درخواست بادشاہ سے کی کہ اس
مہم کو میری راے پر رکھیے اور اسمین مجھے مختار کیجیے بادشاہ نے اوسکی درخواست کو منظور کیا الہ دین اپنے تئین سردار فوج کا قرار دے اور دفعۃً
شہر سے کوچ کر اوس طرف کو روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین اپنی حسن تدبیر اور قلیل فوج سے حریف کو وہان سے شکست دیدی بادشاہ اس خبر کو سنکر
نہایت خوش ہوا اور اس فتح سے اوسکا نام دور دور ملکون مین مشہور ہوگیا اور الہ دین اوس مہم سے مظفر و منصور پھر اپنے شہر مین آیا بہت برس
تک اسیطرح نیکنامی اور سخاوت کے ساتھ اوس شہر مین رہا وہ افریقی جادوگر جو بعد معاودت کے ملک چین سے افریقہ مین تھا رہ رہ کے تصور کرتا تھا
کہ الہ دین اوسی تہ خانے مین بھوک اور پیاس اور گھبراہٹ سے یقیناً مر گیا ہوگا اور یون یہ بات دل مین سوچا کہ اگرچہ اوسکا جیتا رہنا محال ہے
مگر رمل سے اپنے تئین حاصل ہے اوسکا حال دریافت کیا چاہیے چنانچہ اوسنے دالان مین بیٹھ ایک صندوقچہ مربع جسمین کتاب رمل کی اور آلات اوسکے
رہتے تھے کھولا اور ایک آلے کو جسمین ریگ بھری ہوئی تھی اوٹھا اوس سے کوکب الہ دین کا دیکھا اور اوسکے خانون مین ڈھونڈھا کہ الہ دین
فلانی جا پر زیر زمین موا ہی یا نہین بعد غور بہت کے اوسے معلوم ہوا کہ الہ دین زندہ بڑی شوکت و حشمت اور دولت دنیا کے ساتھ ہے
اور شوہر شہزادی ملک چین کا ہوا یہ بات معلوم ہونے سے موذی اوسکا مارے رشک کے سرخ ہو گیا اور خون ٹپکنے لگا اور غصے مین
آکر کہا افسوس وہ ذلیل درزی کا چھوکرا جسے مین جانتا تھا کہ تہ زمین مین مر گیا ہوگا بدولت چراغ کے یون چین کرے اور مزے
لوٹے اور میری تمام عمر کی مشقت کا ثمرہ اوسے حاصل ہوا اب جلد ایسی تدبیر کیا چاہیے کہ اوس سے اوس چراغ کو لیلون یا اوسے جان سے
مار ڈالون دوسرے دن صبح کو گھوڑے بربری پر کہ اوسکے اصطبل مین تھا سوار ہو کے راہ چین کی لی اور درمیان راہ کے سوا دم لینے

گھوڑے کے کہین توقف نہین کیا شہر بشہر اور ملک بملک طی کرتا ہوا ملک چین مین پہونچا داخل ہوا اور کسی سرائے مین اوترکر ایک گھر اپنے رہنے کو لیا بعد
فقط ایک رات کی رات اوسمین واسطے رفع ماندگی کے توقف کرکے دوسرے دن الہ دین کے حال کو تجسس کرنا شروع کیا آخر تلاش کرتے کرتے
ایک مجمع مین پہونچا اسوقت بھی جہان بیٹھے ہوے چاے پیتے تھے تو جو جو پہنچے اوسے بھی ایک پیالہ چاے کا بھر کے دیا اوسنے اوسے پی کے چارون طرف
کی باتین کان رکھکر سننا شروع کیا وہان سب بالاتفاق مذکور الہ دین کے محل کا آپس مین کرتے تھے افریقی نے ایک شخص سے موقع پاکے
پوچھا تم کس محل کا ذکر کر رہے ہو اوسنے جواب دیا تم شاید تازہ وارد اس شہر مین ہو شاید تمنے محل شہزادہ الہ دین کا نہین دیکھا اور نہ اوسکا
حال سنا جب سے شادی الہ دین کی شہزادی بدر البدور کے ساتھ ہوئی ہی سب کوئی اوسے شہزادہ کہتے ہین اور اوسکا محل عجائب و غرائب
عالم کا ہی مانند اوسکے عظمت اور دولت مین کوئی محل تمام جہان مین نہین ہوگا تمنے بھی کہ دور دراز ملکون سے آتے ہو یقین ہی کہ ایسا کہین
دیکھا اور سنا ہوگا اگر تم اوسے دیکھوگے تب ہماری بات کا یقین کروگے افریقی نے کہا میرا قصور معاف کرو مین مسافر ہون کل کے دن
اس شہر مین ملک افریقیہ سے کہ بہت دور ہی اور ہنوز اس محل کی شہرت وہان پر نہین پہونچی آیا ہون اور راہ مین بھی بسبب کام کے جسواسطے
مین نے یہ سفر اختیار کیا کہین نہین ٹھہرا اور نہ کسی سے راہ مین ملاقات اور نہ کچھ اس امر کی پرسش کی محض مین اس حال سے ناواقف ہون
مین بھی ضرور جاکر اوس محل کو دیکھ اپنے دل کو خوش کرونگا آپ از راہ مہربانی کے اوسکا پتا ذرا بتا دیجیے چنانچہ اوسنے اوسکو اوس
محل کا نشان بتا دیا جب اوس افریقی نے جاکر اوس محل کو سب طرف سے بغور و تامل دیکھا یقین ہوا کہ یہ محل بقوت اور تاثیر اوس چراغ
کے الہ دین نے بنایا ہی اور یہ جاہ و جلال اور کر و فر الہ دین درزی کے لڑکے کو اوسی کے بدولت حاصل ہوا ہے جن تابع اوس چراغ کے ہین
ہر ایک امور کو بے وقت کر دیتے ہین اور بسبب اتحاد کے اوسکے اور بادشاہ کے درمیان بھی ہی یہ کہکے سرا مین جہان اوترا تھا گیا پھر اوس
افریقی نے واسطے دریافت کرنے حال اوس چراغ کے کہ آیا الہ دین اوسے اپنے ساتھ رکھتا ہی یا اور کسی جگہ رمل کی کتاب کھولکر دیکھا چنانچہ
رمل سے اوسکو معلوم ہوا کہ وہ چراغ محل مین ہی اس امر سے اوسکو بہت خوشی ہوئی کہ اب وہ چراغ مین لیکر الہ دین کو زیر و زبر کرونگا اور منجملہ
شامت الہ دین کے یہ امر تھا کہ وہ واسطے شکار کے آٹھ روز کے لیے باہر شہر کے گیا تھا صرف تین دن اوسکے جانیکو گذرے تھے وہ افریقی بعد دریافت
کرنے حال اوس چراغ کے بہت خوش ہوا اور واسطے ملاقات کرنے مالک سرا کے گیا اور اوس سے سب حال عجائبات اوس محل کا بیان کرکے کہا
مین چاہتا ہون کہ جیسے اس مکان کے دیکھنے سے اپنے دل کو خوش کیا اوسکے مکین کو بھی دیکھون جبتک اوسے نہ دیکھ لونگا آگے جانیکا قصد
اس شہر سے نکرونگا صاحب سرا نے کہا یہ امر تو کچھ دشوار نتھا وہ شخص جبتک اپنے گھر مین رہتا ہی روز ادھر اودھر سوار ہونے سے خالی نہین رہتا
اب وہ آٹھ روز کے لیے شکار کو گیا ہی ابھی تین دن گذرے ہین یقین ہی کہ حسب معمول بعد پانچ روز کے پھر آئیگا افریقی نے اس بات کو سنکر اور کچھ گفتگو
اس امر مین نکی اور اوٹھکر اپنے حجرہ مین گیا اور دل مین کہا یہی وقت کام کرنیکا ہی اسکو ہاتھ سے چھوڑنا نچاہیے پھر اپنے حجرے سے اوٹھکر
کسیرے کی دکان پر جو چراغ نئے بنایا کرتا تھا گیا اور کہا کہ بارہ عدد چراغ تانبے کے مجھے جلد بنا دے سکتا ہی اوسنے کہا آج تو مین
نہین دے سکتا مگر کل کے دن مین البتہ جسوقت کہ چاہیے گا بنا دونگا افریقی نے کہا کچھ مضایقہ نہین کل ہی مجھے دیجیو مگر
جلد اور بہتر کرنا جو قیمت اونکی مانگے گا دونگا یہ کہکے وہ اپنے گھر آیا دوسرے دن اوس افریقی نے جاکے بارہ چراغ اوس دکان دار سے لے

تصویر الہ دین کے سحر کے محل کی اور ساحر افریقی کا چاندی کے چراغ لیکر آنا
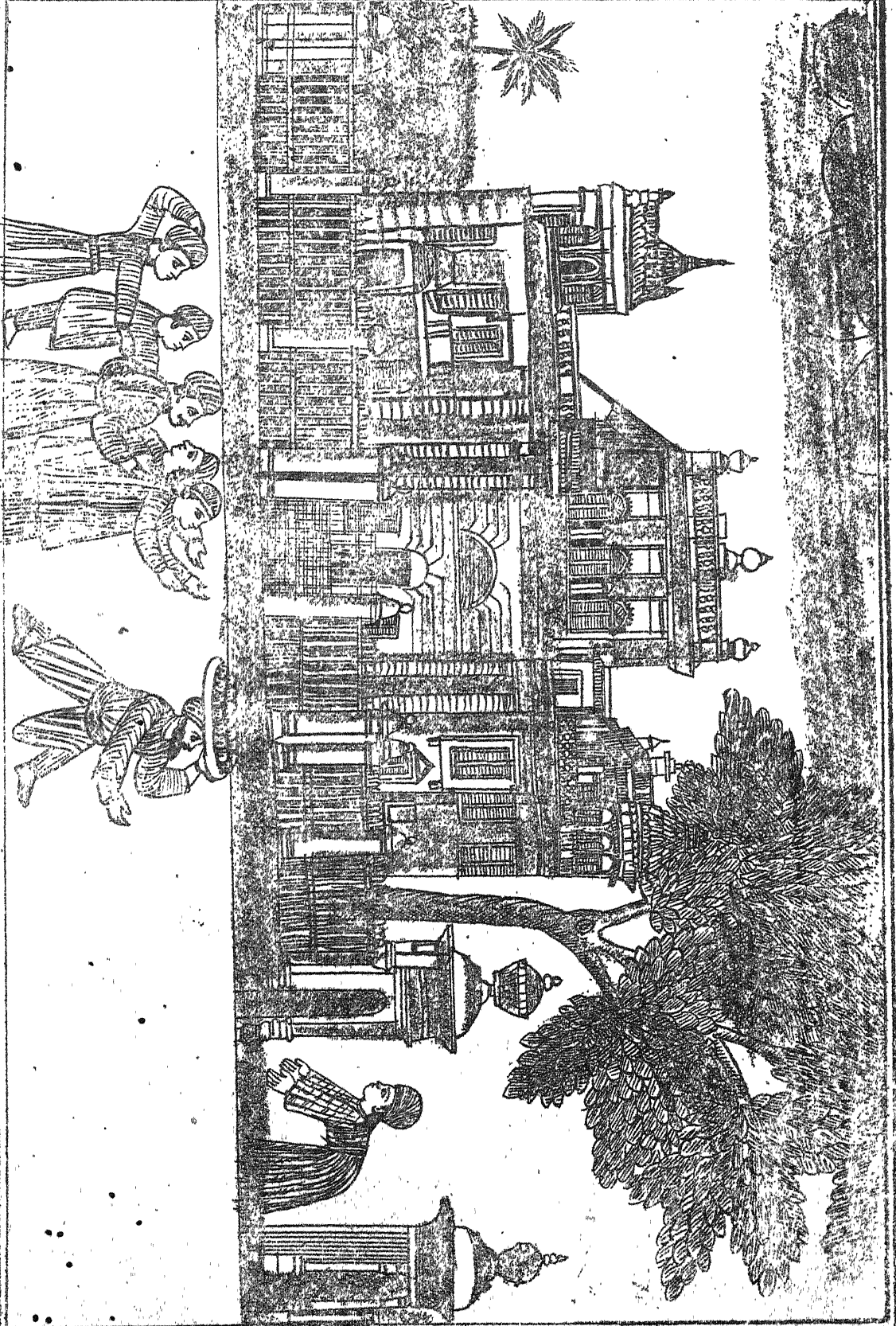
تب افریقی اوسکے حوالے کی اور اون چراغونکو ایک ٹوکری مین رکھا اور اوسکو بغل مین مار الہ دین کے محل کیطرف چلا جب نزدیک پہنچا تو اوسنے بلند
یہ صدا کی کہ نئے چراغ عوض پرانے چراغون کے بیچتا ہون لڑکے جو شہر کی گلیون مین کھیلتے تھے اوسکی صدا سنکر دوڑے آئے اور اوسے دیوانہ
سمجھکر گرد اوسکے جمع ہوکے ہنسنے اور شور و غل مچانے لگے اور اسیطرح سے جو کوئی اودھر سے آتا جاتا تھا اوسکی آواز سنکر ہنستا اور کہتا کہ
سخت دیوانہ اور مجنون ہی کہ نئے چراغ کو پرانے سے بدلتا ہی وہ افریقی نہ تو لڑکون کے شور و غل سے تنگ ہوتا اور نہ لوگون کے
کہنے سے اوسکے دل مین پیچ آتا تا کہ رد و بدل اور نزاع سے اوسکے پکارنے مین خلل نہ پڑے ہر دم یہی پکارتا تھا کہ نئے چراغ کو پرانے
سے بدلتا ہون اور چارون طرف محل الہ دین کے یہی صدا کرتا پھرتا یہان تک کہ اوسکی صدا شہزادی بدر البدور نے جو بارہ دری مین بیٹھی ہوئی
تھی سنی مگر خوب نہ سمجھ سکی کہ وہ کیا کہتا ہی اسواسطے کہ پیچھے اوسکے لڑکے بھی شور و غل مچاتے ہوئے ساتھ ہی ساتھ چلے جاتے تھے آخر شہزادی
نے ایک کنیز کو کہا کہ تو جا کے دریافت کر کہ یہ شور و غل اور ہنگامہ کیسا ہی تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ وہ کنیز وہان سے پھر کے بارہ دری مین
ہنستی ہوئی آئی شہزادی نے اوس سے پوچھا کہ ای احمق بے سبب کیون اتنا ہنستی ہی اوسنے کہا خداوندا ایک احمق آدمی ٹوکرا بھرا ہوا اچھے نئے چراغونکا
لیے ہوئے ہی اونھین بیچتا نہین بلکہ اونکو پرانون سے بدلتا ہی اور گرد اوسکے بہت چھوکرے اوسکی بیوقوفی پر ہنستے اور اوسکو مسخرا بنا کے چھیڑتے ہین دوسری
کنیز نے کہا ایک چراغ بہت پرانا ہمارے محل مین فلانی جگہ کانس پر رکھا ہی اگر شہزادی اجازت دیوے تو ہم اوسکو نئے سے اوس احمق آدمی کے پاس
لیجا کر بدل لاوین یہ پرانا چراغ وہی چراغ تھا جسکے سبب سے یہ سب فراغت اور عیش و عشرت الہ دین کو حاصل ہوئی تھی اور اوسنے اپنے ہاتھ سے قبل اسکے کہ شکار
کے لیے جاوے کانس پر رکھ دیا تھا اور ہمیشہ جب قصد شکار کے جانے کا کرتا اوس چراغ کو احتیاطاً کہ مبادا کوئی اوسکو چھوئے بلند کانس پر
رکھدیا کرتا اوسکے پیچھے کسی خواجہ سرا خواص اور نہ خود اوس شہزادی بدر البدور نے اوس چراغ کیطرف توجہ اور خیال کیا تھا اور الہ دین نے اپنی دانست
مین اوسکے رکھنے مین بڑی احتیاط کی تھی لیکن اوسے لازم تھا کہ ایسی چیز بیمثل کو اپنی جان کے ساتھ تعویذ کر کے رکھتا اور کبھی اوس چراغ کو اپنے
پاس سے جدا نکرتا لیکن جو انسان مرکب سہو و نسیان سے ہی اوسے اس فریب اور ایسے حریف کی خبر نتھی بہرکیف شہزادی اوس چراغ پرانے سے
خبر رکھتی تھی اور نہ کبھی الہ دین نے واسطے حفاظت اوس چراغ کے اوسکو کہا تھا اوس کنیز کے کہنے سے شہزادی نے ہنسکر ایک خواجہ سرا سے کہا وہ چراغ
پرانا جو کانس پر رکھا ہی لیجا کے نئے چراغ سے بدل لا خواجہ سرا نے بمجرد فرمانے شہزادی کے اوسے لیجا کے افریقی سے کہا کہ عوض اس پرانے
چراغ کے مجھے نیا چراغ بدل دے اوس ساحر نے اوس پرانے چراغ کو دیکھکر تصور اوسی چراغ کا کیا اسواسطے کہ وہ جانتا تھا
ایسے نئے محل مین کوئی چیز چھوٹی بڑی سوا سونے روپے کے نہین ہوگی اوسنے بخواہش تمام اوس پرانے چراغ کو خواجہ سرا سے
لیکر اپنی جیب مین رکھا اور ٹوکری کو بڑھا کر خواجہ سرا سے کہا بدلے اسکے جونسا چراغ تو چاہے اتنے چراغون سے چھانٹ کر لے لے
خواجہ سرا ٹوکری مین سے ایک چراغ نیا اوٹھا شہزادی کے پاس لے آیا جب معاملہ تبدیل کا ہو چکا پھر چھوکرون نے بدستور شور و غل
اور مسخرا پن افریقی کے ساتھ شروع کیا اوسنے مطلق خیال اونکے شور و غل پر نہ کیا جب کہ الہ دین کے محل سے دور نکل گیا اور پھر کچھ
صدا اور آواز نکی اوسکے چپ رہنے سے لڑکے بھی جابجا متفرق ہو گئے اور اوسے تنہا چھوڑ دیا جب اوسنے اوس میدان کو
کہ درمیان دو محلون کے تھا طی کیا تنگ اور متروک گلیون مین ہوکے راہ لی پھر اوسے اون باقی چراغون سے جو مطلب نہ تھا

ٹوکری سمیت ایک گوشے مین پھینک دیا اور تیز قدمی شروع کی تاکہ جلد دروازے سے شہر پناہ کے نکل جاوے غرض جب اوسنے شہر سے نکل ایک گانؤن مین پہونچکے واسطے حاصل کرنے اپنے مطلب کے توقف کیا اور کچھہ خیال اور نسوس گھوڑے کے چھوڑنیکا اوسنے نہین کیا اون شب باتون سے اتھا اپنے دل مین نہ لایا اسواسطے کہ جانتا تھا اب ایسی چیز ملی ہی کہ ہزارون خرابات اوٹھے بدولت مل سکینگے یہانتک کہ رات ہوئی اور آدھی سے زیادہ گذری تب اوسنے چراغ اپنی جیب سے نکال کر گھسا جو رگڑنے کے وہ جن حاضر ہوا وہ کہا مین حکم بجا لانے کے لیے مانند غلام کے حاضر ہون اور اوس شخص کا تابع ہون جسکے پاس یہ چراغ ہی افریقی ساحر نے کہا مین چاہتا ہون یہ محل جو تو نے اور دوسرے موکلون سے جو چراغ کے اس شہر مین بنایا ہی بجنسہ سب اسباب اور آدمیون سمیت اور مجھے اوٹھا کے ملک افریقہ مین کہ بہت دور ہی لیجا کر رکھدے اوس جن نے فی الفور مدد اور اعانت دوسرے موکلون اوس چراغ سے محل الہ دین کو سب آدمیون اور اسباب سمیت مع اوس افریقی کے اوٹھا کر شہر چین سے ملک افریقہ مین بموجب تجویز اوس ساحر کے رکھدیا اب ضرور ہی کہ یہان ذکر افریقی ساحر اور بدر البدر شہزادی و اوس محل کا چھوڑ کر حال قلق اور اضطراب بادشاہ چین کا بیان کیا چاہیے دوسرے دن جو بادشاہ فجر کو خواب سے بیدار ہوا و حسب معمول کے خلوتخانے مین واسطے دیکھنے محل الہ دین کے گیا اور آنکھہ کھولکر اوس طرف نظر کی اوسنے سوائے کف دست میدان کے کچھہ آثار عمارت کے نہ دیکھے خیال کیا کہ شاید کچھہ دھوکا ہوا ہی پھر اوسنے اپنی آنکھونکو خوب سا ملکر دیکھا پھر بھی اوسے میدان وہان نظر آیا تب اوسنے اپنے دل مین کہا ہوا صاف آسمان مصفا اور آفتاب قریب طلوع کے ہی باوجود ان سب امور کے کس سبب سے مین کچھہ آثار نئے محل کے نہین پاتا پھر اوسنے چارون طرف دروازون سے بنظر غور کے دیکھا تب بھی اوسے کچھہ نظر نہ پڑا دیر تک متحیر کھڑا ہوکے اوسی میدان کو جسمین وہ محل تھا دیکھا کیا اور اپنے دل مین سوچا کہ بڑے اچنبھے کی بات ہی کہ ایسا بڑا چمکتا ہوا محل جسے مین روز یہان سے مثل روز روشن کے دیکھا کرتا تھا دفعۃً غائب ہوگیا ذرا نشان اوسکا معلوم نہین ہوتا اگر زمین مین دھس جاتا تاہم کچھہ اوسکے آثار پائے جاتے اور اگر گر پڑا ہوتا یا ڈھہ جاتا تو بھی اوسکے پتھر لکڑی دکھائی دیتے جب بادشاہ کو خوب متحقق ہوا کہ وہ محل یہان نہین باوجود اسکے پھر اوسکے اظہار مین توقف کیا کہ شاید میرے دیکھنے مین کچھہ فتور واقع ہوا ہو بار بار ادھر کو دیکھا آخر بالوس ہوکر اور مکان مین گیا اور وزیر اعظم کو بلایا وزیر بہت جلد بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور اپنے آنے مین ایسی جلدی کی کہ اوسنے اور اوسکے نوکرون نے کچھہ خیال طرف محل الہ دین کے نکیا پھر وزیر نے بادشاہ کی حضور مین عرض کیا کہ خداوند آپنے آج خلاف معمول غلام کو بیوقت زنانے محل مین کیون طلب فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی امر عظیم واقع ہوا اور کیا آپکو نہین معلوم ہی کہ آج دن کونسل کا ہی سب وزرا امرا حاضر ہین مجھے ضرور ہی کہ قبل تشریف لیجانے حضور کے مقدمات کو مرتب اور مثل سے لگا رکھون اب جو کچھہ حضرت کو ارشاد فرمانا منظور ہو فرمائیے بادشاہ نے کہا در حقیقت ایسا ہی امر واقع ہوا جیسا کہ تو نے کہا مجھے بتا کہ محل الہ دین کا کیا ہوا وزیر نے کہا مین تو حضور کے خوف سے دوڑا آیا کچھہ اوس طرف کو خیال نہین کیا جانتا تھا کہ وہ محل بدستور اپنی جگہہ پر ہوگا بادشاہ نے وزیر سے کہا تو میرے خلوتخانے مین جاکر اوس محل کو دیکھہ کہ نظر آتا ہی یا نہین وزیر نے بموجب حکم بادشاہ کے وہان جاکر دیکھا اوسے بھی سوائے میدان کے اور کچھہ نظر نہ پڑا جب وزیر کو خوب متحقق ہوا کہ محل الہ دین کا مفقود ہی اور اوسکا کچھہ اثر اور نشان پایا نہین جاتا وہ بادشاہ کی حضور مین پھر آکے حاضر ہوا بادشاہ نے اوس سے پوچھا کہ کیون تو نے الہ دین کے محل کو دیکھا وزیر نے عرض کیا

کہ غلام نے آگے ہی حضور مین گذارش کیا تھا کہ یہ محل با این حسن و خوبی اور کثرت زر و جواہر کے جادو کے زور سے بنایا گیا ہی مگر حضور نے
اوسوقت غلام کی بات پر کچھہ خیال نفرمایا بادشاہ وزیر کی بات کو جسے اوسنے آگے کہا تھا انکار نکرسکا اور نہایت غصے ہوکے پوچھا یہ مکار و غدار
کہان ہی مین اپنے سر کاٹے اوسکا رہونگا وزیر نے عرض کیا کہ وہ کئی دن کی رخصت حضور سے لیکر شکار کو گیا ہی مین اوسکی تلاش کرتا ہون
بادشاہ نے کہا تیس سوار ہمارے اردلی کو حکم کر کہ الہ دین کو زنجیر مین باندھکر میری حضور مین حاضر کرین وزیر نے فی الفور تیس سوار انتخاب
کرکے حکم گرفتاری الہ دین کا جسطرح کہ بادشاہ نے فرمایا تھا دیا اور اون کے افسر کو بہت تاکید کی کہ خوب اوسکی تلاش کرو ایسا نہو کہ
کسی طرف نکلجاوے وہ لوگ الہ دین کی خبر شکار کھیلنے کی پاکے اودھر روانے ہوئے اور اوسکو پانچ چھہ کوس پر شہر سے کہ شکار کھیل کر پھر آتا تھا
پایا افسر نے الہ دین سے صاحب سلامت کر کے کہا بادشاہ نے تمھین جلد یاد کیا اور ہمین حکم دیا ہی کہ تمھارے ساتھہ رہین الہ دین کو ثابت ہوا
کہ یہ سوار بادشاہ کی اردلی کے ہین اور مجھے قید کرنیکو آئے بہر حال وہ اوسیطرح شکار کھیلتا ہوا قریب آدھے کوس کے شہر سے پونہچا سوارون
نے اوسکو چارونطرف سے گھیر لیا اور افسر نے آگے بڑھکے کہا ہمین بادشاہ نے فرمایا ہی کہ تمھین خونیون کے مانند زنجیر مین باندھکر بادشاہ
کی حضور مین حاضر کرین اسمین ہمارا کچھہ قصور نہین ہمکو ضرور ہی کہ حکم بادشاہی بجالاوین ہمین معذور رکھنا الہ دین نے اس حکم عجیب کو
سنکر بہت تعجب کیا کہ بادشاہ نے مجھے بقصور قید کرنیکو فرمایا ہی پھر اون سب سوارون سے کہا مینے کوئی قصور نہ تو بادشاہ کا کیا ہی اور نہ خلق
کا اونھون نے جواب دیا یہ تو ہم کچھہ نہین جانتے ہمکو حکم بادشاہ کا ہی کہ تمکو باندھکر لیجاوین پھر اونھون نے ایک بڑی زنجیر اوسکے گلے مین ڈال کر
اوسے ایسا اوسمین جکڑا کہ ہاتھہ ہلانیکی اوسکو طاقت نرہی پھر افسر اونکا آگے ہولیا اور اوسکے بعد الہ دین کو پیادہ پا زنجیر مین بندھا ہوا جسکا
ایک سرا ایک سوار کے ہاتھہ مین تھا لے چلے جب شہر پناہ کے اندر پونہچے جس شخص نے الہ دین کو اس حال مین دیکھا کہ اوسکو مانند گنہگارون کے
باندھے ہوئے لیے جاتے ہین اوسے یقین اوسکے مارے جانیکا ہوا چونکہ وہ سبکے نزدیک عزیز اور پیارا تھا اور ہر ایک اوسکے ممنون احسان کے تھے
شہر کے لوگ مسلح ہوا اور اکثر اینٹ پتھر اوٹھا کے سوارون کے پیچھے جو الہ دین کو باندھکر لیے جاتے تھے ہولیے سوار اس ہجوم کو دیکھکر ڈرے کہ مبادا یہ
لوگ شہر کے الہ دین کو ہمسے چھین نہ لیجائین اسلیے وہ باہر باہر شہر کے الہ دین کو چھپائے ہوئے بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے بادشاہ کے محل مین
لے گئے دربانون نے بمجرد داخل ہونے سوارون کے دروازے بادشاہی کو بند کرلیا تاکہ کوئی بلوا کرنے والون سے اندر نہ آنے پاوے جب
الہ دین کو بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا بادشاہ نے جلاد کو کہ پہلے سے حاضر تھا فرمایا کہ اسکو ابھی گردن مار جلاد نے الہ دین کے گلے اور ہاتھ سے زنجیر کو
کھول کے اوسکو نطع پر بٹھایا اور اوسکی آنکھون مین پٹی باندھی اور تین بار تلوار اپنی ہوا پر چلا کے منتظر صرف اشارے بادشاہ کے تھا کہ ایکہی
ہاتھہ مین تلوار کے سر الہ دین کا تن سے جدا کر ڈالے اتنے مین وزیر پونہچا اور بلوا کرنیوالونکو دیکھا کہ تمام باہر کیطرف میدان مین ہتھیار لیے ہوئے
جمع ہین اور اکثر دیوار پر چڑھے ہوئے قریب ہی کہ کود پڑین جب بادشاہ نے چاہا کہ واسطے قتل کرنے الہ دین کے اشارہ کرے وزیر نے
عرض کی کہ آپ یہ کیا کام کرتے ہین اس شخص کے قتل کرنے سے بڑی مصیبت نصیب دشمنان ہوگی اسواسطے کہ چارونطرف محل کے ہزارون
بلکہ لاکھون آدمی شہر کے ہتھیار لیے ہوئے جمع ہین بادشاہ نے کہا کسکا مقدور ہی کہ ایسی جرأت کرے وزیر نے کہا ذرا حضور دیوار پر
جو اس میدان کی سیر ملاحظہ فرمائین آخر بادشاہ ہزارون آدمی کو دیوار پر چڑھے مستعد کودنے کے دیکھکر نہایت ہراسان ہوا اور

غفور ہوا اوسے کہا تو اپنی تلوار ہاتھ سے پھینکدے اور پٹی کو الہ دین کی آنکھون سے کھولکر اوسے رہا کر اور ایک افسر کو حکم کیا کہ باواز بلند منادی کرے کہ بادشاہ نے الہ دین کا قصور معاف کیا اور اوسے چھوڑ دیا جلاد نے بموجب حکم بادشاہ کے الہ دین کو چھوڑ دیا اور افسر نے منادی کی وہ لوگ جو دیوار پر چڑھے تھے الہ دین کو چھوٹا ہوا دیکھا اور اوس منادی کو سنکر خوش اور مطمئن ہوکے اودھر کو دوڑے اور دوسرے بلوا کرنے والونکو خبر رہائی الہ دین کی دی اور اسیطرح سارے شہر مین یہ خبر مشہور ہوگئی یہانتک کہ سب بلوا کرنے والے اس خبر کو دریافت کر کے اپنے گھر پھر گئے الہ دین نے جب اپنے تئین چھوٹا پایا دوڑ کے بادشاہ کی حضور مین زمین بوس ہوکے عرض کیا کہ جیسی حضور نے میری جان بخشی فرمائی ہی امیدوار ہون کہ مجکو میرے قصور سے بھی آگاہ فرمائیے بادشاہ نے کہا ای کمبخت تو ابتک اپنے قصور پر مطلع نہین ہوا نزدیک آ تا مین تجھے تیرے قصور کو دکھلاؤن الہ دین جب اوپر چڑھگیا تب اوسے بادشاہ اپنے خلوتخانے مین جہان سے محل الہ دین کا دکھائی دیتا لیگیا اور کہا اس دروازے کو کھولکر دیکھ کہ تیرا محل کیا ہوا اور چارونطرف خوب سا دیکھکر مجھے بتا کہ وہ محل کہان چلا گیا الہ دین نے اوس میدان کو خوب غور کر کے دیکھا سوا میدان کے اوسے کچھ نظر نہ پڑا اور کچھ اوسکے خیال مین نہ آیا کہ اوس محل کو کون یہانسے اوٹھا لے گیا اس امر عجیب و غریب کو دیکھ چپ بےحس و حرکت خشک اپنی جگہ پر کھڑا رہگیا بادشاہ نے اوس سے کہا کہ دیکھا تو نے اب مجھے بتا کہ تیرا محل کہان ہی اور میری لڑکی کدھر گئی الہ دین نے کہا فی الحقیقۃ میرا محل جسجگہ کہ تھا نہین ہی وہان سے غائب ہوگیا مگر آپ خوب تصور فرمائیے کہ اسمین میرا کچھ قصور نہین اور میرے سبب سے یہ واردات نہین ہوئی بادشاہ نے کہا مجھے تیرے محل کے کھوئے جانے سے کچھ اندیشہ اور غم نہین مجھے غم والم اپنی لڑکی کے لیے ہی اپنی خیر اگر منظور ہو جلد اوسے پیدا کر کے لا اور یہ نہ سمجھ کہ تو نے اب نجات اور مخلصی پائی الہ دین نے عرض کیا مین امیدوار ہون کہ حضور چالیس دن کی مجھے فرصت دین اگر اس مدت مین شہزادی کو تلاش کر کے لایا تو بہتر و الا مین اپنا سر آپ کاٹ کے تخت کے نیچے ڈالدونگا بادشاہ نے کہا مینے تجھے مہلت چالیس دن کی دی اب تو جاکے جہان سے جان ڈھونڈھکر لا والا جہان کہین کہ تو ہوگا مین تجکو پکڑوا سکتا ہون الہ دین بادشاہ سے رخصت ہوکے ایسے برے حال سے سر نیچے کیے ہوئے روتا ہوا نکلا جس افسر اور سردار کے آگے سے ہوکر گذرتا وہ الہ دین پر بہت ترس اور رحم کھا کے سونہ اپنا اوس سے چھپا لیتا تا زیادہ موجب اوسکے رنج کا نہو اور جب وہ بادشاہ کے محل سے روتا ہوا باہر نکلا متحیر تھا کہ کیا کرون اور کہان جاؤن اور کس جگہ شہزادی کو تلاش کرون آخر اسی خیال مین سودائی ہوکے ہر ایک کے دروازے پر جا کے صاحب خانہ سے پوچھتا کہ تمنے کہین میرا محل دیکھا ہی یا اوسکی خبر مجھسے کہہ سکتے ہو اس سوال سے ہر ایک الہ دین کو دیوانہ اور سودائی سمجھتا بعضے اوسکی باتون پر ہنستے اور بعضے کہ دل سے اوسکے ساتھ محبت اور الفت رکھتے تھے اوسکے اس حال پریشان کو دیکھکر کڑھتے غرض تین دن تک وہ اوس شہر مین رہا ہر ایک گلی کوچے مین پھرا کرتا جو کوئی اوسکو بطریق خیرات کے کچھ دیتا اوسے وہ کھا لیتا اور کوئی تدبیر اوسکو نہ سوجھتی جس سے اوس محل اور بادشاہ کی لڑکی کا ٹھکانا اور پتا لگے آخرکار الہ دین اس حال خراب سے اوس شہر مین جہان ایسے تجمل سے رہتا تھا زیادہ توقف نکر سکا اور اوس مصیبت اور پریشانی کے حال مین ایک طرف سر بصحرا ہو نکل گیا تمام دن چلا گیا آخر روز کنارے ایک دریا کے پونہچا وہان تصور کیا کہ اب وہ شہزادی کا ہیکو ملیگی اس سے بہتر ہی کہ اس دریا مین ڈوب کر مرجاؤن تا اس مصیبت اور رنج فکر اور اندیشے سے رہائی پاؤن یہ امر دل مین ٹھان کر دریا کیطرف روانہ ہوا مگر جو مرد مسلمان صاحب ایمان تھا سوچا

کہ رحمت الٰہی سے بالکل مایوس ہو کے اپنی جان عزیز دریا سلیمان کو نذر کرنا چاہیے یہ بہتر ہے امر ہے کہ واسطے بر آنے اپنی حاجت کے مین دعا اور مناجات کرون پس بقصد مناجات کے وضو کرنے کے لیے متوجہ دریا کا ہوا مگر کنارہ پانی سے بہت دور اور پست و بلند تھا اسواسطے اوسکا پانون وہان سے پھسلا اور قریب تھا کہ دریا مین گر کے ڈوب جائے مگر اوسنے پتھر پہاڑ کا کہ بفاصلے دو قدم کے پانی سے تھا پکڑ کر اپنے تئین تھام لیا اور ادھر مین لٹک رہا یہ امر اوسکے واسطے بہت مبارک ہوا اسلیے کہ اوس چھلّے نے جسے ساحر افریقی نے الہ دین کو وقت چراغ منگوانے کے تہ خانے سے پہنایا تھا پہاڑ پکڑنے مین پتھر کے ساتھ رگڑ کھائی غرض فوراً اوسکے رگڑ کھاتے ہی وہ جن جسنے تہ خانے مین ظاہر ہو کر الہ دین کو نکالا تھا نمودار ہو کے کہنے لگا کہ تو کیا چاہتا ہے مین اوسکے بجالانے کے واسطے حاضر ہون تیری اطاعت سے مجکو انکار نہین جیسا کہ اوس شخص کا جسکی اونگلی مین یہ چھلّا ہو گا مین اور دوسرے جن تابع اس چھلّے کے ہین الہ دین اس حال کو دیکھکے فی الجملہ خوش ہوا اور اوس مایوسی مین اوسکو کچھہ امید بڑھی الہ دین نے اوس جن سے کہا اول تو ڈوبنے سے مجکو بچا اور بتا کہ میرا محل جو مینے بنایا تھا کہان ہے اور اوسکو کون لیگیا اور پھر تو اوس محل کو پہلی جا پر وہانسے لا سکتا ہے اوس جن نے کہا اوس محل کا لانا میرا کام نہین ہے وہ کام جن چراغ کے موکلون کا ہے پھر اوس جن نے الہ دین کو اوس جگہ سے جہان سے لٹک رہا تھا اوٹھا کر کنارے لا بٹھا دیا اور دست بستہ آگے اوسکے کھڑا ہوا الہ دین نے کہا اگر یہ کام تجسے نہین ہو سکتا ہے تو مجکو اوس محل مین جہان کہین کہ ہو پہنچا کر بدر البدور شہزادی کے مکان مین چھوڑ آ سکتا ہے اوس جن نے کہا ہان البتہ یہ کام مجسے ہو سکے گا یہ کہکے اوسنے الہ دین کو دریا کے کنارے سے اوٹھایا اور فوراً ملک افریقہ مین لیگیا اور اوسکے محل کے پاس کہ قریب کسی شہر کے ایک بڑے میدان کے بیچ واقع تھا پہونچا دیا الہ دین نے باوجود تاریکی رات کے اپنے محل کو خوب پہچانا جو رات بہت گئی تھی اور سب محل مین سوتے تھے وہ وہان سے اوٹھ کر نیچے ایک درخت کے جا بیٹھا اور سجدے شکر کے جناب صمدیت مین کر کے کہنے لگا کہ قربان اوس خدا کے جسنے بعد مایوسی کے پھر مجھے اس محل اور شہزادی بدر البدور تک پہونچایا اور جو پانچ چھہ دن تک آوارہ اور پریشان بیخواب و خور پھرا کیا تھا بدلجمعی تمام غلبے سے نیند کے وہین سو رہا دوسرے روز صبح کو وقت طلوع ہونے آفتاب کے الہ دین چڑیون کی آواز سے بیدار ہوا اور اوس درخت کے نیچے سے اوٹھ گھنے درختون کے نیچے جا بیٹھا اور وہان سے اپنے پیارے محل کو اچھی طرح سے دیکھا اور یہ خیال کر کے کہ اب مین پھر مالک اس محل اور نازنین شہزادی کا ہونگا بہت خوش ہوا پھر وہان سے بھی اوٹھ کے شہزادی کے مکان مین گیا اور باین امید دروازے کے اندر ٹہلا کیا کہ شہزادی بعد جاگنے کے مجھے البتہ دیکھے گی اور اوس ٹہلنے مین اوسنے غور کیا کہ سبب غائب ہونے محل اور شہزادی کا دار الملک چین سے کیا ہے آخر بعد غور بہت کے اوسے معلوم ہوا کہ سبب گم ہونے محل کا بجز کھوئے جانے چراغ کے نہین ہے پھر اوسنے اپنے تئین بہت ملامت کی کہ میری غفلت اور بیخبری سے وہ چراغ گم ہوا مجھے چاہیے تھا کہ اوسکو ایک لمحہ اپنے سے جدا نکرتا اور جو چھلّے کے موکل سے سنا تھا کہ وہ محل ملک افریقہ مین ہے اس سے اوسے معلوم ہوا کہ یہ عداوت مجسے اوس ساحر افریقی نے کی ہے وہ شہزادی بہت دن چڑھے بنسبت عادت قدیم کے بیدار ہوئی اسواسطے کہ تمام دن اپنے تئین اوس ساحر افریقی سے بچانے کے لیے جاگا کرتی تھی اور نہایت تردد و تشویش مین رہتی اور اوس ساحر کے ساتھ اس بدسلوکی سے پیش آئی تھی کہ اوسکو جرأت شب کو محل مین رہنے کی نتھی الغرض وقت پوشاک پہننے شہزادی کے ایک لونڈی نے دروازے مین سے

الہ دین کو دیکھا اوسنے دوڑکر اپنی بی بی کو خبر کی یہ خبر سنکے اوسکو الہ دین کے پہونچنے کا یقین ہوا اسلیے اوسنے آپ جاکر اوسے بچشم خود
دیکھا اور دروازے کو کھولا الہ دین نے آواز دروازے کی سُنکر سر اپنا اوپر اوٹھایا اور شہزادی کو پہچانکر نہایت مسرور ہوکر سلام کیا شہزادی نے
اوسی وقت اپنی خواصون کو کہا جلد الہ دین کو چور دروازے سے میرے پاس لاؤ اور جلدی سے اوس دروازے کو جس مین سے الہ دین کو دیکھا تھا
بند کر دیا الہ دین اوس چور دروازے سے کہ متصل بارہ دری کے تھا ہوکے شہزادی کے پاس آیا بیان اوس خوشی کا جو ان دونون کو
ایک دوسرے کے دیکھنے سے ہوئی ہو نہیں سکتا دیر تک وہ دونون گلے لگ کے رویا کیے اور بعد اوسکے ہر ایک نے اپنا حال بیقراری اور اضطراب
کا جو فراق مین ایک دوسرے کے اوپر گذرا تھا بیان کیا پھر ایک جگہہ پر بیٹھ گئے الہ دین نے شہزادی سے پوچھا تمھین خدا کی قسم اور اپنے پیارے باپ کی
کہ تمنے اوس پرانے چراغ کو جسے مین اس بارہ دری کی کانس پر رکھا کرتا تھا کیا کیا شہزادی نے کہا افسوس صد افسوس سب خرابی اور مصیبت
جو مجھپر اور تجھپر گذری اوسکا سبب یہی ہوئی وہ چراغ نہین ہے الہ دین نے کہا اے شہزادی اس قصور کو تو اپنی طرف نسبت نکر یہ قصور سراسر
مجھسے ہوا کہ مین اوس سے غافل رہا اوسکو اپنے ساتھ نرکھا خیر اب جو کچھ کہ گذرا گذرا اب فکر اور تلاش اوس چراغ کے پانے کی کیا چاہیے
بتاؤ کہ وہ چراغ اب کسکے ہاتھ لگا شہزادی نے الہ دین سے سارا قصہ بدلنے کا اوس پرانے چراغ کا نئے چراغ سے مفصل بیان کیا اور کہا کہ دوسرے دن اوسکے
مینے اپنے تئین اس محل سمیت اس شہر مین جسے مین نہین جانتی دیکھا اور زبانی اوس ظالم کے مینے اس شہر کا نام افریقیہ سنا ہے اور اوسنے
ایسا جادو کیا کہ یہ محل چین سے یہان آیا الہ دین نے شہزادی سے کہا ہمین معلوم ہوا کہ ہم افریقیہ کے ملک مین ہین مگر سچ کہو کہ تم اوس مکار ظالم کے ہاتھ
سے اب تک بچی ہو یا نہین شہزادی نے کہا اب تک خدا نے مجھے اوس سے بچایا ہے پھر الہ دین نے کہا کہ وہ شخص بڑا بیمروت اور سخت ظالم ہے
وقت فرصت کے اوسکے حال کو تمسے بیان کرونگا مگر مجھے بتاؤ کہ اوس چراغ کو کہان رکھتا ہے شہزادی نے کہا وہ چراغ نہایت ہوشیاری اور
خبرداری سے کپڑے مین لپیٹ کرکے اپنے سینے مین رکھتا ہے ایکروز اوسنے میرے سامنے نکالا تھا اور اوسکو مانند تحفے کے کہ نایاب ہو
سمجھکے کبھی اپنے سے جدا نہین کرتا الہ دین نے کہا بی بی تم اس پوچھنے سے ناراض نہونا وہ شخص ہم دونو کا جانی دشمن ہے اور تمسے
وہ کس طرح پیش آتا ہے اور تم اوس سے کیا سلوک کرتی ہو شہزادی نے جواب دیا جبسے کہ مین یہان آئی ہون ایکبار رات کو میرے پاس آتا ہے
اور اوسنے بہت چاہا کہ تیری محبت سے میرے دل کو پھیرے اور میرا شوہر بنے اور تجکو بہت بُری طرح سے یاد کرتا ہے اور ہزارون بُری باتین
تیرے حق مین غصے ہوکر کہتا ہے جسکا مین بیان نہین کرسکتی مگر جو مجکو فراق مین اپنے شہر اور باپ اور شوہر کے مبتلا پاتا ہے زیادہ اس سے
کچھ نکہکے چلا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ آخر کو مین رفتہ رفتہ سبکو بھول ہمہ تن اوسکی طرف مائل اور راغب ہونگی اور مین اپنے دل مین ٹھان
چکی تھی کہ اگر زور اور میرے پاس کبھی آکر ارادہ کسی بات کا کریگا مین اپنے تئین فی الفور جان سے ہلاک کرڈالونگی اور دن رات اوسی کے خوف
اور دہشت مین رہتی ہون مگر اب تمکو دیکھکر تسکین میرے دل کی ہوئی الہ دین نے کہا مجھے بھی یقین تھا کہ تم اوسکے فریب مین نہ آؤگی اب
مین اسکی تدبیر مین جاتا ہون دوپہر تک پھر آؤنگا اگر تم مجھے اور لباس اور وضع مین دیکھنا تو حیران نہونا اور مین چور دروازے
کی راہ سے آؤنگا ایک شخص کو اوسپر متعین کر رکھو کہ جس وقت مین آؤن فی الفور اوسے کھولدے شہزادی نے
ایک کنیز کو اس کام پر مقرر کیا کہ جسوقت الہ دین آوے فوراً دروازہ کھولدیجیو الہ دین اوسی چور دروازے سے نکلکر

باہر گیا اور چارون طرف دیکھنے لگا اتفاقاً ایک دہقان کو دیکھا کہ وہ بھی ارادہ بازار کے جانیکا رکھتا ہی علاء الدین نے دوڑکر اوس سے ملاقات کی
اور کچھ نقد اوسے دیکے اسپر راضی کیا کہ اپنے کپڑون کو علاء الدین کے کپڑون سے بدلے چنانچہ علاء الدین نے گوشے مین جاکے اپنے کپڑے اوتار اوس
کسان کو دیے اور اوسکے آپ پہن لیے پھر بعد تبدیل لباس کے وہ دونون ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر اپنی راہ لگے علاء الدین اوس شہر کے
بڑے بازار مین جہان سب قسم کی دکانین اور ہر ایک چیز بکتی تھی گیا اور ایک پنساری کی دکان پر جہان ہر قسم کی دوا تھی جاکر کھڑا ہوا اور
دکاندار سے پوچھا کہ فلانا سفوف تیرے پاس ہی دکاندار میلے کچیلے کپڑے علاء الدین کے دیکھکر سمجھا کہ اسکے پاس اسقدر زر کہان ہوگا
کہ قیمت اوس سفوف کی دے سکیگا باوجود اسکے کہا کہ وہ تو دوا میرے پاس ہی مگر اوسکی قیمت تمسے دی نجائیگی علاء الدین دکاندار کے دل کی بات
سمجھ گیا پھر تھیلی سے اشرفیان نکالکر دکھلائین دکاندار نے اشرفیان دیکھتے ہی وہ سفوف پڑیا مین باندھ علاء الدین کو دیا اوسکی قیمت
ایک اشرفی لی پھر علاء الدین نے کچھ کھانا مول لیکر کھایا اور چلدیا اور چور دروازہ کھلا ہوا پاکے اندر گیا اور وہان سے سیدھا شہزادی کے
مکان مین آیا اور شہزادی سے کہا کہ مینے تدبیر اوس موذی کے دفع کرنیکی قرار واقعی کر رکھی ہی مگر اب تم بھی کچھ مکر اور جرأت کرو جس سے
پھر اپنے باپ سے جاکر ملو اور میری بھی جان و مال بچاؤ پھر علاء الدین نے شہزادی بدر البدور سے کہا تم آج بہت عمدہ پوشاک اور زیور پہنو اور خوشبو
لگا خندہ پیشانی ہوکر بیٹھو جسوقت وہ ساحر افریقی محل مین تمھارے پاس آوے خوش ہوکے اوس سے اسطرح سے باتین کرنا کہ اب تیری محبت
مین مینے سبکو بھلا دیا سوا تیرے اور کسیکی طرف میرا دھیان نہین آج کی رات چاہتی ہون کہ ہم تم مل بیٹھکے ایک جگہ کھانا کھاوین اور جو
اچھی سی شراب اس شہر کی ہو ہم دونون بیٹھکر پیوین یقین ہی اسبات کو سنکر وہ آپ شراب کے لینے کو شہر مین جاویگا اور جب وہ شراب لینے جاوے
تم اس سفوف کو جو تمھین مین دیتا ہون ایک گلاس مین ڈالکر ذرا فرق سے اور گلاسون کے رکھنا اور شراب پیتے وقت ایک کنیز سے جو تمھارے اشارے سمجھے
اوسی گلاس مین شراب بھر کے منگوا دے اور تم وہ گلاس شراب کا پہلے اپنے ہاتھ مین لے اوسکے گلاس سے بدل کے دینا وہ اوسکو تمھارے
ہاتھ سے لیکر نہایت خوشی سے سبکا سب پی لیگا بمجرد اوسکے پینے کے وہ اوندھا ہوکے گر پڑیگا اور تم بھی اوسکے گلاس کو اوسکے ہاتھ سے لیکر
دکھلانے کیواسطے مونہ سے لگا لینا اوس سفوف کے پیتے ہی اوسکو ذرا ہوش حواس نہ رہیگا تاکہ وہ تمھارا بھید نہ دریافت کرے شہزادی نے علاء الدین کی یہ سب
باتین سنکر کہا جیسا کہ تمنے مجھسے کہا ہی ویسا ہی کرونگی خاطر جمع رکھو یہ کہکے علاء الدین وہانسے ایک حجرے مین اوس محل کے چھپکر بیٹھ رہا جب رات ہوئی وہ چور دروازے
سے باہر کو نکل گیا شہزادی بدر البدور جب سے اپنے باپ اور پیارے شوہر علاء الدین سے جدا ہوئی تھی نہ تو اوسنے اس غم مین کپڑے بدلے تھے اور نہ کبھی
بناؤ سنگار کیا اونھین میلے کپڑون کو جنھین چین مین پہنے تھی پہنے رہی تھی اوس روز بنا بر مصلحت کے اوسنے بہت بھاری جوڑا اور جواہرات
پہنکر خوب اپنا بناؤ سنگار کیا اور کمربند طلا کا جسمین بڑے بڑے ہیرے جڑے ہوئے تھے کمر سے باندھا اور ایک بہت بھاری بیچ بڑے بڑے
موتیون کا ہار گلے مین پہنا اور کڑے الماس اور لعل کے جو جواب کمربند کے تھے ہاتھون مین پہنے جب وہ شہزادی اپنا بناؤ کر چکی
بارہ دری کے اندر منتظر اوس افریقی کے آنیکی بیٹھی افریقی اپنے وقت معمولی پر آیا شہزادی نے اوسوقت تک کبھی اوسکی
صورت نحس کو آنکھ اوٹھاکے نہ دیکھا تھا مگر خواص سے سنا کہ یہ وہی شخص ہی جو نئے چراغ سے پرانے چراغ کو بدل لیگیا تھا اوسوقت
اوسنے بضرورت اوسے دیکھا اور جسوقت کہ وہ بارہ دری چوبیس دروازے مین پونہچا شہزادی اوسکے استقبال کے لیے کمال ناز و ادا

سے اوٹھکر اوسکا ہاتھ پکڑ لے آئی اور اپنے پاس بٹھایا افریقی ساحر اوسکے حسن خداداد اور لباس و زیور کو دیکھکر ہزار جان سے
فریفتہ اور شیفتہ ہوا اوسکو ہرگز جرأت نہین پڑتی تھی کہ برابر شہزادی کے بیٹھے مگر شہزادی نے باصرار اوسکو اپنے نزدیک بلاکے بٹھلایا بعد اوسکے
شہزادی نے اوسے رعب مین پاکے چاہا کہ اپنے سے بے تکلف کرے اسلیے اوس سے کہا تمنے آج جو مجھے خوش پایا ہے اسکا سبب نہین جانتے ہو
وہ یہ ہی کہ مین اپنے خاوند و مان کی جدائی خصوصاً اپنے شوہر الہ دین اور باپ کے فراق سے دن رات دریائے غم و الم مین ڈوبی رہتی تھی اب مجکو
صبر آیا اور سمجھی کہ الہ دین کو میرے باپ نے ضرور ہلاک کروا ڈالا ہوگا اب اوسکے لیے رونا اور غم کرنا عبث ہی امر محال کے لیے اپنے تئین کیون
ہلاک کرون اسواسطے مین وہ سب خیال اپنے دل سے نکال ہمہ تن تیری طرف مصروف ہوئی آج دل چاہتا ہی کہ ہم تم ملکے کھانا کھائین
مگر جبتک خاصہ نکالا اور چنا جاوے تھوڑی سی شراب بہتر سے بہتر جو اس شہر مین مل سکے میرے واسطے منگواؤ افریقی شہزادی کو اپنے حال پر
متوجہ پاکے بہت غنیمت سمجھا اور اپنی خوش قسمتی پر بہت نازان ہوکے کہا بہت اچھی شراب اس شہر مین نہین ملتی ہی مگر میرے گھر مین سات برس
کی پرانی شراب موجود ہی اگر شہزادی مجھے اجازت دے تو مین جاکر اوس سے کئی شیشے بھر لاؤن شہزادی نے کہا تمھارا جانا مجھے بہت ناگوار ہی اور کسیکو
بھیجکر منگوا بھیجو افریقی نے کہا میرے جائے وہ شراب نہین آسکتی نہ تو دوسرے شخص کو وہ مکان معلوم ہی اور نہ اوس مکان کی کنجی کسیکو
ملیگی شہزادی نے کہا اگر تم آپ جاتے ہو تو جلد آنا مین تمھارے انتظار مین کھانا نہین کھاؤنگی ساحر افریقی محل سے شراب لینے کیواسطے دوڑا گیا
شہزادی نے بعد اوسکے جانے کے اوس سفوف کو جو الہ دین نے دیا تھا ایک گلاس مین ڈالکر ایک کنارے رکھدیا اتنے مین افریقی شراب لیکے آپہنچا
اور وہ دونون کھانے پر ایک دوسرے کے مقابل ہو بیٹھے شہزادی جو کھانا کہ اچھا تھا اپنے ہاتھ سے اوٹھا اوسکے آگے رکھتی جاتی تھی پھر شہزادی نے
اوس سے کہا اگر تمھین گانا سننا مرغوب ہے تو مین گاؤن مگر مین اکیلی ہون اس سے گفتگو باہم کرنا خوش ہی افریقی اس کہنے سے شہزادی کے اور بھی زیادہ خوش ہوا
اور پھول گیا پھر شہزادی نے ایک گلاس شراب کا یاد مین اوس افریقی کے پیا اور تعریف شراب کی کرکے کہا تمنے جسقدر تعریف اس شراب
کی کی تھی ویسی ہی لطیف ہی پھر شہزادی نے ایک گلاس اوس شراب کا افریقی کو بھرکے دیا اوسنے وہ گلاس پی کے کہا مین نے کبھی اس کیفیت
سے شراب نہین پی پھر جب وہ دونون کھانا سیر ہوکے کھا چکے اور تین تین گلاس ہر ایک نے پیے شہزادی نے ایک کنیز کو
اشارہ کیا کہ اوس گلاس کو جسمین سفوف ہی شراب سے بھرکے مجھے دے اور دوسرا گلاس بھرکر افریقی کو اوس کنیز نے
دونون گلاس بھرکے وہ گلاس خاص شہزادی کے تئین اور دوسرا افریقی کو دیا شہزادی نے افریقی سے کہا ہمارے ملک چین مین
دستور ہی کہ وقت مے نوشی کے وہ دو شخص جنھین باہم کمال ربط ہو اپنا اپنا گلاس ایک دوسرے کے ساتھ بدل کرکے واسطے
صحت یکدیگر کے پیتے ہین یہ کہہ ہاتھ سے اپنا گلاس افریقی کو دیا اور دوسرے ہاتھ سے اوسکا گلاس لیلیا افریقی کو یہ ادا
پسند آئی اور اس امر کو نہایت پیار اور الفت دلی شہزادی پر حمل کرکے کہا جو نزاکت اور خوبی ہر ایک امر مین ہی تمھارے ملک چین مین
ہی وہ ہمارے افریقہ مین نہین آج اس ادا کو مین نے تمسے سیکھا اور ممنون ہوا اب کبھی مین اسکو نہ بھولونگا شہزادی نے کہا اب تو
تم اسکو پی لو بعد اسکے جو چاہنا کہنا یہ کہکے شہزادی نے اپنے گلاس کو مونہ سے لگایا ہنوز اوسکے لبون تک گلاس نہ پہونچا تھا
کہ افریقی ایکبارگی وہ گلاس زہر ہلاہل کا غٹ غٹ کرکے پی گیا اور ایک قطرہ اوس مین نہ چھوڑا بمجرد پینے کے

وہ پشت کی طرف گرا جب شہزادی نے دیکھا کہ آنکھیں اوسکی پھر گئیں اور ذرا حس و حرکت اوسمین نہ رہی تب اوسنے ایک خواص سے کہا جلد چھوٹے
دروازے سے الہ دین کو بلا لا وہ خواص دوڑی گئی اور چور دروازے کو کھول الہ دین کو بلا لائی الہ دین جب بارہ دری پر چڑھ گیا ساحر افریقی کو
دیکھا کہ مرا ہوا پڑا ہے شہزادی نے الہ دین کو دیکھ مبارکبادی دی اور نہایت خوش ہوئی الہ دین نے شہزادی سے کہا ایک ساعت کے لیے تم ذرا گھر
کے اندر جاؤ تا میں تدبیر چین میں لیجانے تمھارے اور اس محل کی کروں پھر وہ شہزادی اوس مکان سے اپنی خواصوں اور خواجہ سراؤں سمیت
نکل کے دوسرے مکان میں گئی الہ دین نے تنہا ہو کے اوس مکان کے دروازے کو بند کر نزدیک لاش اوس ساحر افریقی کے جو بارہ دری میں پڑی ہوئی
تھی گیا اور اوسکی قبا کو کھول وہ چراغ نکال لیا اور اوسکو جیسا کہ شہزادی نے کہا تھا کئی تہ میں کپڑوں کے لپیٹا ہوا پایا الہ دین نے اوس چراغ کو
کپڑوں سے نکال بدستور رگڑا بمجرد رگڑنے کے وہ جن جو اوسکا موکل تھا حاضر ہوا اور موافق معمول کے اوسنے اظہار اپنی اطاعت کا کیا
الہ دین نے کہا میں نے تجھے اسلیے بلایا کہ واسطے اس چراغ کے جو تمھارا صاحب اور مالک ہے اس محل کو یہاں سے اسی ساعت اوٹھا لیجا کر چین میں
جس جگہ کہ آگے تھا قائم کر جن نے پہلے سر اپنے سے اشارہ کیا کہ بہت اچھا بعد اوسکے غائب ہو گیا اور ایکدم میں اوس محل کو افریقہ سے اوٹھا لیجا چین میں جس جگہ سے کہ اوٹھا
لیگیا تھا رکھا فقط دو جنبشیں سہل الہ دین اور شہزادی کو معلوم ہوئیں ایک تو وقت اوٹھانے محل کے افریقہ سے اور دوسری وقت
رکھنے کے زمین چین پر پھر الہ دین نے شہزادی سے جا کر بغلگیر ہو کے کہا کامل اور پوری تمہاری خوشی کل فجر کو ہوگی اور چونکہ ہنوز شہزادی نے بالکل طعام سے
فراغت نہیں کی تھی اور الہ دین بھی گرسنہ تھا اسواسطے شہزادی نے حکم کیا کہ جلد سب کھانے اوس بارہ دری کے جو ہنوز وہیں رکھے ہوئے تھے لاؤ پھر وہ
دونوں بعد فراغت طعام کے شراب اوس ساحر افریقی کی لائی ہوئی بڑی کیفیت سے پیکر اپنی خوابگاہ میں باہم ملکر سو رہے بادشاہ چین کا
اوس روز سے کہ محل الہ دین کا مع شہزادی گم ہوا تھا نہایت بےچین رہتا نہ تو رات کو سوتا اور نہ دن کو آرام کرتا اور ہمیشہ اپنے خلوتخانے میں
بیٹھکے اکیلا شہزادی کو یاد کر کے روتا اور اوسکے تصور و خیال میں رہتا دوسرا دن چین میں محل کے آنیکا تھا کہ فجر کے وقت قبل طلوع
آفتاب کے حسب معمول بادشاہ اوس خلوتخانے میں گیا اور نہایت حسرت اور افسوس سے اوس طرف کو جہاں الہ دین کا محل تھا
واسطے اپنی تسلی کے دیکھا اوسے الہ دین کا محل نظر پڑا اور اوسکو اچھی طرح سے دیکھ جلدی وہاں سے اوتر گھوڑے پر سوار ہو روانہ طرف
محل الہ دین کے ہوا اور الہ دین نے بھی فجر کو بیدار ہو اور پوشاک پہن ارادہ جانیکا بارہ دری میں کیا ناگاہ بادشاہ کو دیکھا کہ تنہا
چلا آتا ہے الہ دین نے دوڑ کر بادشاہ کا بازو پکڑ گھوڑے سے اوتارا بادشاہ نے الہ دین سے کہا میں تجھے ابھی کچھ بات نکرونگا
جبتک میں اپنی لڑکی کو نہ دیکھونگا اور اوس سے بغلگیر نہولونگا الہ دین بادشاہ کو اوس مکان میں جہاں شہزادی تھی لیگیا اور اوسے بادشاہ کے
آنے سے مطلع کیا شہزادی جلدی جلدی پوشاک پہنکر بادشاہ کی حضور میں آئی بادشاہ اوسے دیکھ بہت خوش ہوا اور اپنے گلے
لگایا اور کہا تم اپنا حال بیان کرو کہ کیونکر تم یہاں سے محل سمیت غائب ہو گئی تھیں شہزادی نے تمام حال بادشاہ سے ظاہر کیا
اور کہا میں نے اس مصیبت سے کل بسبب اپنے پیارے شوہر الہ دین کے نجات پائی اور مجھے بڑا رنج و الم تمھاری مفارقت اور الہ دین
کا تھا علی الخصوص اس امر کا کہ تمنے اوسے غصے میں ہلاک کر ڈالا ہوگا اور وہ در حقیقت اس امر میں بےقصور محض ہے اور اوسکے سبب سے
میرا غائب ہونا نہیں ہوا بلکہ یہ واردات میرے سبب سے ہوئی پھر سب حال اوسکے بدلنے چراغ پرانے کا اوس نئے چراغ سے اوس

ساحر افریقی کے ہاتھ تفصیل بیان کیا اور کہا مین اوس زمانے چراغ کے خواص اور صفات سے مطلق آگاہ نتھی ہنسنے کے لیے اوسے بدلا
تھا دوسرے روز یہ محل اور جو اندر اسکے تھا بزور جادو کے یہان سے ملک افریقہ مین جا اتارا پھر وہی شخص جو چراغ کو بدل کے لیگیا تھا اور اوسے
میری خواصین اور خواجہ سرا پہچانتے تھے میرے پاس آیا اور چاہا کہ میرے ساتھ شادی کرے مینے اپنے تئین جس طرح ہو سکا کل کے
دن تک اوس مردود سے بچایا اور ہم دونون نے بحکمت عملی اوس چراغ کو اوسکے ہاتھ سے جسکو وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا لیا پہلے
مین نے فریب دیکے اوسے اپنے ساتھ کھانا کھلایا بعد اوسکے مینے اوسے سفوف جو الہ دین نے مجھے لادیا تھا شراب مین ملاکے پلایا پیتے ہی
اوسکے وہ وہین مر ہوکر گر پڑا اور باقی حال آپکو الہ دین سے معلوم ہوگا پھر الہ دین نے دروازہ بارہ دری کا کھولکر بادشاہ کو اوس ساحر افریقی
کی لاش دکھلائی اور کہا جب مینے جا کے اسکے سینے سے اپنے چراغ کو لے لیا تو مینے شہزادی اور اوسکی خواصون اور خواجہ سراؤن کو
کہا تم ایک ساعت کے لیے اور مکان مین جاؤ جب وہ سب اوس جگہ سے اور مکان مین گئے مین اس محل کو افریقہ کی سرزمین سے پھر یہان
پر لے آیا اور مین نے بموجب اپنے وعدے کے شہزادی کو صحیح و سالم پھر آپکی حضور مین حاضر کیا بادشاہ یہ حالات زبانی شہزادی
اور الہ دین کے سنکر نہایت متحیر ہوا اور اوس ساحر افریقی کو جاکے دیکھا کہ مونہ اوسکا سیاہ ہوگیا ہی اور کف زہر کا اوسکے مونہ سے نکلا ہوا ہی
بادشاہ نے الہ دین سے کہا اوس غصے سے جو مینے تمپر عالم بے اختیاری مین کیا تھا کچھ خیال اپنے دل مین نہ رکھنا اور تم میرے بجائے فرزند کے ہو
اکثر مان باپ بیٹی بیٹا پر خفا ہوتے ہین پھر اوسے نہایت محبت اور دلداری سے اپنے گلے لگایا الہ دین نے کہا مجھے اوس امر مین کچھ شکایت
نہین اور یہ ساحر افریقی بڑا ظالم و بیمروت تھا اسکے سبب سے یہ سب فتور ہوا ہرگاہ آپ متوجہ سننے کے ہوئے مین کچھ اور بھی حال اسکی
شرارت اور مفسدی کا کہونگا اور جو اسنے آگے میرے ساتھ برائی کی تھی کچھ اس امر سے کم نہین خدا نے اپنی عنایت سے مجھے بچایا بادشاہ
نے فرمایا اوس حال کو مین پھر سنونگا اب تم اس بدذات کی لاش اس جا سے پھکوا دو الہ دین نے اپنے آدمیون کو حکم کیا کہ لاش اسکی
دور میدان مین پھینک آؤ تا کہ چرند و پرند اسکا گوشت نوچکر کھائین پھر بادشاہ نے خوش ہوکے حکم کیا کہ نوبت اور شادیانے
بجین چنانچہ چارون طرف آواز گانے بجانے کی بلند ہوئی اور دس روز تک متصل دعوتین اور ناچ رنگ تمام شہر مین بادشاہ کی
طرف سے واسطے پھر آنے شہزادی بدر البدور اور محل الہ دین کے ہوئین دوبارہ الہ دین کو خدا نے اوس ساحر افریقی کے ہاتھ سے بچادیا اور
تیسری دفعہ کہ پھر وہ مبتلا مصیبت کا ہوا اوسکا حال اب اس طرح سے بیان کیا جاتا ہی اوس ساحر افریقی کا ایک چھوٹا بھائی تھا کہ علم جادو
مین اوسکو بھی تکمیل تھی اور وہ دونون بھائی کبھی ایک شہر مین نہین رہتے تھے اگر ایک مشرق مین رہتا تو دوسرا مغرب مین مگر ہر سال
وہ دونون ایکبار اپنے علم رمل سے حال ایک دوسرے کا دریافت کرتے کہ کس شہر مین ہی اور کونسے کام مین مشغول یا محتاج ایک دوسرے کی مدد کا ہی
غرض ایک سال تک الہ دین کے ہاتھ مارے جانے سے اوس ساحر افریقی کا حال اوسکے چھوٹے بھائی کو جو افریقہ مین نتھا کچھ معلوم نہوا
جب اوسنے چاہا کہ حال اپنے بڑے بھائی کا رمل سے دریافت کرے پس اوسنے ایک صندوقچہ مربع کہ ہمیشہ مثل اپنے بھائی کے ساتھ
رکھا کرتا تھا کھولکر اپنے بھائی کا حال دیکھا معلوم ہوا کہ وہ زندہ نہین ہی دفعتہ زہر سے مرگیا ہی جب اور زیادہ اوسنے تحقیق
اس امر کی چاہی اوسے دریافت ہوا کہ ایک شخص نے دار السلطنت چین مین زہر پلا کے مار ڈالا اور وہ شخص ابتدا مین بہت

غریب تھا مگر اب وہ اوس ملک کے بادشاہ کی لڑکی کے ساتھ بیاہا گیا ہی بمجرد معلوم ہونے اس حال کے وہ جادوگر بہت رویا پیٹا اور ساتھہ ہی
اسکے سوچا کہ اب رونے سے تیرے وہ جی اوٹھیگا بہتر یہ ہی کہ اب تو چل کے اوسکے قاتل سے بدلا لے یہ دل مین ٹھان اور اپنے گھوڑے پر
سوار ہو ملک چین کو روانہ ہوا بعد ایک مدت دراز کے جنگل پہاڑ دریا اور ریگستان طی کرتا ہوا سرحد چین مین آ پونہچا اور وہان سے دار الملک چین
مین گیا اور ایک گھر کرایہ لیکے اوس رات کی رات وہان رہکے صبح کو بیدار ہو شہر کی سیر شروع کی آخر الامر سیر کرتے کرتے ایک مجمع مین
وارد ہوا اور وہان ٹھہر کے بغور اہل شہر کی باتین سننے لگا اور وہ ایسی جگہہ تھی جہان ایک گروہ کثیر اوباش کا جمع ہو کے دن رات اپنی
اوقات بازی مین صرف کیا کرتا اور جب وہ لوگ باہم ملکے وہان کھانیکے واسطے بیٹھتے تھے تمام شہر کے قصے اور طرح طرح کی باتین
اور سرگذشت ہر ایک کی دوسرے سے کہتے سنتے اوسنے اوس وقت بالاتفاق سب لوگون سے سنا کہ وہ ایک نیک زن بی بی فاطمہ نام کی
تعریف اور بیان اوسکی کرامتون اور خرق عادتون کا کر رہے ہین یہ سنکے اپنے دل مین سوچا کہ شاید اوس بی بی کے سبب سے میرا مطلب بر آوے
پھر اوس جادوگر نے اوس مجمع سے ایک شخص کو کنارے لیجاکے پوچھا کہ وہ نیک زن بی بی کیسی ہی اور اوسکی بزرگیان اور کرامتین کیا ہین
اوسنے جواب دیا کیا تمنے کبھی اوس بی بی کو اس شہر مین نہین دیکھا اور نہین سنا وہ بی بی اعجوبۂ روزگار اور یکتائے زمانہ ہی تمام عمر اپنی
اوسنے عبادت خدا مین بسر کی اور ہمیشہ صائم الدہر اور قائم اللیل رہتی ہی اپنے عبادتخانے سے بجز پیر اور جمعے کے باہر نہین نکلتی اور
اوس سے بہت کرامتین سرزد ہوئین اور ہوتی ہین منجملہ اوسکے ایک یہ امر ہی کہ جس کسیکو کیسا ہی دردشدید سر کا ہو وہ صرف اوسکے
ہاتھہ کے چھونے سے دردسر جاتا رہتا ہی جادوگر نے اتنی ہی بات پر کفایت کرکے پھر اوس شخص سے کچھہ نہ پوچھا فقط اوس سے پتا اوس پیرزن کا
دریافت کر لیا کہ فلانے محلے اور کوچے مین رہتی ہی دوسرے دن اوسنے اوسکا گھر پوچھتے پوچھتے ڈھونڈھ نکالا اور اوسکو خوب سا پہچان اور نشانیکے
وہان سے قہوہ خانے مین آیا آدھی رات تک قہوہ نوشی مین مشغول رہا بعد اوسکے اوس جادوگر نے راہ عبادتخانہ فاطمہ کی لی جب اوسکے گھر
پونہچا باہر کے دروازیکو جو اندر کیطرف سے بند تھا کسی حکمت سے کھولا اور بے اسکے کہ کچھہ آواز کرے اندر گیا اور فاطمہ کو چاند کی روشنی مین دیکھا
کہ پلنگ پر ایک پرانا بوریا بچھا ہوا ہی اور وہ اپنے حجرے کے آگے اوسپر غافل سو رہی ہی اوس جادوگر نے ایک ہاتھہ مین ننگی پیش قبض پکڑی
اور دوسرے ہاتھہ سے اوس عورت کو جگایا اوس غریب فاطمہ نے آنکھہ کھول کے دیکھا کہ ایک شخص پیش قبض اوسکے سینے پر رکھکے چاہتا ہی
کہ مارے جب اوس افریقی نے اوسے بیدار دیکھا کہا اگر تو چلائی یا ذرا آواز کی فوراً تجکو مار ڈالونگا اگر اپنی بہتری چاہتی ہی تو اوٹھہ
اور جو مین کہون اوسپر عمل کر فاطمہ کہ شب خوابی کے کپڑون مین سو رہی تھی اوٹھہ کے خوف سے کانپنے لگی اوس ساحر نے اوس سے کہا ڈر نہین
صرف مین تیرا لباس چاہتا ہون اوسکو مجھے دے اور میرے کپڑے تو لے اوسنے فی الفور اپنا لباس نکال کے دیدیا اوس ساحر نے
اوسے پہنکے کہا جو جو نشان تیرے چہرے پر ہین اون سب نشانونکو میری شکل مین بنا دے مین چاہتا ہون کہ مانند تیرے
بن جاؤن وہ پیرزن جو نہایت خوف و ہراس سے بدحواس تھی اسکا کچھہ جواب نہ دے سکی اوس ساحر نے کہا تو اپنی خاطر جمع رکھہ
ڈر نہین جس طرح ہو سکے مجھے اپنی صورت و شکل کا بنا دے مین تجھے جان سے نہ مارونگا فاطمہ کو اس بات سے کچھہ اطمینان حاصل ہوا اور
اوسے اندر اپنے حجرے کے لیجاکے چراغ جلایا اور ایک قسم کا روغن اوس جادوگر کے چہرے پر لگاکے اپنی سی صورت اوسکی بنا دی

اور کہا کہ اب تیرے اور میرے رنگ روپ اور شکل و شباہت مین کچھ فرق نہین بعد اسکے اوسنے اپنے سر کا مونڈاسا اوسی طرح کے
سر پر باندھا اور اوسکا برقع اوڑھا کے سب باتین تعلیم کین کہ اس طرح سے شہر مین آدمیون کے سامنے ہونا اور اپنے بدن کو چھپا ہو پھر ایک پیالا اپنے
پینے کا اور ایک تسبیح اوسکے گلے مین ڈال اور ایک عصا جسے ہمیشہ اپنے ہاتھ مین پکڑ شہر مین پھرا کرتی تھی دیا اور اوسکے ہاتھ مین ایک آئینہ پکڑا کہا
اب تو اپنے تئین اور میرے تئین دیکھ کہ کچھ بھی فرق ہے الغرض ساحر نے جب اپنے تئین خاطر خواہ مانند فاطمہ کے بنا ہوا پایا باوجود قسم کھانیکے اوس غریب کو
گلا گھونٹ کے مار ڈالا اسواسطے کہ اگر اوسکو کٹار یا پیش قبض سے مارتا تو خون بہتے اوسکے احتمال افشا کا تھا پھر اوسکی لاش کھینچ کر حوض مین
جو بیچ اوسی خلوتخانیکے تھا ڈال دی پھر وہ جادوگر مانند فاطمہ کے بنکے فجر ہوتے تک وہین رہا دوسرے دن فجر کو باوجودکہ وہ دن فاطمہ کے نکلنے کا
شہر مین نتھا یہ خیال کرکے کہ شاید اس روز خلق اوس سے کچھ سوال نکریگی اور اگر کریگی تو مین عذر کرکے بآسانی اونکو جواب دونگا فاطمہ کے گھر سے نکل اور شہر
مین ہو راہ محل علاء الدین کی لی راہ مین لوگ اوسے فاطمہ جان اوسکے گرد ہوئے محل تک پہونچتے پہونچتے بہت شہر کے رہنے والے جمع ہوگئے کوئی اوس
سے طلب دعاے خیر کی کرتا اور کوئی اوسکا دست بوس ہوتا اور کوئی اوسکے قبا کے دامن کو چومتا اور بعضے اوسکے آگے آکر کھڑے ہوتے تاکہ
اونکے سر پر ہاتھ رکھکے اونکے دردسر کو دور کرے اور وہ تسبیح ہاتھ مین لیے ہوئے زیر لب کچھ بڑبڑا رہا تھا تاکہ لوگ جانین کچھ درود
وظیفہ پڑھ رہی ہے یہانتک کہ سبھون نے دھوکے سے اوس جادوگر کو فاطمہ سمجھا اور اکثر وہ ساحر واسطے خاطرداری اون لوگون کے
جو اوسکے برے بھلے سے کچھ کام نہین رکھتے تھے راہ مین کھڑا ہو ہوجاتا تھا اسیطرح سے جب وہ قریب محل کے پونہچا پھر وہان تو اسقدر
بھیڑ اور کثرت آدمیونکی ہوئی کہ اوس تک پہونچنا لوگونکا دشوار ہوگیا اور آپسمین جھگڑنے لگے ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ مین ہی نزدیک
اوسکے جاکے کھڑا ہون اور اوسکا ہاتھ یا کپڑا چھونے سے اپنی نجات دارین کی حاصل کرون غرض اسقدر شور و غل ہوا کہ شہزادی
بدر البدور کے کان مین پونہچا شہزادی نے پوچھا کہ یہ غل کیون ہو رہا ہے جب کوئی اہل محل سے بتا نسکا شہزادی نے ایک خواص کو
فرمایا کہ جلد جاکے مجھے خبر لادے اوس خواص نے حقیقت حال دریافت کرکے شہزادی بدر البدور کی حضور مین آکے ظاہر کیا
کہ گرد اوس نیک زن کے جسے فاطمہ کہتے ہین ایک خلق کثیر جمع ہے اسی کا شور و غل آپکی سماعت مین پونہچا وہ شہزادی کہ آگے
سے اوسکی تعریف سنکے دیکھنے کی مشتاق ہو رہی تھی ایک خواجہ سرا کو بھیج اوس جعلی فاطمہ کو محل مین بلوایا جب خواجہ سرا
شہزادی کا اوسکے پاس گیا سب لوگ خواجہ سرا کو دیکھ متفرق ہوگئے اور وہ جعلی فاطمہ خواجہ سرا کو دیکھ نہایت خوش ہوئی خواجہ سرا نے
جھک کے اوسے سلام کیا اور کہا اے بزرگ بی بی ہماری شہزادی تمھارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہے ہمارے ساتھ چلو اوسنے جواب دیا
کہ شہزادی نے کمال نوازش میرے حال پر کی کہ مجھے یاد فرمایا مین حاضر ہون پھر وہ جعلی فاطمہ اوسکے ساتھ ہوکے محل کے
اندر گئی اور وہان سے بظاہر پاک اور مقدس لباس مین بارہ دری کے اندر جاکر شہزادی کو بہت دعائین دین اور مذمت
دنیا اور ترغیب کرنے عبادت مین بہت نصیحت کی شہزادی نے اوسکی باتین سن اور اوسکو خدا رسیدہ سمجھ کے جواب دیا اے میری
مادر مہربان مین چاہتی ہون کہ یہان بیٹھکے مجھے خدا کی راہ بتاؤ وہ جعلی فاطمہ شہزادی کے پاس بڑی شرم و حیا سے سر نیچے کیے ہوئے
بیٹھ گئی پھر شہزادی نے اوس سے کہا اے مان میری کمال آرزو ہے کہ تم میرے پاس رہا کرو تا مین تمسے اکثر بات چیت

کیا کرون اور خدا کی راہ سیکھون جعلی فاطمہ نے کہا یہان کے رہنے سے نہ تو میری نماز ہوگی اور نہ میری عبادت اسواسطے میرا رہنا یہان نہین
ہو سکتا شہزادی نے کہا اگر تم میرے پاس کے رہنے سے تامل کرتی ہو تو اس محل مین بہت حجرے خالی ہین ان مین سے ایک حجرہ پسند کر کے رہو
اور اوسکو اپنا عبادت خانہ مقرر کرو وہ اسبات کو نہایت غنیمت اور موافق اپنے مطلب کے سمجھا اسواسطے کہ وہ یہی چاہتا تھا کہ کسیطرح
سے مجھے مداخلت الہ دین کے محل مین ہو تا ہر وقت شہزادی کو فریب دیکے اپنا کام کرے پھر از راہ مکر و فریب کے شہزادی سے کہا مجھ ایسی محنت
ریاضت کش اور تارک دنیا کو ایسے محل نفیس مین اور ایسی بڑی شہزادی کی مصاحب ہوکے رہنا تو نہ چاہیے مگر مجبوری ہے کہ آپ کی
عدول حکمی نہین کر سکتی جسمین کہ آپ کی مرضی ہو خواہ مخواہ مجھے کرنا ضرور ہے شہزادی یہ جواب اوسکا سنکے اوٹھ کھڑی ہوئی اور کہا
میرے ساتھ چلکے خالی حجرونکو دیکھو اور اونمین سے ایک اپنے لیے پسند کرو اوس غدار نے ہمراہ شہزادی کے اون سب حجرونکو دیکھا چنانچہ ایک
اونمین سے اپنے رہنے کیواسطے پسند کیا پھر شہزادی نے اوسے بارہ دری مین لاکے چاہا کہ اپنے ساتھ کھانا کھلوائے اوسوقت وہ مکار غدار
سوچا کہ مبادا وقت کھانے کے مونہ میرا شہزادی دیکھ کے پہچان لے کہ یہ جعلی فاطمہ نہین ہے اور بھید میرا کھل جاے اسواسطے از راہ فریب کے کہا مین
سوا سوکھے ٹکڑے روٹی کے یا سوکھے میوون کے کچھ اور نہین کھاتی اپنے حجرے مین کچھ بھوک کے وقت کھا لیا کرونگی شہزادی نے بموجب کہنے
جعلی فاطمہ کے سوکھے میوے بھیجے اور سوکھی روٹیان اوسکے کمرے مین بھجوا دین اور اوس سے کہا تم جاکے اپنے مکان مین کچھ تھوڑا بہت کھا کے
جلد میرے پاس آنا مین تمہاری منتظر رہونگی وہ ساحر شہزادی سے رخصت ہو اپنے حجرے مین آیا اور خواجہ سرا سے جسکو اوسکے کام خدمت کے
لیے مقرر کیا تھا کہا جسوقت شہزادی کھانے سے فراغت پائے تو فورا مجھے خبر بھیجو چنانچہ جب شہزادی کھانے سے فراغت کر دسترخوان سے
اوٹھی اوسی وقت اوس خواجہ سرا نے اوسے خبر کی اور وہ یہ خبر سنتے ہی شہزادی کی حضور مین حاضر ہوا شہزادی نے کہا مجھے کمال [illegible]
آرزو ہے کہ ایسی بی بی پارسا اور نیکوکار سیدہ کی خدمت مین جیسی کہ تم ہو رہون اور بات چیت کیا کرون اثناے گفتگو مین شہزادی نے
اوس جادوگر سے کہا ذرا آنکھ کھول کے اس بارہ دری اور اسکی طیاری کو دیکھو کہ کیسی ہے پھر شہزادی نے ہر ایک مکان اور اسباب اوس بارہ دری کا
اوسے دکھلایا اوس جعلی فاطمہ نے وہ بارہ دری دیکھ کے کہا اے شہزادی فی الحقیقۃ یہ بارہ دری قابل تعریف کے ہے اور مثل اسکے روے زمین پر
نہین مگر ایک چیز اسمین نہین اگر وہ بھی ہوتی تو ہزار حصے خوبی اس مکان کی زیادہ ہوتی شہزادی نے کہا مجھے بتاؤ وہ کیا چیز ہے اوس ساحر مکار
نے کہا اگر اس بارہ دری کے درمیان مین ایک انڈا رخ جانور کا لٹکایا جاتا تو نہایت زیبائش اسکی ہوتی اور چار دانگ عالم مین
مثل اپنا نرکھتی اور عجوبہ روزگار سے ہوتی شہزادی نے اوس سے پوچھا کہ رخ کیسا جانور ہے اور اوسکا انڈا کہان ہاتھ لگیگا اوس جعلی
فاطمہ نے جواب دیا کہ رخ بڑا جانور ہے اور سوا اکاس پہاڑ کی چوٹی کے کہین نہین رہتا جس معمار نے تمہارے اس محل کو بنایا ہے اوسکو وہ انڈا
ہاتھ آنا دشوار نہین شہزادی اوسکے بتانے اور اطلاع کرنے سے شکر بجا لائی بعد اسکے اوس مکار سے دیر تک باتون مین مشغول رہی
اور اوس رخ کے انڈے کو نہ بھولی اور اپنے دل مین یہ ٹھہرا رکھا کہ جسوقت الہ دین شکار سے آویگا تو مین اس امر کی ضرور اوس سے
فرمایش کرونگی اور الہ دین کو چند دن ہوئے تھے کہ شکار کھیلنے کو گیا تھا اوسکی غیبت مین ساحر افریقی کے بھائی نے اپنے سب کام درست
کر لیے اتفاقا اوسی شام کو الہ دین بھی گھر پونہچا اوسکے آنے سے وہ مکار اپنے حجرے مین شہزادی سے رخصت ہو کر چلا گیا

اور جسوقت الہ دین محل مین شہزادی کے پاس گیا اور بعد صاحب سلامت کے معانقہ کیا مگر اوسنے شہزادی کو بہ نسبت اور دنون کے خوش
اور شگفتہ نہ پایا پوچھا کیون شہزادی تو سہی بیچ میرے مزاج تمھارا کیسا رہا اور دلگیر کیون معلوم ہوتی ہو خدا کیواسطے مجھسے چھپاؤ نہین اپنے دل کا حال کہو جہان تک
کہ میری قدرت اور طاقت ہوگی اوس امر مین دریغ نکرونگا جب الہ دین نے بہت اصرار اور مبالغہ کیا تب شہزادی نے کہا میری جان
علی الخصوص بارہ دری نہایت خوب اور اسباب و سامان سے جو عجائبات عالم کے ہین سجی اور مرتب ہی مگر ایک امر مین
چاہتی ہون کہ وہ بھی اسمین ہو اور وہ یہ ہی کہ گنبد مین بارہ دری کے ایک انڈا رخ کا لٹکایا جاوے تو اور بھی زینت اور زیب اسکی ہو
الہ دین نے جواب دیا کہ یہ تو کچھ بہت بڑی بات نہین مین بارہ دری مین اوس انڈے کو لٹکوا دونگا الہ دین شہزادی کو
وہین چھوڑکر بارہ دری مین آیا اور اوس چراغ کو اپنے سینے سے نکالا اسواسطے کہ بعد فریب کھانے کے ساحر افریقی سے وہ چراغ
کبھی اپنے سے جدا نکرتا غرض اوسکو رگڑا بجرد رگڑنے کے وہ جن کہ تابع اوس چراغ کا تھا حاضر ہوا الہ دین نے کہا ای جن ایک انڈا رخ کا
درمیان بیچ اس بارہ دری کے لٹکا دے تاکہ اس بارہ دری کی زینت کامل ہو مین تجھے حکم دیتا ہون کہ بپاس اس چراغ کے
جسکا تو تابع ہی جلدی یہ کام کرلا ہنوز الہ دین نے اپنی بات تمام نہین کی تھی کہ وہ جن ایسا چلاکے بولا کہ تمام وہ مکان لرزنے لگا
اور الہ دین بھی ڈرسے کانپا اور قریب تھا کہ خوف سے گرپڑتا پھر اوس جن نے غصے ہوکے الہ دین سے کہا ای کم بخت مین
اور میرے ہمراہی نے جو جو تو نے کہا فوراً اوسکو بجالائے اور کبھی تیرے کہنے سے عدول حکمی نہین کی مگر تجھسے ہماری
خدمتگزاری کی شکر گزاری کچھ نہو سکی بلکہ برعکس اوسکے ہمکو اب حکم کرتا ہی کہ ہم اپنے مالک کو تیرے پاس لا دین اور اوسکو اس بارہ دری
کے گنبد مین لٹکا دین تجھے اور تیری بی بی اس محل سمیت اس گستاخی کی سزاوار ہی کہ فی الفور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نیست و نابود ہو جاوین
مگر چونکہ تیرا نصیب اچھا ہی اسواسطے کہ تو نے یہ درخواست اپنی خواہش سے نہین کی اور یہ حکم تیری طرفسے نہین معلوم کر کہ یہ سب فتور اوس ساحر
افریقی کے بھائی سے ہی جسے تو نے جان سے مارا ہی اور وہ اس محل مین فاطمہ نیک زن کے بھیس مین چھپا بیٹھا ہی اور اوس نیک بی بی یعنی فاطمہ کو
اوسنے مار ڈالا اور اوسی نے تیری بی بی کو یہ درخواست تعلیم کی ہی اور اوسکی غرض اس امر سے یہ ہی کہ تو اور تیری بی بی اس مکان سمیت سب کے
سب فنا اور نابود ہو جاوین اور اگر اس سے تو محفوظ رہیگا تو وہ تجھکو قتل کریگا خبردار اوسکے مکر اور فریب سے غافل نہ ہیو وہ جن یہ سب باتین کہکے غائب
ہو گیا الہ دین نے وہ سب باتین کہ جن نے اوس سے کہی تھین خوب اپنے ذہن نشین کین اور الہ دین کرامات فاطمہ نیک زن کے آگے سے جانتا تھا اور
اس امر سے بھی خوب واقف تھا کہ اوس نیک بی بی کو درد سر کھونے مین نہایت دخل ہی اور پھونکنے اور دم کرنے سے اچھا کرتی ہی وہ
تمارض کر اور اپنے سر کو لپیٹ شہزادی کے مکان مین گیا مگر جو باتین کہ جن نے اوس سے کی تھین شہزادی سے نکہین اونکو اپنے دل ہی مین رکھا
اور آتے ہی شہزادی کے پاس بیٹھکر یکبارگی سر کو پکڑ لیا اور شکایت درد سر کی کرنے لگا شہزادی نے اس حال کو دیکھکر فوراً اپنے آدمیون کو
حکم کیا کہ فاطمہ نیک بی بی کو بلا لاؤ جب آدمی اوسکے فاطمہ کے بلانے کو گئے شہزادی نے سب حال اوسکے بلانیکا اور اوسکے رکھنے کا اپنے محل مین
مفصل الہ دین سے ظاہر کیا اتنے مین فاطمہ بھی آئی الہ دین نے بمجرد اوسکے آنیکے اوس سے کہا کہ ای مادر مہربان مین تمھارے دیکھنے سے
نہایت خوش اور تمھارا ہونا اس جگہ میرے حق مین نہایت مفید ہوا مین اس وقت درد سر سے نہایت مضطر ہون چاہتا ہون

کہ تم از راہ مہربانی کے میرے سر پر دم کرو اور پھونکو مجھے یقین ہی کہ تمھاری برکت دعا اور جھاڑنے سے میرا درد سر جاتا رہیگا
اور مین اچھا ہو جاونگا اور مجھکو امید ہی کہ تم اس امر مین اپنی توجہ اور مہربانی ضرور کرو گی جیسا کہ سب لوگون کے حق مین ایسے وقت اور
شدت مین فرماتی ہو الہ دین نے یہ بات کہکے اپنے سر کو اوسکے آگے کیا اور وہ جھوٹی فریبی فاطمہ بی آگے کو بڑھی اور اوسی وقت
اوسنے اپنے ہاتھ کو مثل قبضہ کے ایک چھری کہ جسکو کمر بند مین قبا کے نیچے چھپائے ہوئے تھی رکھا الہ دین نے اس امر کو دریافت کرکے چالاکی
سے اوسکے ہاتھ کو قبل اسکے کہ اوسکو میان سے نکالے پکڑ لیا اور اوسکی مٹھی قبضہ کو دبا کر اوسی کے سینے مین ایسا مارا کہ اوسی ساعت
وہ ناپاک زمین پر گرکے واصل جہنم کے ہوا شہزادی یہ حال دیکھکے چلائی اور الہ دین سے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر تمنے
کیون ایسی نیک بی بی کو قتل کیا الہ دین نے کہا اے شہزادی مینے فاطمہ کو نہین مارا بلکہ ایک بد ذات حرامزادے کو وہ میرے قتل پہ
آمادہ تھا اگر مین یہ فریب نکرتا ہرگز یہ مجھے جیتا نچھوڑتا یہ ایک ناپاک مرد ہی جسے تم فاطمہ نیک زن سمجھتی ہو پھر اوسنے
مونہ کھولکر دکھلایا اور کہا کہ اسنے اصلی فاطمہ کو گلا گھونٹ مار ڈالا اور آپ از راہ فریب کے فاطمہ بنا تاکہ مجکو دغا سے
قتل کرے مگر مینے اس حال پر مطلع ہوتے ہی اوسکو جہنم مین بھیجا اور یہ بدکردار بھائی افریقی ساحر کا ہی جو تم کو
اوس مکان سمیت ملک افریقہ مین لے گیا تھا پھر الہ دین نے مفصل حال جن کی زبانی سنا ہوا
شہزادی سے بیان کیا اور اوسکی لاش وہان سے پھکوا کر آپ بعنایت الٰہی اون دونون
جادوگرون کے شر سے محفوظ رہا بعد کئی برس کے بادشاہ چین کہ بہت بوڑھا
ہوا تھا مر گیا جو سوا بدر البدور کے کوئی دوسرا اوسکا وارث نتھا اسلیے
وہی شہزادی اوسکی جانشین ہوئی بعد اوسکے سلطنت الہ دین کے
ہاتھ آئی الغرض الہ دین اور شہزادی نے بہت برس تک
ملک چین مین سلطنت اور فرمانروائی کی

قصہ الہ دین اور چراغ عجیب و
غریب کا تمام ہوا

فقط

تمام ہوئی جلد تیسری ترجمہ الف لیلہ کی